

گلشنِ ہمیشہ بہار

(مذکرہ شعرائے اردو)

مصنف
نصر اللہ خاں خوشیگی

مرتبہ
ڈاکٹر اسلم فرخی

انجمن ترقی اردو
بابائے اردو روڈ۔ کراچی

خویشگی، نصر اللہ خان
گلشن ہمیشہ بہار: تذکرہ شعراء

Khweshgi, Nasrullah Khan

Gulshan Hamesha Bahar: Tazkirah-e- Shoara

گلشن همیشه بهار

گلشن ہمیشہ بہار

(تذکرۂ شعراء)

مُصَنَّف

نصر اللہ خان خوشگی

مُرتَبَہ

ڈاکٹر اسلم فرخی

انجمن ترقی اردو پاکستان

بابائے اردو روڈ - کراچی ۷

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو ۳۲۷

۲۵۷

811059
16487

۱۹۶۷ء

اشاعتِ اول

گیارہ سو

تعداد

انجمن پریس

طباعت

محمد مصلح الدین سعدی

زیرِ اہتمام

قیمت

1 AUG 1967

سات روپے

128195

13-6-91

جملہ حقوق محفوظ



یاد بود

جشن فرخنده تاجگذاری

محمد رضا پهلوی آریامهر

شاهنشاه ایران

و

علیاحضرت فرح پهلوی

شهبانوی ایران

آبانماه ۱۳۴۶

مندرجات

۱	جمیل الدین عالی	دیباچہ
۵		فہرست شعرا
۲۷	ڈاکٹر اسلم فخری	مقدمہ
۴۵		تذکرہ شعرا

حرفے چند

اسلامی حضرت محمد رضا شاہ پہلوی آریا سہر شہنشاہ ایران اور ملکہ فرح پہلوی شاہیانوی ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن ترقی اردو چار کتابیں اور مجلہ ”اردو“ کا خاص نمبر شائع کر رہی ہے۔

انجمن ترقی اردو باقاعدہ طور پر آج سے پچیس برس پہلے وجود میں آئی تھی۔ اگرچہ انجمن کا کام اس سے بہت پہلے شروع ہو گیا تھا لیکن ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۲ء تک اس کی حیثیت آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک شعبے کی تھی۔ انجمن کے پہلے سیکریٹری ہمارے مشہور مورخ اور ادیب مولانا شبلی نعمانی تھے۔ جن کی شہرہ آفاق تصنیف ”رشد و شعرا العجم“ کا ترجمہ ایران میں شائع ہو چکا ہے۔

اگرچہ بنیادی طور پر انجمن کا کام اردو زبان و ادب سے متعلق ہے مگر اس نے اپنی نصف صدی سے زیادہ عرصے کی سرگرمیوں کو محض اردو تک محدود نہیں رکھا۔ انجمن اب تک کئی ایسی گراں قدر کتابیں اور مقالے شائع کر چکی ہے جن کا فارسی زبان اور ادب سے تعلق ہے۔

شہنشاہ ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن جو کتابیں شائع کر رہی ہے، وہ اس ادارے کی ان خدمات میں جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہیں، ایک بیش بہا اضافہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان علمی و تحقیقی تالیفات کو اہل علم قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

میں انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان کی طرف سے انجمن ترقی اردو اور اس کے فاضل صدر جناب اختر حسین کا تمہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پیش

ممتاز حسن

صدر

انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان

کراچی

دیباچہ

جمیل الدین علی
معتز اعجازی

اس بار انجمن کے اشاعتی پروگرام میں برائے محبت کچھ نہایت مفید اضافے کئے گئے ہیں۔

ایران اور پاکستان کے ثقافتی روابط نہ صرف بہت پرانے ہیں بلکہ پاکستان پر ایران کی زبان اور تہذیب نے جو گہرے اثرات مرتب کئے ہیں ان سے ساری دنیا واقف ہے۔ ان قدیم روابط کے علاوہ پاکستان اور ایران کی مسلسل اور مستحکم دوستی بھی ضرب المثل ہو گئی ہے جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے دونوں ملکوں کے عوام میں ایک دوسرے کے لئے خلوص اور غیر سگالی کے جذبات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش قسمتی سے دونوں ملکوں کی حکومتیں بھی ایک دوسرے کی بہترین دوست ثابت ہوئی ہیں اور باہمی اعتماد کی فضا میں ہر جہتی تعاون کے نئے منصوبوں پر عمل کرتی رہتی ہیں۔

ایران کے حکمران اور اہل ایران اہل پاکستان سے جیسی محبت کرنے ہیں اس کا ایک روشن ثبوت ہمیں اس وقت بھی ملا جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا تھا۔ اس وقت ایران نے جس جرات اور ہمدردی سے پاکستان کا ساتھ دیا تھا پاکستان کے لوگ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

ہم اے لئے یہ بڑے فخر اور خوشی کی بات ہے کہ آج ایران اور پاکستان کی دوستی دنیا بھر میں ایک مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

۶ اکتوبر کو ہمارا محبوب، با وفا اور مضبوط دوست ایران اپنے سربراہ اعلیٰ حضرت شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کا جشنِ تاج پوشی منا رہا ہے اور ہماری حکومت اور عوام

اور ہمارے تہذیبی ادارے اپنے ہمسائے کی تقریب میں اپنے اپنے طور سے شریک ہو رہے ہیں۔ اس موقع پر انجمن بھی چند کتابیں شائع کر رہی ہے جو انجمن کے فارسی محفوظات سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اردو فارسی کا ہر شتہ ہے اس کی تفصیل بیان کئے بغیر یہ عرض کر دیا جائے کہ انجمن کے پاس نہ صرف بہت سی کیاب فارسی مطبوعات موجود ہیں بلکہ ایسے فارسی نوادر بھی محفوظ ہیں جو اردو کے مآخذ پر کام کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔

اس موقع پر یہ مناسب سمجھا گیا کہ اہل ایران کی خوشنود دی خاطر کے لئے انھیں کی زبان میں چند کتابیں پیش کی جائیں جن سے ہمارے اور ان کے قدیم روابط کی مزید یادیں اجاگر ہو جائیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔

تذکرہ ہمیشہ بہار

اس کے مولف کشن چند اخلاص ہیں جنہوں نے بارہویں صدی ہجری کی ابتدا میں شعرائے فارسی پر کام کیا تھا۔ اس تذکرے کو ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں مصنف نے اپنے معاصرین کے حالات جمع کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مولف نے اپنے پیش رو تذکرہ نگاروں سے استفادہ کیا ہے لیکن خود انھوں نے بہت سی قابل قدر معلومات کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اس تذکرے میں تین سو سے زیادہ شعرا کا ذکر ہے۔

جس نسخے کی بنیاد پر اس کا متن تیار ہوا ہے اس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ خود مولف کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔ اسے ڈاکٹر وحید قریشی نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ بعض وجوہ سے خطوط کا پورا متن شائع کرنا ممکن نہ تھا اس لئے فی الحال ایک تہائی حصہ چھپ رہا ہے۔ اور اس طرح بہت قیمتی معلومات کی چند زریں جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ تذکرے کا یہ حصہ رسالہ 'اردو' کے اُس خاص نمبر میں شامل ہے جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہے۔ یہ تذکرہ کتابی صورت میں بھی عنتریب شائع ہو جائے گا۔

تذکرہ گلشنِ ہمیشہ بہار۔

اسے لہذا خدا خاں غوثیؒ نے سن ۱۲۵۲ھ میں تالیف کیا تھا اور یہ اسی سال شائع بھی ہو گیا تھا۔ لیکن پھر یہ تذکرہ البامعدوم ہوا کہ بہت سے اہل علم نے تو اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ اس اعتبار سے اس تذکرے کی اشاعت ایک طرح کی ادبی باریانست ہے اس میں بیشتر شعرا کے اردو کا ذکر ہے لیکن ضمنی طور پر ان فارسی گو شعرا کے حالات بھی آگئے ہیں جن کے حوالے بہت سے دوسرے تذکروں میں نہیں ملتے۔ اس کے مرتب ڈاکٹر اسلم فرخی ہیں۔

فارسی زبان و ادب

انجمن کا سہ ماہی ”اردو“ گزشتہ پندرہالیس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اور اس میں فارسی زبان و ادب کے متعلق بہت سے مقالات شائع ہوئے ہیں ”اردو“ کی پرانی جلدیں تقریباً نایاب ہو گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ان مضامین کی افادیت آج بھی نہ صرف برقرار ہے بلکہ بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ انجمن نے طے کیا کہ ان مضامین کا ایک انتخاب شائع کر دیا جائے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے محترم پیر حرم ام الدین راشد سی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس معاملے میں ہماری معاونت کی۔ یہ انتخاب انھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے فرمایا ہے

فہرست مخطوطات فارسی

انجمن کے کتب خانہ خاص میں اردو مخطوطات کے علاوہ فارسی اور عربی مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے اور ان میں سے بیشتر مخطوطات اپنی قدامت موضوعات اور روش تحریر کی بنا پر تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ انجمن نے طے کیا کہ ان کی وضاحتی فہرست شائع کر دی جائے لیکن مزید جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کام کی تکمیل میں وقت لگے گا لیکن ان مخطوطات کی ایک اجمالی فہرست بھی اہل علم کے لئے کوئی چھوٹی موٹی خوش خبری نہیں ہے۔ یہ فہرست چونکہ پہلی بار شائع کی جا رہی ہے اس لئے اس کی

اہمیت و افادیت کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوں گے۔ فی الحال تو فارسی دالوں اور فارسی پر کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک چونکا دینے والے انکشاف کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ ایران اور پاکستان کے اہل نظر ان کتابوں کو پسند کریں گے اور بطور خاص ایران کے دوست انجمن کے اس اقدام کو ہمارا خراج عقیدت سمجھ کر قبول فرمائیں گے۔
 یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر

دافع رہے کہ انجمن ان کتابوں کی اشاعت کی ضرورت ذمہ دار ہے لیکن اصل میں اس موقع پر ان کی ترغیب اشاعت کا سہرا ہمارے دو اراکین منتظمہ کے سر ہے جو اپنی ذاتی حیثیتوں میں بھی ملک کے جید اہل علم میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ دو حضرات جناب ممتاز حسن اور جناب پیر حسام الدین راشدی ہیں جو فارسی زبان سے بے حد شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ پاک ایران ثقافتی تعلقات کے فروغ میں نمایاں کارکن ثابت ہوئے ہیں۔ انہی حضرات کی تحریک پر صدر انجمن جناب اختر حسین نے ہمت کم ہونے کے باوجود ان کتابوں کی ترتیب و اشاعت پر توجہ فرمائی اور یوں انجمن کے اشاعتی منصوبوں میں یہ قابل قدر اور یادگار اضافہ ہوئے۔

ان حضرات کا تعاون انجمن کے اہم ترین اثاثوں میں شمار ہوتا ہے۔



فہرست شعراء

	خیابانۃ القہ	
۴۶	اسد - فتح خاں	۱
۵۰	آتش - خواجہ حیدر علی	۲
۵۰	آبرو - شاہ مبارک	۳
۵۱	امجد - امجد علی خاں	۴
۵۳	آرزو - سراج الدین علی خاں	۵
۵۳	آزردہ - صدر الدین خاں	۶
۵۴	آزر - چرا لا پر شاد	۷
۵۶	آنگر - نرائن داس	۸
۵۶	آنگر - ظفر علی	۹
۵۷	آزاد - شیخ امیر الدین	۱۰
۵۷	آشوب - میر امداد علی خاں	۱۱
۵۸	آشفقت - عظیم الدین خاں	۱۲
۵۸	آشفقت - مرزا رضا قلی	۱۳
۵۹	آشفقت - سید منور علی	۱۴
۵۹	آصف - آصف الدولہ سحیلی خاں	۱۵

۶۰	آفتاب .. البر المنظر محمد الدین شاه عالم	۱۶
۶۱	آفرین .. شیخ قلندر بخش	۱۷
۶۱	آشنائی .. میر سربا الدین	۱۸
۶۱	آثر .. حسین علی خاں	۱۹
۶۲	آثر .. سید محمد میر	۲۰
۶۲	احسان .. حافظ عبد الرحمان	۲۱
۶۲	احسن .. مرزا احسن علی	۲۲
۶۲	احقر .. مرزا جواد علی	۲۳
۶۵	اختر .. سید اکبر علی	۲۴
۶۵	ارمان ..	۲۵
۶۵	آثر .. میرانی	۲۶
۶۶	اسلام .. شیخ الاسلام تھانوی	۲۷
۶۶	اشرف .. مولوی محمد اشرف	۲۸
۶۶	اصغر .. سید امجد علی	۲۹
۶۷	اعظم .. غلام محی الدین	۳۰
۶۷	اعظم ..	۳۱
۶۷	افوس .. میر شیر علی	۳۲
۶۸	اکبر .. اکبر خاں	۳۳
۶۹	الہام .. شاہ بہلول کھنوی	۳۴
۶۹	الغنی .. منگل سین	۳۵
۷۰	امتیاز .. مرزا منیدھو	۳۶

۳۷	امتیر نواب علی محمد خاں	۷۰
۱۸	امتیر - امیر اللہ	۷۰
۳۹	امتیر - امیر خاں	۷۱
۴۰	امین - خواجہ امین الدین	۷۱
۴۱	امین - امین الدین خاں	۷۲
۴۲	امین - محمد اسلمیل	۷۲
۴۳	امانی - میرا مانی	۷۳
۴۴	امی - روشن بیگ	۷۳
۴۵	امانت - امانت داری	۷۳
۴۶	انتظار	۷۴
۴۷	امیس - امیر الدولہ نواز خاں	۷۴
۴۸	امحسام - نواب امیر خاں	۷۴
۴۹	انشاء - میرانشاہ اللہ خاں	۷۴
۵۰	اخلاص - مولانا جمال الدین	۷۷
۵۱	اخلاص - کشتن چند	۷۸
۵۲	افصح - شیخ محمد سمیع	۷۹
۵۳	اشرف - شاہ محمد حسن	۷۹
۵۴	احقر - ضامن علی	۸۱
۵۵	اشنا - مرزا اکرم بیگ	۸۱
	خیابان بابائے موہد کا	
۵۶	بحر	۸۲

۵۷	برکت۔ برکت علی خاں	۸۲
۵۸	برق۔ مرزا محمد رضا	۸۳
۵۹	پیرزادہ کورجونت سنگھ	۸۳
۶۰	بسمل۔ سید جبار علی	۸۴
۶۱	بقا۔ شیخ بقار اللہ	۸۵
۶۲	بیتاب۔ خداوردی خاں	۸۵
۶۲	بیتاب۔ عباس علی خاں	۸۶
۶۴	بیدار۔ غوث محمد	۸۶
۶۵	بیباک۔ میر نجف علی	۸۷
۶۶	بیار۔ میر محمدی	۸۷
۶۷	میان خواجہ حسن اللہ	۸۸
۶۸	ہتھار۔ ہر سہائے	۸۹
۶۹	ہنجود۔ اکبر علی	۹۰
۷۰	ہارسط۔ ہارسط علی	۹۰
۷۱	ہنجشی۔	۹۰

خیابانے تائے قرشتے

۷۲	تاباں۔ میر عبدالحئی	۹۱
۷۳	تاب۔ قناب رائے	۹۲
۷۴	تپش۔ مرزا محمد اسماعیل	۹۲
۷۵	تجلی۔ سید محمد حسین	۹۳
۷۶	تجلی۔ شاہ تجلی	۹۴

۹۲	تجربیل۔ محمد عظیم	-۷۷
۹۳	تجیر۔ مصطفیٰ	-۷۸
۹۵	نزقی۔ مرزا تقی خاں	-۷۹
۹۵	تسکین۔ میر حسین	-۸۰
۹۵	تعشق۔ میر۔ بید محمد	-۸۱
۹۶	تمکین۔ صلاح الدین	-۸۲
۹۶	تمنا۔ محمد اسحاق خاں	-۸۳
۹۷	تنہا۔ محمد عیسیٰ	-۸۴
۹۸	توثیق۔ میر نبی بخش	-۸۵
۹۹	تفتہ۔ ہرگوپال	-۸۶
	خیابانے شائے مثلث	
۱۰۰	ثابت۔ مرزا مغز الدین	-۸۷
۱۰۰	ثائب۔ شاہ شمس الدین	-۸۸
	خیابان حبیب	
۱۰۰	جذاب۔ میر عزت اللہ	-۸۹
۱۰۱	جرات۔ قلندر بخش	-۹۰
۱۰۵	جنون۔ مرزا نجف علی خاں	-۹۱
۱۰۶	جنون۔ شاہ غلام مرتضیٰ	-۹۲
۱۰۷	جوش۔ شیخ محمد روشن	-۹۳
۱۰۸	جوش۔ رحیم اللہ	-۹۴
۱۰۸	جوان۔ مرزا نعیم بیگ	-۹۵

۱۰۸	جہاندار مرزا جواں نخت جہاندار شاہ	۹۶
۱۰۹	جعفری - میر بات علی	۹۷
۱۰۹	جہانگیر - جہانگیر بیگ	۹۸
	خیابانہ حائے حطی	
۱۱۰	حاتم - شیخ ظہور الدین	۹۹
۱۱۱	حجّام - غایت اللہ	۱۰۰
۱۱۱	حسرت - سید جعفر علی	۱۰۱
۱۱۲	حسن - سید غلام حسن	۱۰۲
۱۱۲	حسن - خواجہ حسن	۱۰۳
۱۱۵	حسن - مولوی ابو الحسن	۱۰۴
۱۱۶	حسن - مرزا حسن	۱۰۵
۱۱۶	حسین - سید غلام حسین	۱۰۶
۱۱۷	حسین - نواب غلام حسین	۱۰۷
۱۱۷	حسنت - میر بخش علی خاں	۱۰۸
۱۱۸	حضور - لالہ بال مکند	۱۰۹
۱۱۸	حقیقت - میر شاہ حسین	۱۱۰
۱۱۹	حکیم - محمد اشرف خاں	۱۱۱
۱۱۹	حکیم - محمد پناہ خاں	۱۱۲
۱۲۰	حقیر - میر امام الدین	۱۱۳
۱۲۱	حیرت - نپڑتہ احمد علیا پر شاد	۱۱۴
۱۲۲	حیران - میر حیدر علی	۱۱۵

۱۲۲	حیدر - میر حیدر علی خاں	- ۱۱۶
۱۲۳	حیف - میر سپراغ علی	- ۱۱۷
۱۲۳	حیرت - نذر تفصل حسین	- ۱۱۸
۱۲۴	حیدر - حیدر شاہ	- ۱۱۹

خیابانے خانے معجمہ

۱۲۴	خاکسار - میر محمد یار	- ۱۲۰
۱۲۵	خادم - خادم علی خاں	- ۱۲۱
۱۲۵	خادم - مولوی خادم علی	- ۱۲۲
۱۲۶	خان - محمدی خاں	- ۱۲۳
۱۲۶	خان - اشرف خاں	- ۱۲۴
۱۲۶	خسرد - نواب فخر الدین محمد خاں	- ۱۲۵
۱۲۷	خستہ - غلام قطب	- ۱۲۶
۱۲۸	خلق - میر حسن	- ۱۲۷
۱۲۸	خلیق - میر ستمن	- ۱۲۸
۱۲۹	خیال - غلام حسن خاں	- ۱۲۹
۱۲۹	خالص - مولوی نصیر الدین	- ۱۳۰
۱۳۱	خسرم - گلاب رائے	- ۱۳۱
۱۳۱	خورشید - مولانا خورشید علی افضل	- ۱۳۲
۱۳۳	خلیل - مولانا خلیل اللہ	- ۱۳۳
	خیابانے دال معملہ	
۱۳۴	داغ - میر مہدی	- ۱۳۴

۱۳۵	دروند۔ کریم اللہ خاں	-۱۳۵
۱۳۵	درد۔ خواجہ میر	-۱۳۶
۱۳۸	دریغ۔ سید زین العابدین	-۱۳۶
۱۳۸	دردنیش۔ میر شاہ علی	-۱۳۸
۱۳۹	دل۔ ذور آدرخاں	-۱۳۹
۱۴۰	دل خوش۔ بہادر سنگھ	-۱۴۰
۱۴۰	دلتوز۔ خیراتی خاں	-۱۴۱
۱۴۱	دلگیر۔ میر حیات اللہ خاں	-۱۴۲
۱۴۱	دیوانہ۔ مرزا محمد علی خاں	-۱۴۳
۱۴۲	دیوانہ۔ رائے سرب سیکھ	-۱۴۴

خیابانے ذال معجمے

۱۴۲	ذاکر۔ مرزا احمد بیگ	-۱۴۵
۱۴۳	زرہ۔ میرزا رام ناتھ	-۱۴۶
۱۴۳	زکار۔ ذکرا اللہ خاں	-۱۴۶
۱۴۳	زکار۔ خوب چند	-۱۴۸
۱۴۴	ذوق۔ شیخ محمد ابراہیم	-۱۴۹
۱۴۶	ذوقی۔ ذوقی شاہ	-۱۵۰
۱۴۶	زرہ۔ میر دلائی علی	-۱۵۱

خیابانے رائے مہمند

۱۴۶	رند۔ گنگا پرشاد	-۱۵۲
۱۵۳	راشم۔ غلام محمد	-۱۵۳

۱۵۳	راغب - مرزا سبحان قلی بیگ	۱۵۲
۱۵۴	رانفت - رؤف احمد	۱۵۵
۱۵۴	راستخ - غلام علی	۱۵۶
۱۵۵	رستم - سید رستم علی خاں	۱۵۷
۱۵۵	رتسوا - آفتاب رائے	۱۵۸
۱۵۶	رستا - میر رضا	۱۵۹
۱۵۶	رستا - حمید الدین	۱۶۰
۱۵۶	رستا - میر محمد رضا	۱۶۱
۱۵۶	رستا - میرزا جیون	۱۶۲
۱۵۷	رستا - میر محمدی	۱۶۳
۱۵۷	رستا -	۱۶۴
۱۵۷	رضی - سید رضی خاں	۱۶۵
۱۵۸	رضی - مرزا رضی خاں	۱۶۶
۱۵۸	رفیق - مرزا اسدیگ	۱۶۷
۱۵۸	رفاقت - مرزا مکین	۱۶۸
۱۵۹	رفیع - مولانا رفیع الدین خاں	۱۶۹
۱۵۹	رفقت - مرزا قاسم علی	۱۷۰
۱۶۰	رنگین - سعادت یار خاں	۱۷۱
۱۶۲	رند - مہربان خاں	۱۷۲
۱۶۳	رنج - میر محمد نصیر	۱۷۳
۱۶۳	روشن - روشن شاہ	۱۷۴

۱۶۴	رمتق - نجیب اللہ خاں	۱۷۵
	خدیا بانے زائے معصوم	
۱۶۶	زار - برہان الدین خاں	۱۷۶
۱۶۶	زار - میر منظر علی	۱۷۷
۱۶۷	زار - میر جیون	۱۷۸
۱۶۷	زکی - شیخ مہدی علی	۱۷۹
۱۶۸	زکی - جعفر علی خاں	۱۸۰
	خدیا بانے سینے مہملہ	
۱۶۹	سائی - مرزا محمد جان	۱۸۱
۱۶۹	سآمان - میر محمد ناعمر	۱۸۲
۱۷۰	سلفیت - مرزا مغل	۱۸۳
۱۷۰	سجاد - میر سجاد	۱۸۴
۱۷۱	سرخن - مرزا محمد حسین	۱۸۵
۱۷۱	سرخنور - دیوالی سنگھ	۱۸۶
۱۷۱	سرمہز - مرزا زین العابدین	۱۸۷
۱۷۲	سراج - سراج الدین علی	۱۸۸
۱۷۳	سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خاں	۱۸۹
۱۷۴	سعید - قاضی عبداللہ خاں	۱۹۰
۱۷۵	سکندر - خلیفہ محمد علی	۱۹۱
۱۷۵	سلطان - نواب نصر اللہ خاں	۱۹۲
۱۷۵	سلیمان - مرزا سلیمان مشکوہ	۱۹۳

۱۶۶	سلام - نجم الدین علی خاں	- ۱۹۳
۱۶۶	سودا - مرزا محمد رفیع	- ۱۹۵
۱۸۲	سوز - محمد میر	- ۱۹۶
۱۸۶	سوزاں - مرزا احمد علی خاں	- ۱۹۷
۱۸۶	سیادت - میر محمد الدین	- ۱۹۸
۱۸۶	سہراب - سہراب بیگ	- ۱۹۹
۱۸۷	سید - میر غالب علی خاں	- ۲۰۰
۱۸۹	سرکش - کیول نبین	- ۲۰۱
۱۸۹	سلامت - شیخ سلامت علی	- ۲۰۲

خیابان شبنم معجمہ

۱۸۹	شاد - الہ یار بیگ	- ۲۰۳
۱۹۰	شادان - میر حبیب علی	- ۲۰۴
۱۹۰	شاکر - شاکر علی شاہ	- ۲۰۵
۱۹۰	شاہ - شاہ سعد اللہ	- ۲۰۶
۱۹۱	شائق - محمد ہاشم	- ۲۰۷
۱۹۱	شائق - میر حاجی	- ۲۰۸
۱۹۱	شائق - میر محمد	- ۲۰۹
۱۹۲	شرافت - مرزا اشرف علی	- ۲۱۰
۱۹۲	شرر - مرزا جعفر	- ۲۱۱
۱۹۲	شرر - مرزا صادق علی	- ۲۱۲
۱۹۳	شرر - مرزا ابراہیم بیگ	- ۲۱۳
۱۹۳	شعلہ - امر ناسخہ	- ۲۱۴

۱۹۴	شفیق - منظر علی خاں	- ۲۱۵
۱۹۴	شکوہ - محمد رضا	- ۲۱۶
۱۹۵	شکبیا - شیخ غلام حسین	- ۲۱۷
۱۹۶	شوق - شیخ الہی بخش	- ۲۱۸
۱۹۶	شوق - جوہر بیگ	- ۲۱۹
۱۹۶	شوق - بھوگی لال	- ۲۲۰
۱۹۷	شوق - حافظ غلام رسول	- ۲۲۱
۱۹۷	شوکت - منشی منیف علی	- ۲۲۲
۱۹۸	شور - مرزا محمود بیگ	- ۲۲۳
۱۹۸	شورش - غلام احمد	- ۲۲۴
۱۹۹	شہریت - امیر بخش	- ۲۲۵
۱۹۹	شہیدی - کرامت علی	- ۲۲۶
۲۰۰	شہیدا - نواب معین الدین خاں	- ۲۲۷
۲۰۱	شہیدہ - حافظ عبدالصمد	- ۲۲۸
۲۰۱	شائق - نذیر الدین حسن	- ۲۲۹
۲۰۳	شہیدہ - نواب مصطفیٰ خاں	- ۲۳۰
۲۰۴	شہیدا - فتح جنگ خاں	- ۲۳۱
۲۰۶	شمس - نرائن سنگھ	- ۲۳۲
۲۰۶	شہیدا - میر عابد حسین	- ۲۳۳
۲۰۷	شفاعت - شفاعت خاں	- ۲۳۴

خیابانے صاد مہملہ

۲۰۷	صاحبقران - امام علی	- ۲۳۵
۲۰۸	صانع - نظام الدین احمد	- ۲۳۶
۲۰۸	صنبا - کاجی علی	- ۲۳۷
۲۰۹	صنبا - مرزا راجہ شکر ناسخہ	- ۲۳۸
۲۰۹	صبر - مرزا غلام حسین خان	- ۲۳۹
۲۱۰	صدق -	- ۲۴۰
۲۱۰	صفدر - میر صفدر علی	- ۲۴۱
۲۱۱	صفدری - میر صادق علی	- ۲۴۲
۲۱۲	صنعت - کریم الدین	- ۲۴۳
۲۱۲	صاحب - سعادت یار خاں	- ۲۴۴

خیابانے ضاد معجمہ

۲۱۲	صنیر - شیخ مداری	- ۲۴۵
۲۱۳	صنیر - گنگا داس	- ۲۴۶
۲۱۳	صنیا - میر ضیا الدین	- ۲۴۷
۲۱۴	صنیا - مرزا صنیا بخت	- ۲۴۸
۲۱۴	صنیا - ضیا الدین	- ۲۴۹
۲۱۴	ضامن - غلام ضامن	- ۲۵۰

خیابانے طائے مہملہ

۲۱۵	طالب - مہتاب رائے	- ۲۵۱
۲۱۵	طالب - طالب حسین	- ۲۵۲

۲۱۵	طرب - جہر لعل	۲۵۳
۲۱۶	غیاں - مرزا محمد علی بیگ	۲۵۴
۲۱۷	طرب - سہی	۲۵۵
۲۱۷	طرب - مولوی شیراز	۲۵۶
	خیابان طائے معجم	
۲۱۸	ظاہر - میر محمدی دہلوی	۲۵۷
۲۱۸	ظفر - مرزا ابو ظفر بہادر شاہ	۲۵۸
۲۱۹	ظہور - حافظ ظہور اللہ بیگ	۲۵۹
	نسیا باغ عینہ مہملت	
۲۲۰	عزیز - بہاراج سنگھ	۲۶۰
۲۲۰	عالی -	۲۶۱
۲۲۰	عالیجاہ -	۲۶۲
۲۲۱	عارف - محمد عارف	۲۶۳
۲۲۱	عارف - میر عارف علی	۲۶۴
۲۲۱	عاجز - زور آور سنگھ	۲۶۵
۲۲۲	عاصی - منشی امداد حسین	۲۶۶
۲۲۲	عاشق - بخش بھولا ناتھ	۲۶۷
۲۲۲	عاشق - رام سکھ	۲۶۸
۲۲۲	عاشق - مہدی علی خاں	۲۶۹
۲۲۳	عاشق - نبی بخش	۲۷۰
۲۲۳	عاشق - آغا حسین قلی خاں	۲۷۱

۲۲۴	عشق . غلام علی محی الدین	- ۲۷۲
۲۲۵	عشرت . میر غلام علی	- ۲۷۳
۲۲۶	عظیم . مرزا عظیم بیگ	- ۲۷۴
۲۲۷	عظمت . میر عظمت اللہ خاں	- ۲۷۵
۲۲۷	عینی . طالب علی خاں	- ۲۷۶
۲۲۸	عہرت . میر ضیاء الدین	- ۲۷۷
۲۲۸	عزت . سید عبدالولی	- ۲۷۸
۲۲۸	عزیز . منشی عزیز اللہ خاں	- ۲۷۹
۲۲۹	عشق . خواجہ رکن الدین (معروف بزرگمشی)	- ۲۸۰
۲۳۱	عشق . میر عزت اللہ خاں	- ۲۸۱
۲۳۲	عشق . متوال	- ۲۸۲
۲۳۲	عیاش . سید یعقوب	- ۲۸۳
۲۳۳	عنیق . وجیم الدین	- ۲۸۴
۲۳۴	عاحیر . کاشی ناتھ	- ۲۸۵
۲۳۴	عاشق . حافظ احمد یار خاں	- ۲۸۶
۲۳۵	عنایت . سید عنایت علی	- ۲۸۷
	خیابان غیتہ معجمہ	
۲۳۶	غالب . اکرم الدولہ بہادر بیگ خاں	- ۲۸۸
۲۳۷	غالب . اسد اللہ خاں	- ۲۸۹
۲۳۷	غضنفر . غضنفر علی	- ۲۹۰
۲۳۸	عمگین . میر سید علی	- ۲۹۱

۲۴۸	غفلت۔ احمد	- ۲۹۲
۲۳۹	عنمی۔ مولوی عبدالقادر	- ۲۹۳
	خیابانے فنا	
۲۴۰	فنا رخ۔ میر احمد خاں	- ۲۹۴
۲۴۰	فنا رخ۔ فرات شاہ	- ۲۹۵
۲۴۱	فنا۔ ٹیکارام	- ۲۹۶
۲۴۲	فنا۔ لچھی رام	- ۲۹۷
۲۴۳	فردی۔ مرزا محمد علی (معروف بزرگ بھو)	- ۲۹۸
۲۴۲	فردی۔ فردی	- ۲۹۹
۲۴۳	فرحت۔ امیر غسلی	- ۳۰۰
۲۴۴	فراق۔ شمار اللہ خاں	- ۳۰۱
۲۴۴	فصیح۔ مرزا جعفر علی	- ۳۰۲
۲۴۵	فناں۔ اشرف خاں	- ۳۰۳
۲۴۵	فقیہ۔ میر شمس الدین	- ۳۰۴
۲۴۶	فکار۔ سید حسین	- ۳۰۵
۲۴۷	فیض۔ نپوت کرپاکشن	- ۳۰۶
۲۴۷	فنا رخ۔ نارغ شاہ	- ۳۰۷
۲۵۲	فدا۔ مرزا محمد بیگ	- ۳۰۸
	خیابانے قافے	
۲۵۳	قاسم۔ شیخ محمد قیام الدین	- ۳۰۹
۲۵۵	قاسم۔ سید قاسم علی خاں	- ۳۱۰

۲۵۶	فتاحی۔ قدرت اللہ خاں	- ۳۱۱
۲۵۷	قاصر۔ مرزا ببر علی بیگ	- ۳۱۲
۲۵۸	قدرت۔ شاہ قدرت اللہ	- ۳۱۳
۲۵۹	قدرت۔ مولوی قدرت اللہ	- ۳۱۴
۲۶۰	نشریابان۔ میر محمدی	- ۳۱۵
۲۶۱	قلندر۔	- ۳۱۶
۲۶۲	قصر۔ مرزا حاجی	- ۳۱۷
۲۶۳	قنبر۔ مدارا بیگ	- ۳۱۸
۲۶۴	قصر۔ نصر اللہ خاں خوشی	- ۳۱۹
خیابان کافہ عمریہ و فارسی		
۲۶۵	کامل۔ نذرت شاہ کراس	- ۳۲۰
۲۶۶	کبیر۔ حکیم کبیر علی	- ۳۲۱
۲۶۷	کرم۔ شیخ غلام صامن	- ۳۲۲
۲۶۸	کرم۔ مرزا حیدر علی بیگ	- ۳۲۳
۲۶۹	گرفتار۔ سنگی بیگ	- ۳۲۴
۲۷۰	کلو۔ مسیر کلو	- ۳۲۵
۲۷۱	کلیم۔ میر محمد حسین	- ۳۲۶
۲۷۲	کمال۔ شاہ کمال الدین حسین	- ۳۲۷
۲۷۳	کوثر۔ مہدی علی خاں	- ۳۲۸
۲۷۴	گویا۔ فقیر محمد خاں	- ۳۲۹

خیا بانات لا م

۲۶۱	لطیف - میر لطیف علی	- ۳۳۰
۲۰۲	لطیف - مرزا علی	- ۳۳۱

خیا بانات میم

۲۶۳	مائول - میر محمدی	- ۳۳۲
۲۶۳	مائول - مرزا احمد بیگ	- ۳۳۳
۲۶۴	مستبلا - مرزا کاظم علی	- ۳۳۴
۲۶۴	مختوب - مرزا غلام حیدر بیگ	- ۳۳۵
۲۶۴	مستبرم - رحمت اللہ	- ۳۳۶
۲۶۵	مختزل - میر ناصر خاں	- ۳۳۷
۲۶۵	مختزل - عالم شاہ	- ۳۳۸
۲۶۶	محمود - حسین علی خاں	- ۳۳۹
۲۶۶	محب - شیخ ولی اللہ	- ۳۴۰
۲۶۷	محبت - ذاب محبت خاں	- ۳۴۱
۲۶۷	محدث - مرزا حسین علی خاں	- ۳۴۲
۲۶۸	منظہر - شاہ مظہر اللہ	- ۳۴۳
۲۶۹	مختصر - مرزا علی نقی	- ۳۴۴
۲۸۰	مختصر - خواجہ محترم علی خاں	- ۳۴۵
۲۸۰	محمود - محمود حسان	- ۳۴۶
۲۸۱	مرزا - آقا مرزا	- ۳۴۷
۲۸۱	مستور - مرزا سنگی بیگ	- ۳۴۸

۲۸۱	منشیہ قطب الدین	- ۳۴۹
۲۸۲	مشتاق - عبداللہ خان	- ۳۵۰
۲۸۳	مصدر - میراشار اللہ خان	- ۳۵۱
۲۸۳	مصطفیٰ - غلام بہرائی	- ۳۵۲
۲۸۴	مضدوں - شرف الدین	- ۳۵۳
۲۸۵	منتظر - شاکر پشاد	- ۳۵۴
۲۸۸	منظر - کنور سین	- ۳۵۵
۲۸۹	منظہر - مرزا جان جاناں	- ۳۵۶
۲۹۰	مفتی - محمد امین	- ۳۵۷
۲۹۰	مذروف - الہی بخش خان	- ۳۵۸
۲۹۱	منوم - میر مشیت علی	- ۳۵۹
۲۹۱	مقبول - مقبول نبی	- ۳۶۰
۲۹۱	ملول - شاہ شرف الدین	- ۳۶۱
۲۹۲	مملو -	- ۳۶۲
۲۹۲	منون - قطب ام الدین	- ۳۶۳
۲۹۲	منشیہ - وجیمہ الدین	- ۳۶۴
۲۹۵	منشیہ - خواجہ آفتاب خان	- ۳۶۵
۲۹۶	منشی - میر محمد حسین	- ۳۶۶
۲۹۶	منشی - میر غلام علی	- ۳۶۷
۲۹۷	مشتاق - چتر سہجوج	- ۳۶۸
۲۹۸	منتظر - نور الاسلام	- ۳۶۹

۲۹۹	منعم - قاضی نزاری	- ۳۷۰
۲۹۹	منصف، منصف علی خاں	- ۳۷۱
۳۰۰	منبت - میر قمر الدین	- ۳۷۲
۳۰۱	موزوں - میر فرزند علی	- ۳۷۳
۳۰۱	موزوں - پیڈن امر پر شاد	- ۳۷۴
۳۰۲	ممتاز - عبدالملک	- ۳۷۵
۳۰۲	مونس - حکیم سادات علی خاں	- ۳۷۶
۳۰۵	موسن - مدین خاں	- ۳۷۷
۳۰۶	مسیر - میر محمد تقی	- ۳۷۸
۳۰۷	مشاق - فرزند علی	- ۳۷۹
۳۰۸	مہر - آغا علی خاں	- ۳۸۰
۳۰۹	منتظر - میر خواجہ بخش	- ۳۸۱
۳۰۹	مظلوم - مظلوم شاہ	- ۳۸۲
	خیابانہ نونے	
۳۱۰	نالان - محمد عکری	- ۳۸۳
۳۱۰	نامی - مرزا حسام الدین حیدر خاں	- ۳۸۴
۳۱۲	ناسخ - شیخ امام بخش	- ۳۸۵
۳۱۲	نشار - عبدالرسول	- ۳۸۶
۳۱۵	نشار - محمد امان	- ۳۸۷
۳۱۶	نشاط - مولوی الہی بخش	- ۳۸۸
۳۱۸	نشاط - السیری سنگھ (معروف بہت بگ)	- ۳۸۹

۳۱۸	نصیر - شاہ نعیر الدین	۳۹۰
۳۲۲	نظمیر - شیخ ولی محمد	۳۹۱
۳۲۴	نظام - نواب غازی الدین خاں	۳۹۲
۳۲۴	نعیم - نعیم اللہ خاں	۳۹۳
۳۲۵	نعت - شاہ عبدالحق	۳۹۴
۳۲۵	نکیت - نیاز علی بیگ	۳۹۵
۳۲۵	نوا - ظہور اللہ خاں	۳۹۶
۳۲۶	نواز شمس - نواز شمس حسین خاں	۳۹۷
۳۲۷	بنیاز - نیاز احمد بریلوی	۳۹۸
۳۲۸	نادر - مرزا کلب حسین خاں	۳۹۹
۳۳۰	نور - شاہ اللہ نور	۴۰۰
	خیابانے واو	
۳۳۰	واقف -	۴۰۱
۳۳۱	والہ -	۴۰۲
۳۳۱	والہ - رحمت خاں	۴۰۳
۳۳۲	وفا - سید ببر علی	۴۰۴
۳۳۳	وخت - غلام علی خاں	۴۰۵
۳۳۴	وزیر - نواب وزیر علی خاں	۴۰۶
۳۳۵	وکی -	۴۰۷
۳۳۵	وخت - فقیہ الدین	۴۰۸
۳۳۶	والثقی - شیخ حیدر علی	۴۰۹

خیابان ہائے ہون

۳۳۷	ہادی - میر محمد جواد علی خان	۳۱۰
۳۳۷	ہدایت - ہدایت خان	۳۱۱
۳۳۸	ہمت - اخوند ہمت	۳۱۲
۳۳۸	ہوشی - غلام مرتضیٰ	۳۱۳
۳۳۸	ہوس - مرزا محمد تقی خان	۳۱۴
۳۴۰	ہدایت - ہدایت علی	۳۱۵

خیابان یائے محتاتے

۳۴۰	یاستی - خیر الدین	۳۱۶
۳۴۱	یقین - انعام اللہ خان	۳۱۷
۳۴۲	یکزنگت - مصطفیٰ خان	۳۱۸
۳۴۲	یوسف - میر یوسف علی خان	۳۱۹

مقدمہ

ڈاکٹر اسلم فتح مرخی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شعرائے اُردو کی تذکرہ نویسی کی روایت میں ابتداء ہی سے انتقامی اور جوابی کارروائی کا جذبہ نظر آتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جوابی کارروائی کرنے اور انتقام لینے والا عموماً فائدے میں نہیں رہتا کیونکہ منفی جذبہ یا تحریک دیر پا اثرات کی حامل نہیں ہو سکتی اور نہ لوگوں کو اس کی صداقت کا صحیح احساس ہو سکتا ہے۔ تاہم شعرائے اُردو کے تذکرہ دل کی تالیف میں یہ منفی جذبہ عام طور پر نمایاں نظر آتا ہے۔ اور اس منفی جذبے نے کسی نہ کسی حد تک تذکرہ نویسی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ چنانچہ میر تقی میر کے تذکرے 'زکات الشعراء' کے جواب میں سید فتح علی حسینی گردیزی نے 'تذکرہ ریحۃ گویان' مرتب کیا اور میر کے تنقیدی نظریے کو 'خوردہ گیری' اور 'عیب جینی' قرار دیا۔ لکھی پڑن شفیق نے بھی اپنا تذکرہ 'چمنستان شعرا' اسی میر شکنی کے جذبے سے متاثر ہو کر تالیف کیا تھا۔ شفیق کا مطلع نظر یہ تھا کہ انعام اللہ خاں لقیث کے سلسلہ میں میر کے اعتراضات کا مسکت جواب بکھا جائے اور لقیث کو میر سے بڑا شاعر ثابت کیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض تذکرہ نگاروں کے یہاں میر کی اختصار پسندی کے خلاف واضح رد عمل ملتا ہے۔ حکیم قدرت اللہ قاسم کا مجموعہ 'نثر' خوب چھڈ ڈکا کا عیار الشعرا اور 'نظم الدولہ سرور کا عہدہ منتخبہ' اس رد عمل کا مظہر ہیں ان تذکرہ نگاروں میں اختصار کے بجائے 'جامعبیت' لمحاظ اسما و افراد کا رجحان ملتا ہے بہر حال رد عمل اختصار کے خلاف ہو یا صاحب تذکرہ کے اسلوب تنقیدی نقطہ نظر، اور اصابت رائے کے خلاف تذکرہ نویسی کی روایت منفی جذبات کے باوجود آگے بڑھی اور شعرائے

اردو کے متعدد تذکرے مرتب ہو گئے۔

۱۲۴۸ھ میں نواب مصطفیٰ خاں شفیقہ دھڑی نے گلشن بے خار کے عنوان سے

شعرائے اردو کے ایک تذکرے کی ابتدا کی اور ۱۲۵۰ھ کے آخر تک اسے مکمل کر دیا یہ وہی

شفیقہ ہیں جن کے بارے میں مرزا غالب نے کہا ہے ~

غالب بظن گفتگو نازد بدیں ارزش کہ او

نوشدت در دیوان غزل نام مصطفیٰ خاں خوش خرد

حالی نے یادگار غالب میں شفیقہ کی اصابت رائے، فطری سادگی اور ذوق شعری کا بہت

تعلیف کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شفیقہ شعر فہمی اور ادبی ذوق کے اعتبار سے لیکن

روزگار تھے، مومن اور غالب جیسے نازک مزاج اور باکمال ان کے ذوق شعری کے مدارج اور

معترف تھے اور حالی نے توصیف صاف اس بات کا اقرار کیا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ فائدہ

شفیقہ کی ہم نشینی سے ہوا اور شفیقہ نے ان کے ذوق شعری پر جلا کی۔ جلا ہی نہیں کی بلکہ نقد و

انتقاد اور دید و ریافت کی صلاحیت کو اسبھارا۔ گلشن بے خار چھ سو چوبیس شعرا کا

مبسوط تذکرہ ہے، ڈاکٹر اسپرنگر کے بقول ”اس میں تقریباً چھ سو شعرا کا مختصر حال ہے جو زیادہ

تر تذکرہ قاسم سے ماخوذ ہے۔ لیکن بہت سے تذکرہ نگاروں سے زیادہ صحیح ہے۔“ خدا معلوم ڈاکٹر

اسپرنگر نے گلشن بے خار کو تذکرہ قاسم سے ماخوذ قرار کیوں دیا۔ یا تو انہوں نے گلشن بے خار کو غور

سے پڑھا نہیں یا سپر جان بوجھ کر اغماض برتا۔ گلشن بے خار میں شفیقہ نے قاسم کے ترجمے

میں واضح طور پر لکھا ہے ”تذکرہ در حال فکر رنجیزہ کا شتہ است و بمنا حظہ بر سیدہ“ ظاہر ہے

کہ شفیقہ کے اس واضح بیان کے بعد اخذ و استفادہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دراصل

گلشن بے خار کی مقبولیت، شہرت اور اعتبار کا سبب شاعروں کا مختصر حال نہیں ہے اگرچہ

اس اختصار میں میر کے اختصار کی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا کہ شفیقہ نے ضروری اور مناسب

تفصیل کو ہر جگہ مد نظر رکھا ہے اور معاصرین کے سلسلہ میں اپنی قابل اہم و ذاتی معلومات سے

پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ گلشن بے خار کو مقبولیت، شہرت اور اعتبار حاصل ہونے کی بنیادی وجہ شیفۃ کا صحیح شعری ذوق اور ان کی تنقیدی صلاحیت ہے۔ شیفۃ نے یہ کوشش کی ہے کہ شش عام اور سہراہیکلی یاد کردن کے اصول سے بلند ہو کر ہر دور کے شعرا کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ان کا شاعرانہ مرتبہ از سر نو تعین کیا جائے۔ گویا شیفۃ نے یہ کوشش کی ہے کہ اردو شاعری اور شاعروں کا دیانت دارانہ جائزہ لیا جائے۔ اس جائزہ کا مقصد شعرا کی بازیافت نہیں بلکہ ان کے کلام اور شاعرانہ رتبے کا تعین ہے۔ شیفۃ سے پہلے اس قسم کی کوشش کا احساس میر کے تذکرے میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ لیکن میر اکثر اوقات میدی طنز و لہریں اور نامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حاتم اور یقین کے ترجموں میں ان کا لہجہ بڑا درشت اور ناروا ہو گیا ہے اور اس درشتی نے میر کی تنقیدی عظمت کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ گردیزی، قاسم، شفیق، مصحفی، میر حسن، قاسم، ذکا، سرور اور اسی عہد کے دوسرے تذکرہ نگاروں کے یہاں تنقیدی جائزے کی حیثیت ضمنی ہے۔ شاعرانہ مرتبے کے تعین اور کلام پر دیانت دارانہ رائے کے بجائے بیشتر تذکرہ نگاروں نے تعریف و توصیف کو اپنا شعار بنایا ہے کسی نے ضابطہ سنین کی کوشش کی ہے۔ کسی نے سوانحی حصہ پر زیادہ توجہ کی ہے کسی نے شعرا کی سیرت و آداب کے سلسلہ میں دلچسپ واقعات، حکایتوں اور لطیفوں سے کام لیا ہے۔ ان سب کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن تنقیدی اشارے اور ان میں ہی نہیں اور اگر ہیں تو توصیفی الفاظ کے بوجھ سے اتنے دب گئے ہیں کہ ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے۔ تذکرہ نویسی کے اس پس منظر میں گلشن بے خار کی اہمیت اور حیثیت دونوں بڑھ جاتی ہیں۔ شیفۃ نے مختلف شعرا کے بارے میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا ہے اور اپنے عہد کے شریعیار اور ادبی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ شیفۃ اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق شعر کو فنی شریف سمجھتے تھے اور طریقہ راسخ سے منحرف ہونے والوں کے بالکل قائل نہیں تھے۔ اسی اثر انہیں اور طریقہ راسخ شعرا کی پابندی نے شیفۃ کے بعض بیانات کے نکتہ چیں بھی پیدا کر دیے۔

انشاء اور نظیر اکبر آبادی کے سلسلہ میں شیفتہ نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کی بنا پر وہ مورد الزام ٹھہرائے گئے اور گلشن بے خار کے جوابات تحریر کئے گئے۔ ان میں سے ایک جواب حکیم قطب الدین باطن نے گلستان بے خزاں کے نام سے مرتب کیا۔ گلستان بے خزاں کو اپرنگ نے گلشن بے خار کا ناقابل فہم اردو ترجمہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ گلستان بے خزاں کا لہجہ درشت سہی لیکن گلشن بے خار کا ترجمہ نہیں بلکہ بڑا سخت جواب ہے۔

دوسرا جواب مولوی نصر اللہ خاں خوشی خور جوہی المتخلص بہ قمر نے گلشن ہمیشہ بہار کے عنوان سے مرتب کیا خوشی گلشن ہمیشہ بہار کے دیباچے میں لکھتے ہیں: ”بہ عرصی سال بہ تقریب سیاحت وارد قصبہ بجنور کہ حصہ شمال است از مراد آباد شدہ بود کہ بمطالعہ این ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار کہ از گل تراشی نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ است درآمد دل بہ سیر خیابانش مائل شد و ہر یک گلشن را بہ نظر تحقیق دید، صفائش را بہ ہزار تدقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ بایں سہ محن و مشقت گلے کم یافت کہ بے خار باشد درکش ندید کہ صاف از خاشاک بود پس بر عرق زہری آل ماسعی خیز رحم آمد کم بہ تصنیف اش لبثہ و بہ گلبن ہائے بے خارش و بنوہا لان ہندی و فارسی دیگر گلستانے جہا گانہ آراستہ کہ خار را دران دھسلے نیست و خزاں را بہ ان تصرف نے نہ لہذا بہ گلشن ہمیشہ بہار نام یافت۔“ اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خوشی گلشن شیفتہ کی تذکرہ نویسی کے معیار سے مطمئن نہیں تھے۔ اگرچہ انہوں نے باطن کی طرح برہمی کا اظہار نہیں کیا لیکن جہاں کہیں انہیں موقع ملتا ہے وہ شیفتہ اور استاد شیفتہ یعنی مومن کے سلسلہ میں طنز و تعریف سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً شیفتہ کے بھائی اکبر خاں اکبر کے ایک مطلع کے سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

ہو نہ شوق سے اس کو چے میں گزرا پنا - ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہر اپنا
منی گویم کہ اگر جہیں بود ہو اے شوق سے جب کو چے میں گزرا پنا - ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہر اپنا

باخوش می نمود مگر عجب است کہ استاد چہ درت کشود اللہم الا ان یقال کہ فکرش رسائی
نمودہ : اکبر سہی شفیقتہ کی طرح مومن سے مشورہ سخن کرتے تھے خوشیگی نے ایک تیر سے سب کو
نکار کیا ہے۔ مومن کے ایک اور شاگرد شیخ غلام ضامن کرم کے سلسلہ میں کہتے ہیں سے

نسبت بہ میرے داغ سے کیا گل کو عینہ : گواہ سرزد باد سحر و دنوں ایک ہی

داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبہ نیست۔ بجائے گل اگر لالہ موزوں می کرد حسن
تمام می بخشید یا رب کہ استادش از حقیقت بہ مجاز رفتہ کہ بکلام شاگرد با وجود مطالعہ
اش حرفی نگفتہ : خوشیگی نے استاد شفیقتہ پر اعتراض کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ
بات الگ ہے کہ گل کے بجائے لالہ موزوں کرنے سے گل و عنذیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی
اور شعر میں خلا پیدا ہو جائے گا۔ غلام ہلی می الدین عشق کے ترجمے میں خوشیگی نے لکھا ہے
”اگرچہ بعض سرد طبعاں دیوان اور قابل عدم تماشا نہ نوشتہ اند فاما حق آنست کہ بہ نسبت
دیگر خوش می گوید : بعض سرد طبعاں سے شفیقتہ مراد ہیں جو یہ کچھ چکے تھے۔“ صاحب تصانیف
بسیار است اما نظریہ یکے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ دایں ابیات ازاں منتخب گشتہ
شاید کہ آل ہم قابل تماشا نہ باشد : اس بحث کو پھیلانے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا
ہے کہ خوشیگی کے حالات زندگی پیش کر دے جائیں تاکہ گلشن ہمیشہ بہار کی نفی اہمیت اور حیثیت
متین کرنے کے سلسلہ میں صاحب تذکرہ کی شخصیت اور سیرت سبھی سامنے رہے۔

مولوی نصر اللہ خاں خوشیگی احمدی سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ آپ شاہ
عبدالحلیم غازی پوری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مولوی نصر اللہ خاں کے والد کا نام حکیم عمر خاں خوشیگی تھا
حکیم عمر خاں بن ملک داد خاں ایک بزرگ صاحب عظمت و فتوت تھے خوجہ میں علم طب کا
فیضان ان کی ذات سے جاری ہوا تھا۔

حکیم عمر خاں کے تین صاحبزادے تھے۔ فیض اللہ خاں، نجیب اللہ خاں اور نصر اللہ خاں

۱۔ نجیب اللہ خاں کا تخلص رقیق تھا۔ گلشن ہمیشہ بہار میں ان کا ترجمہ موجود ہے

نجیب اللہ خاں اور نصر اللہ خاں تو ام تھے۔ مولوی نصر اللہ کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو سکی لیکن قیاساً ۱۲۲۷ھ کو ان کا سال پیدائش قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کا انتقال ۲ سال کی عمر میں ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مولوی نصر اللہ صغیر سن ہی تھے، کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور ان کے ماموں فتح خاں نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ چنانچہ مولوی نصر اللہ دس برس کے سن میں اپنے ماموں کے ساتھ اعظم گڑھ چلے گئے۔ فتح خاں وہاں تحصیل داری کے عہدے پر فائز تھے۔ اعظم گڑھ میں مولوی نصر اللہ سائنس آٹھ برس تک فنون سپہ گری و جوانمردی کی تکمیل میں مصروف رہے اور پہلوانی، نشستی، گتک، پھری، سواری، بندوق، تلوارب میں کمال حاصل کیا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ فتح خاں نے ایک کاغذ اور کچھ پیغام حاکم ضلع کو بھیجا۔ مولوی نصر اللہ یہ پیغام لے کر گئے۔ حاکم ضلع نے کاغذ دیکھ کر پڑھنے کا حکم دیا۔ مولوی نصر اللہ کو بعض انفاذ پڑھنے میں دقت ہوئی اور بڑی غیرت آئی، چنانچہ انہوں نے پڑھنے بکھنے کی طرف بھی توجہ کی۔ ماموں نے ان کا شوق دیکھ کر انہیں مولانا چارغ علی کے سپرد کیا۔ اس وقت مولوی نصر اللہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ مولانا چارغ علی نے اپنے شاگرد کو کتب درسیہ، قواعد فارسیہ، عروض، قوافی اور عربی صرف و نحو کی تعلیم دی۔ اس کے بعد مولوی نصر اللہ کو علم دین کا شوق ہوا اور انہوں نے مولانا احمد علی چربا کوئی کا تلمذ اختیار کیا۔ مولانا احمد علی ذی استعداد اور صاحب تصانیف نیرنگ تھے ۱۲۴۶ھ میں وہ بنارس چلے گئے اور مولوی نصر اللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ بنارس کے تین سالہ قیام میں مولانا احمد علی نے اپنے شاگرد کے دل میں صحیح علمی ذوق و شوق اور لگن پیدا کر دی۔ یہ علمی ذوق مولوی نصر اللہ کی پوری زندگی میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "کتب درسیہ کہ جن کا معمول فارغ التحصیل علمائے زمانہ کا ہے ان سے بھی علاوہ تیس کتا میں فقیر نے بحالت تعلق عہدہ ڈپٹی کلکٹری کے متوجہ استاد اپنے کے پڑھی ہیں۔ چنانچہ اکثر استاد مرحوم مجھے پابند لوکری کا محذور متصور فرما کر خود میرے مقام پر چندے قیام کیا کرتا اور شوک و

دقائق علوم کو حاصل کرتے تھے۔ کسی ڈپٹی کلکٹر کا اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے اساتذہ سے استفادہ کرنا کوئی تعجب نہیں اور انوکھی بات نہیں ہے۔ علمی ذوق و شوق کے سلسلے میں یہ بات انجینئرانِ نوجوان تھے کہ ڈپٹی کلکٹری کی مصروفیات کے باوجود مولوی نصر اللہ طلبہ کی ذہنی تربیت میں بھی مصروف رہے۔ مولوی افتخار عالم مارہروی نے حیات النذیر میں لکھا ہے کہ مولوی نصر اللہ نے سس العلامولوی نذیر احمد امدان کے بھائی مولوی علی احمد کو ہونہار اور ذہین دیکھ کر اپنے حلقہ درس میں لے لیا تھا۔ مولوی نصر اللہ اس زمانہ میں بجنور میں ڈپٹی کلکٹر تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کا تبادلہ مظفر نگر ہو گیا تو مولوی نذیر احمد اور مولوی علی احمد بھی ان کے ساتھ مظفر نگر گئے اور پڑھتے رہے۔ مولوی افتخار عالم کا بیان ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی طبعی شوخی اور ذہانت کی وجہ سے خان صاحب بہت خوش ہو کر پڑھاتے تھے اور اکثر جوگوں کے سامنے صرف عربی کے سوالات پوچھتے۔ صیغے دریافت کرتے اور جواب پا کر اظہارِ مسرت فرماتے۔ جاڑے کے موسم میں دورے پر ساتھ لے جاتے اور علم والوں سے صحبت ہوتی تو انہیں دونوں بھائیوں کو پیش کرتے۔ جہاں ڈپٹی صاحب کو شاگرد بنانے اور مرید کرنے کا شوق تھا وہاں یہ بھی تھا کہ اپنی ہی تصنیف کی ہوئی کتابیں پڑھاتے۔ خان صاحب کے ایک نحوی رسالے کا نام مقامِ ستھار غرض ہمارے مولانا نے وہاں پانچ برس کے عرصہ میں نحو عربی میں شرحِ لاناک اور منطق میں تہذیب اور میر قسطنطینی اور فلسفے میں مینڈی ٹک پڑھا۔ درس و تدریس کا شوق، تصنیف و تالیف کا مشغلہ، طلبہ کی تربیت کا جذبہ، مولوی نصر اللہ کی زندگی میں جزوِ اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مطالعے کا بے حد شوق تھا اور عمدہ کتاب جس قیمت پر بھی ملتی خرید لیتے تھے۔ مولوی صاحب کی عادت تھی کہ زمین پر کھٹی رکھ کر کتاب پڑھتے تھے۔ چنانچہ اس وجہ سے دونوں کہنیوں میں داغ پڑ گئے تھے۔

اردو فارسی اور عربی کے علاوہ مولوی نصر اللہ پشتو اور ترکی سے بھی واقف تھے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مولوی نصر اللہ اپنے مائیں کے پاس کام سیکھتے رہے اور ۱۲۴۹ھ میں ان کے نائب مقرر ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد تحصیل سلیم پور کے منصرم اور بعد ازاں گورکھپور میں تحصیلدار ہو گئے۔ مولوی نصر اللہ انتظامی امور کا نظری سلیقہ رکھتے تھے۔ راست بازار دیانت دار تھے اس وجہ سے وہ جہاں بھی رہے مقبول رہے ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۸ء کو وہ مین پوری میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۹ء میں ان کا تبادلہ بجنور ہو گیا۔ گلشن ہمیشہ بہار قیام بجنور ہی کیا یادگار ہے۔ ۱۸۴۲ء میں مولوی نصر اللہ بجنور سے مظفر نگر تبدیل ہو گئے۔ یہاں چھ سات برس قیام رہا۔ آخر آخر میں مولوی صاحب گورکھ پور میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں آپ یہیں تھے۔ نہنگانہ ختم ہونے کے بعد آپ نے سرکاری نوکری ترک کر دی اور خوجہ میں خانہ نشین ہو گئے کچھ دن خانہ نشین رہنے کے بعد اگرے کے ایک رئیس جوئی پرشاد کا کام انجام دیتے رہے۔ پھر کچھ عرصہ کپڑہ تھلہ میں گذارا لیکن اس ریاست کی ملازمت انہیں پسند نہ آئی اور وہ مستعفی ہو گئے۔ اب مولوی صاحب نے حیدرآباد کا رخ کیا ۱۲ جنوری ۱۸۶۵ء کو وہ خوجہ سے روانہ ہوئے اور ۱۹ فروری کو حیدرآباد پہنچے یہاں سرسالا جنگ نے مولوی صاحب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اول اول وہ ناظم فوجداری مقرر ہوئے اور آخر میں صدر تعلفہ دار ہو گئے تھے۔ مولوی نصر اللہ کے قیام حیدرآباد کی یادگار ان کی مشہور تالیف "تاریخ دکن" ہے۔ "تاریخ دکن مبسوط" کتاب ہے اس سے مولوی نصر اللہ کے عمیق مشاہدے، تاریخی بصیرت، جغرافیائی معلومات کی وسعت اور انتظامی قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حیدرآباد میں مولوی صاحب نے بہت اچھا وقت گزارا۔ یہیں سے وہ ۱۲۹۲ھ میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے دس گیارہ سال "تاریخ دکن" کا ایک نسخہ انجن نرتی اردو کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے اس کتاب کی تکمیل ۱۲۸۵ھ میں ہوئی تھی اور ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں مطبع نوکشور سے شائع ہوئی تھی۔

سال کی ملازمت کے بعد سالار جنگ نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا اور مولوی صاحب نے خورجے واپس آکر پیرس و تدریس، طلبہ کی ذہنی تربیت اور روحانی سلسلے کو رونق بخشی۔ مولوی نصر اللہ کی زندگی کا یہ دور صوفیائے کرام کی یاد تازہ کرتا ہے اس عہد میں وہ ذہنی اور روحانی اصلاح میں بہت ترقی صرف نظر آتے ہیں ۱۲۹۹ھ میں ۲۰ سال کی عمر میں مولوی صاحب کا وصال ہوا۔ مزار خورجہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

ابتداء میں عرض کیا جا چکا ہے کہ مولوی نصر اللہ قادریہ نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ اور شاہ عبد العظیم غازی پوری سے بیعت تھے۔ شاہ صاحب نے مولوی صاحب کو خزانہ خلافت بھی عطا کیا تھا۔ مولوی صاحب کے مریدوں اور معتقدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا دراصل مولوی صاحب کی پوری زندگی فیض رسانی، خلق خدا کی خدمت اور روحانی سر بلندی کا نمونہ تھی۔

مولوی نصر اللہ کی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے اور یہ فہرست اردو، فارسی، عربی اور ترکی پر محیط ہے۔ ان تصانیف کی تفصیل یہ ہے۔

گلشن ہمیشہ بہار۔ تذکرہ شعرائے اردو

تاریخ دکن فارسی

جامع القوف

منبع القوف

مجمع القوف

رکاز منطقہ نگر

نخبہ حسان النحو

مقام النحو

حکمت بالغہ

تحفۃ المصلین

فارسی

عربی

اردو

فارسی

شرح رباعیات یوسفی

ترباک خورج

فارسی

مشتیں بحالات فتح خاں

جامع فتح خانی

عسری

قانون حبیب آباد

تنزیہ تدایسر

اردو

گشتک پھری

نمرا الصباغین

نغیب عربی و فارسی

تفسیر منبر اول

ترکی

یمن اطفری

ان تصانیف کے علاوہ مولوی صاحب نے حکیم رضا علی خان مرحوم حیر آبادی کی کتاب تذکرۃ
اہل راکو، نپی تصحیح کے ساتھ ۱۲۹۰ھ میں شائع کیا اور حواشی کے ساتھ ساتھ کتبائے کے آخر
میں خاتمہ بھی لکھا ہے۔

مولوی نصر اللہ کی ان تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں ادبیات کے مقابلہ میں علوم سے
زیادہ شغف تھا اگرچہ وہ شعر بھی کہتے تھے اور قلم تخلص کرتے تھے لیکن شاعری ان کی زندگی میں
کسی خاص اہمیت کی حامل نظر نہیں آتی۔ فن شعر میں ان کے تخلیقی اہل راکو جوانی کی سنگ اور ذوق
محفل آرائی سے زیادہ حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ غالباً مولوی صاحب نے دیوان بھی مرتب نہیں کیا
تھا کیونکہ ان کی نہرست تصانیف اس کے ذکر سے خالی ہے۔ دیوان مرتب نہ کرنا بھی اسی امر پر
دلالت کرتا ہے کہ مولوی صاحب کی شاعری ایک دنیوی جذبے کے تحت ابھری تھی۔ وقت کے ساتھ
یہ جذبہ بھی سرد پڑ گیا، لیکن اس جذبے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شعرائے اردو کا ایک تذکرہ

۱۔ مولوی نصر اللہ کے حالات گلشن ہمیشہ بہار کے علاوہ ان کی سوانح عمری 'بیاض جانفرا'، مرتبہ

مولوی فرید احمد قادری غازی پوری، تاریخ و کن ادبیات النذیب سے ماخوذ ہیں۔

مرتبہ ہر گیا۔

گلشن ہمیشہ بہار اردو اور فارسی کے چار سو بیس شعرا کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس میں اہم اور غیر اہم دونوں طرح کے شعرا شامل ہیں۔ تذکرہ نگار جن شعرا سے ذاتی طور پر واقف ہے ان کے حالات اور انتخاب کلام میں غیر معمولی طوالت سے کام لیا گیا ہے ہر چند کہ یہ طریقہ کار اصولی تذکرہ نگاری کے مافی ہے لیکن مصنف نے اسی کو مدنظر رکھا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں شائع ہوا تھا جس مطبوعہ نسخہ پر موجودہ نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کا سال اشاعت ۱۲۷۰ھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی ہو لیکن یہ دعویٰ محتاج ثبوت ہے۔ دراصل اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار اپنے مصنف کے بقول اس زمانے کی تقیف ہے جب مصنف کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ مولوی نصر اللہ کا یہ بیان ہم سبب تالیف کے ذیل میں پہلے ہی نقل کر چکے ہیں۔ اس بیان کی رد سے گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۷۰ھ کی تقیف ہوتا ہے۔ مولوی صاحب اس زمانے میں بخجور میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ سبب تالیف کے علاوہ مولوی صاحب نے اپنے ترجمے میں بھی صراحت کی ہے کہ حالاً بہ عمر سی سالگی است۔ بہ ترکیب بعض احباب سخن گو گوہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید۔ مولوی صاحب کے اس بیان کی تائید بعض فرائن سے بھی ہوئی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں نظام الدین مہر متوفی ۱۲۶۰ھ خواجہ حیدر علی آتش متوفی ۱۲۶۳ھ اور فتح خاں استغلاص متوفی ۱۲۶۲ھ کے ترجموں سے ان کے بقید حیات ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے اس سلسلہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مولوی نصر اللہ نے اپنے ترجمے میں اپنے ماموں نسخہ خاں استدا کا تذکرہ ایک زندہ شخص کی حیثیت سے کیا ہے، لیکن ایک جگہ ان کے نام کے ساتھ 'رحمتہ اللہ علیہ' کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یہ اضافہ غالباً تذکرے کی اشاعت کے وقت ہوا ہے۔ یہاں ایک اور غلط فہمی کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے۔ نگار پاکستان تذکرہ نمبر میں گلشن ہمیشہ بہار کے تعارف میں یہ چلے ملتے ہیں: بعض فرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں ہی مکمل ہوا اور اسی سال شائع کر دیا گیا۔ اس خیال کو یوں بھی

تقویت پہنچتی ہے کہ مصنف نے شیخ محمد ابراہیم متوفی ۱۲۷۱ھ کو بقیہ حیات اور مومن خاں مومن متوفی ۱۲۶۸ھ کو متوفی ظاہر کیلئے یہ بیان صحیح نہیں کیونکہ مومن کے ترجمے سے ان کی وفات کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمے کی تحریر کے وقت مومن بقیہ حیات تھے۔ مومن کا ترجمہ یہ ہے۔ مومن خاں مومن از دوران گرمی در خاندان نای است۔ از روز ولادت الی ان بہ سبب موافقت جہاں آباد و اہل آل بہ کتنے حرکت نہ کردہ و بموصل شاہان شیریں و مسائل یاران بجین ببلان نریشیں کام دریاں حملات آگیں۔ نکتہ دان شیریں بیاں سخن گوئے بردش نیکوے در طب طبیعے آزمودہ و در ہر علم نصیبے کافی ربودہ۔ دیوش مملو از اصناف سخن در ہشہرہ شہریات اور بہ اکناف زمیں امروز جس سخن را در بازار سخنوران از درواجے و ہزمرہ عشق بازار ان ابن دیار عالی مرا حبیبست۔ اگرچہ بہ اور ہر سخنو ام ناما تیر مجتہدش بردل خودہ ام یہ آخری جیلے نے بات بالکل واضح کر دی ہے۔ ابتدائی جہلوں میں بھی از روز ولادت الی ان سے مومن کے بقیہ حیات ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں اشاعت پذیر ہونے سے یہ سوال الہیہ پیدا ہوتا ہے کہ تیرو سال تک اس کی اشاعت کیوں نہیں ہوئی یا سچر یہ کہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی۔ اس سوال کا کوئی جواب ممکن نہیں۔ بہر حال گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف اور اشاعت میں تیرو سال کا فاصلہ ہے۔ لیکن اس فصل میں مصنف نے تذکرے میں کوئی اضافہ نہیں کئے اور نہ اس دوران میں وفات پانے والے شاعروں کے ترجموں میں ضروری ترمیم کی۔

ہم ابتدا میں اس امر کی صراحت کر چکے ہیں کہ گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف کا مقصد جو الہیہ کا ردوائی ہے۔ مولوی نصر اللہ موقع محل کی مناسبت سے شیعتہ اور استاذ شیعہ کے سلیے میں طنز و تخریب کو رد کر رہے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی وہ شیعہ کی خوشہ چینی سے آگے نہیں بڑھے۔ مودود چند شاعروں کے علاوہ جن سے وہ ذاتی طور پر واقف تھے (اور یہ سب غیر اہم شاعر ہیں) باقی تمام شعرا کے ترجموں میں انہوں نے شیعہ سے استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ چند نقروں کی تبدیلی سے ان کی

پیش کردہ معلومات کو اپنا سراپا بنا لیا ہے۔ دوسروں کی معلومات سے فائدہ اٹھانے کوئی معیوب بات نہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا آیا ہے لیکن دوسروں کی معلومات کو اپنا سراپا بنا لینا یقیناً قابلِ اعتراض ہے اور خصوصاً اس صورت میں جب کہ مقصود و منشاء رکھنا ہو۔ بات صرف شعر کے ترجموں ہی تک محدود نہیں رہنی بلکہ انتخابِ کلام میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے ہم نے متن میں ان تمام اشعار کی نشاندہی کی ہے جو گلشنِ بے خار سے لئے گئے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے سے واضح ہو جائے گا کہ گلشنِ ہمیشہ بہار میں گلشنِ بے خار کا نفیس کس حد تک نمایاں ہے۔

مولوی کریم الدین نے تذکرہ نگاری کو تاریخ کی شاخ قرار دیا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ شعرا کے حالاتِ قلم بند کرنے کے سلسلے میں تاریخ کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے ضبطِ سنین کی کوشش کی جائے اور شعرا کی زندگی کو تاریخی ترتیب اور زمانے کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہماری تذکرہ نویسی کی روایت میں بعض ایسے تذکرے ملتے ہیں جن میں اصولِ برتے گئے ہیں۔ ضبطِ سنین کے اعتبار سے شفیق اور مصحفی کے تذکرے اور تاریخی اصولوں کے اعتبار سے علی ابراہیم کا تذکرہ گلزارِ ابراہیم مثال کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ عام تذکرہ نگاروں نے بھی اکثر بیشتر ان اصولوں پر عمل کیا ہے اور مختلف شعرا کے سن و قاعد قلم بند کئے ہیں لیکن مولوی نصر اللہ نے اس سلسلے میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرمایا ہے۔ وہ تاریخ کا بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ تاریخ دکن اسی قدر کا کرشمہ ہے مگر گلشنِ ہمیشہ بہار میں ضبطِ سنین اور واقعات کی تاریخی تنقیح کا وہ تصور نہیں ملتا جو تاریخ دکن کے مولف کے ثابیان شان ہے کسی تذکرے کی تند و تمیز اور حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں جن اصولوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے ان میں پہلا اصول خود تذکرہ نگار کی شخصیت ہے۔ اہم ادبی شخصیتوں نے جو تذکرے مرتب کئے ہیں ان کی حیثیت بہت اہم ہے۔ تمیز، قائم، مصحفی اور شفیق کے تذکرے صاحبِ تذکرہ کی اہم ادبی شخصیت کی وجہ سے بہت زیادہ اہم ہو گئے ہیں۔

مولوی نضر الدین اپنے دور کی ایک اہم شخصیت تھے لیکن ادبی اعتبار سے انہیں کوئی نمایاں مرتبہ حاصل نہیں تھا اس وجہ سے گلشن ہمیشہ بہار کو وہ ادبی افتخار حاصل نہیں ہو سکا جو بعض دیگر تذکرہ نگاروں کے جیسے میں آیا۔ ان تذکرہ نگاروں نے جو میر قاسم مصحفی اور شفیقہ حبیب ادبی مرتبہ نہیں رکھتے تھے اپنے تذکرہ نگاروں میں شعرا کی شخصیت سمجھانے کی کوشش کی۔ دل چپ واقعات، معاصرانہ چشمک اور لوک جھومک کے میان ادبی مناقشوں کی تفصیل اور عام شاعرانہ فضا کے اظہار ہے ان لوگوں نے اپنے تذکرہ نگاروں کو دل چپ اور جاذب نظر بنا دیا اور شاعرانہ عرصوں کو زندہ حیثیت سے پیش کیا۔ مجموعہ نغز خوش معرکہ زمیہ اور گلستان سخن میں سی انداز اختیار کیا گیا ہے اور جامعیت کی کوشش کے باوجود شاعرانہ فضا اور ماحول کو اجاگر کرنے میں سلیقے کو مدنظر رکھا گیا ہے تذکرہ نگاروں نے مختلف شعرا کا مقابلہ دماؤ نہ بھی کیا ہے اور ہر تذکرے میں تذکرہ نگار کی ذاتی تحقیق و جستجو کا بڑا حصہ شامل ہوتا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں یہ خصوصیات برائے نام ملتی ہیں۔ تاہم اس میں بعض ایسی معلومات ضرور موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہم نے حواشی میں اس نوع کی معلومات کی صراحت کی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار کی تنقیدی اور تحقیقی خوبیاں اور خامیاں بھی حواشی ہی میں معرض بحث میں آئی ہیں لہذا یہاں ان کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ یہ خواہ مخواہ کی تکرار ہوگی۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ایک جوابی تذکرہ ہے لیکن مولوی نضر الدین کا لب و لہجہ مہذب، سنجیدہ اور متین ہے۔ ایراد و اعتراض کے مواقع پر بھی ان کی متانت اور سنجیدگی برقرار رہتی ہے جو ایک علمی اور ادبی تصنیف کے شایان شان ہے۔ مولوی نضر الدین چونکہ ایک صوتی بزرگ تھے اس لئے تذکرے میں بھی انہوں نے صوفیانہ اخلاق کو برقرار رکھا ہے اور علمی سنجیدگی کی فضا ہر جگہ برقرار رکھی ہے۔

گلشن ہمیشہ بہار کی ترتیب اسجد کے قاعدے پر ہے اگرچہ اس ترتیب میں جابجا خامی

کا احساس ہوتا ہے۔ الف مدودہ اور مقصورہ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اور کاف گاف میں کوئی امتیاز نہیں بنایا گیا۔ تذکرے کی ابتداء فتح خاں المتخلص بہ اسد کے ترجمے سے ہوئی ہے۔ فتح خاں مولوی نصر اللہ کے ماموں تھے۔ انھیں کی آغوش تربیت میں مولوی نصر اللہ نے پرورش پائی تھی۔ فتح خاں سے تذکرے کی ابتدا کرنا عقیدت کا بڑا ثبوت نظر آتا ہے۔ اسی سے مولوی نصر اللہ کے مزاج۔ افتاد بیع اور شراعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔



ابتدا میں صراحت کی جا چکی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہارِ اردو اور فارسی کے شعرا کا تذکرہ ہے۔ فارسی شعرا کا تذکرہ ہے۔ فارسی کے جو شعرا اس میں شامل ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں جن سے مولوی نصر اللہ ذاتی طور پر واقف تھے۔ گلشن بے خار کے مقابلے میں گلشن بہار میں شعرا کی تعداد خاصی کم ہے۔ دراصل مولوی نصر اللہ نے نسبتاً زیادہ معروف شاعروں کو اپنے یہاں جگہ دی ہے۔ انھوں نے جو اضافے کیے ہیں وہ ان شاعروں کے ہیں جو غیر معروف تو تھے لیکن مولوی صاحب اُن سے بذاتِ خود واقف تھے۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ۱۲۷۰ھ میں شائع ہو گیا تھا لیکن اردو کی ادبی تاریخوں میں اس کے حوالے نہ ہونے کے برابر ہیں اور مطبوعہ نسخہ بھی بہت کباب ہے مطبوعہ نسخے کی کمیابی تو تعجب نہیں لیکن یہ سوال ضرور اہم ہے کہ ہمارے ادبی مورخوں نے اس تذکرے سے کیوں اغماض برتنا۔ لفظ ہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ مولوی نصر اللہ شاعر کی حیثیت سے معروف نہیں تھے معاصر تذکرے ان کے ترجمے سے خالی ہیں، شاعر کی حیثیت سے ان کا نام نہ آنا اپنی جگہ صحیح لیکن تذکرہ نگار کو اس طرح فراموش کر دینا کما اس کا اداس کے تذکرے کا کہیں نام بھی نہ آئے یقیناً حیرت کا باعث ہے مولوی نصر اللہ اپنے دور کے معروف بزرگ تھے انہوں نے گلشن ہمیشہ بہار میں بھی اپنے حالات تفصیل سے

کچھ ہیں اور ان کے ایک مرید مولوی فرید احمد قازی پوری نے بھی بیاض جانفرا کے عنوان سے ان کی سوانح مرتب کر کے شائع کی تھی۔ لہذا یہ غدر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا، کہ تذکرہ نگار کے حالات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کے کارنامے کو نظر انداز کیا گیا۔ بنظر ہر توبہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار کی محرز و شاعت اور گنبدی نے اسے معروف نہ ہونے دیا اور لوگ اس کے وجود سے بے خبر رہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ پروفیسر ممتاز حسین نے میرامن کی تاریخ وفات متعین کرنے کے سلسلہ میں گلشن ہمیشہ بہار کا ایک اقتباس پیش کیا ہے۔ ان کا پورا بیان یہ ہے : "نہرا لہذا لہ فرخند جوی اپنے تذکرے گلشن ہمیشہ بہار میں حسن شاعر کے ذکر میں یوں لکھتے ہیں : "حسن۔ میر حسن نام دارد۔ پیر میرامن از خوش فکران مرشد آباد است۔ جو انے دلچپ دبا اکثر خوبی و صوف اندنے در عظیم آبادی باشد و از فیض صحبت فقیہہ صاحب در دشت شاگرد مرزا منظر جانجاناں۔ انشا خوب ی نوید و در تاریخ دانی دستگاہ درست دارد۔ پدشش روز پنشنبہ دقت صبح سال ۱۲۱۷ ہر وہ ارد باد یہ فتن شد۔ بعد وفات پذیر نامدار لواب الدولہ کہ از امرائے آل دیار اند اور ا بسک مصاحبت خود منسلک کردند۔" گلشن ہمیشہ بہار کا جو مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں میر حسن حسن کا ترجمہ ہے نہ یہ عبارت۔

بحیثیت مجموعی گلشن ہمیشہ بہار اوسط درجے کا تذکرہ ہے لیکن اردو تذکرہ نگاری کے ارتقا میں اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ گلشن بے خار سے ماخوذ ہونے کے باوجود اس میں مصنف کی ذاتی تحقیق و جستجو بھی موجود ہے اور اس کے ذریعہ سے بعض نئی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ ادبی تحقیق و جستجو کے موجودہ دور میں ادبی تاریخ کے تمام مآخذ کو منظر عام پر لانے

کی کوششیں ہو رہی ہیں تاکہ ادنیٰ تا بیخ کے تمام پیلو سامنے آجائیں اور ہر پیلو کی تیقح ہو جائے۔ اسی خیال کے پیش نظر انجمن ترقی اردو نے اسے اپنے اشاعتی پروگرام میں جگہ دی جس مطبوعہ نسخہ پر موجود نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ترقی اردو بورڈ کراچی کی ملکیت ہے۔

اس تذکرے کی ترتیب میں جن بزرگوں اور دستوں نے میری اعانت فرمائی ان میں پہلا نام جناب محمد ابو بکر خاں صاحب خوشیگی رئیس خوجہ کا ہے جو صاحب تذکرہ کے پوتے ہیں موصوف ہی کے کرم سے میری رسائی مولوی نصر اللہ کی سوانح عمری تک ہوئی اور بعض بڑی اہم باتیں بھی معلوم ہوئیں۔ میں موصوف کا بید شکر گذار ہوں۔ جناب ڈاکٹر ابو اللیث صاحب صدیقی صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی، استاذی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ، استاذی پروفیسر غنفر احمد ہوی صدر شعبہ اردو اردو کالج اور برادر دم شمس زہری مدین نقش نے مجھے معینہ مشوروں سے نوازا۔ جناب لطیف اللہ صاحب بخاری استاد شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ناظم آباد نے متن کی تیقح اور مقابلے میں میرا ہاتھ بٹایا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اسلم قرنی ۲۰ مئی ۱۳۵۷

روشن راج ناظم آباد، کراچی ۱۵

ان همد شجرة

دل سیری دیوان کو عالم نه سحر رختنه به جمع من کلمت دین کی ای انجمنه
الیه که بیا نیدایزد و دال الجلال نه کزوه عجیب و غریب که بر غطر
منج از فصاحت و بر سطرش دال بر بدست بیست



سالم از طعن با موزان عجیب کردار و مملو از خند لسان خوشنوا
و طویان شیرین گفتار از خیلان ارانی باغبان کلمه از شیرین
سوی سولوی محمد العیلم نصر الله خان شیشکی احمدی خوجوی دام ظلّه

و مطبع مفتی آقا خبار با تمام محمد عثمان خان حلیه الطباع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہزاران ہزار حمد و ثنا بہار آرائے گلستان فصاحت راست کہ طوطیان چمن
 قدم و گلشن حدوث بالوت لطائف و صنوف نکات ہر دم بسپاسش صغیر سنجی از
 تویی تویی می کنند و گلستانہ ہائے درود و بے شمار نثار نخل بند گلشن بلاغت باد
 کہ قمریان تنزیہ و تشبیہ بحسن نطش بصد شوق دیدارش صدائے کو کو میزنند سیرابی
 بخش بوستان غبار و رونق دہ صحن خضرا تا چار باغ دین و دنیا با انتظام ہر چہار
 پیشکاران صدق و یقین گل نشال است ازین سوہدیہ بروح پاک شان رساند و ازاں
 سو قبول گرداند پس ازین نزولیدہ بیان میگوید عبدالعلیم نصر اللہ خاں اشیم احمدی خیشمی
 خوجہری در گذر و حق از کردہ او کہ ہمرسی سالہ (۳۰)، بتقریب سیاحت وارد قصبہ بجنور
 کہ حصہ شمالی است از مراد آباد شدہ بود کہ بمطالعہ ایں ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار
 کہ از گل تراشی نواب مصطفیٰ خاں شیفۃ است۔ درآمد و دل بسیر خیا باننش مائل شد و
 ہر یک گلشن را بنظر تحقیق دید و صفائش را بہزارندقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ بایں ہمہ

محن و مشقت مرید گلی کم یافت کہ بے خار باشد و روشنی ندید کہ صاف از خاشاک
بود پس بر عرق زینبی آن مساعی خیر رحم آہ کمر بہ تصفیہ اش بستہ و بگلبن ہائے بے
تلاش و بنوبالان نہیدی و ناہیسی دیگر گستاخانے جدا گانہ آراستہ کہ خار را دران دھلے
نیست و خزان را بران تصرفی نہ لہذا "بگلبن ہمیشہ بہار نام یافت چشم انصاف بکشاو
و سیریش در آہ۔

خیابان "الف" کہ تباہی حرف اول سیراب و گلستان است۔

اسد۔ اسد خاں مشہور بہ فتح خاں

اسد تخلص و اسد خاں نام مشہور بفتح خاں از عالی خاندان خوجہ است از
قوم خلیل راقم حروف نسبت ہمیشہ زادگی و فرزند بی باں و الاتباز و حاتم دوران
دارد و کب سخن از فارغ شاہ خوجہی کردہ در حلقہ زبان آوران نامی بجلسہ اہل علوم
گرامی شد مدائے دراز در وصف و لا دوران با نسری بسر بردہ کہ نتیجہ اش از سرکار
ہائے انگلینڈ با وجود بسر بردن عمر بآمانت و دیانت خبر عہدہ تحصیل داری بیچیکہ بست
نیادردہ این را حینہ کچر دی حیرخ ناہنجار و گردون دول پیور و عکس رفتار چہ
تصور کردہ آید چہ سرکار عالی اہالی انگلینڈ فی الحال پنچانست کہ سعی کئے را زایل
کند و مزدکش ضبط کنند بالفعل در چکلہ اعظم گڑھ خاص کہ از متعلقات سرکار
جون پورا است بہ عبادات الہی و انجام کار سرکار بآمانت نامتناہی باین عمر کہ زاید
از شصت سال خواہد بود بسر برد و متوقع قدر دانی است۔ بحکم۔ ع

مردے از غیب۔ بروں آید و کارے بکند

زاید از سی سال شد کہ بسبب بے زری قصد وطن نکرد و اوصاف
جمیلہ و حماید نبیلہ آل برگزیدہ آنفس و آفاق بر زبان خلایق نہ سجدے جار لیت
کہ در تخریر آری و اگر چہ از زمان دراز زیادہ از زیادہ نتائج انکار آل بزرگ بدست

خلایق رسیدہ قاناً ثوبت تدوین آں برب علوی ہمت آں حاتم زمان ہنوز نہ رسیدہ
فکر عالی در فارسی و طبع عالی در ہندی دارد از دست شعر :-

می خلد در سینہ ہر دم تیر مژگان کسے تا قیامت یہ نہ گزرد زخم پیکان کسے
سرد با قامت دلدار نسبت می دہند سرد یک چوب است بار عنائی شا کسے
جان بلب نہ زینتایی ولے حاصل نہ شد اے اسد یک قطرہ از چاہ زرخدان کسے

صد اُپر در آ ہے سرور و چشم زار با بیتے
ترا سوزے دساز اے دل چو موسیفا را بایتے
اگر می آمدی یارم بہ گل گشت چمن اے سرو
باستقبال تظہیش ترا رنت را بایتے

آہوئے چشم تو ز گلشن حسن سنبستان چسپیدہ می آید
اے اسد از رسائی طبعیت ہر کلامت رسیدہ می آید

خورد جفا سے پیارے دل چور ہے ہمارا تس پر بھی قتل تم کو منظور ہے ہمارا
حیرت میں کیوں کھڑا ہے احوال دیکھ ہمدم مدت سیتی یہی کچھ دستور ہے ہمارا
اک عمر ہو گئی ہے آنکھوں کو بہتے بہتے حباری نہ آج کل سے ناسور ہے ہمارا
اس دن سے لا کے یار و بند نفس میں ڈالا ورنہ تو آشیانہ بس دور ہے ہمارا
پہونچا ہے عاشقی سے از بسکہ فیض ہم کو ہر شہر میں اسد خال مذکور ہے ہمارا

لافتح خان کا انتقال، اردنقیہ روز یکشنبہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۸ نومبر ۱۸۴۶ء کو عظم گڑھ میں ہوا تھا۔ خوشیگی نے ان کے حالات
'فتح خانی' میں تحریر کئے ہیں۔

وانکہ صاحب تذکرہ گلشن بے خار این مطلع — دلہ

کیا ہوا اگر چشمِ نم سے خوں ٹپک کر رہ گیا

بادہ محل گول کا سا غر سقا چھلک کر رہ گیا

از الفت خاں خورجوی متخلص بجا جز نوشہ راہ راست را درست

نہ پیورہ من می گویم کہ کس از افاغنه خورجہ نہ الفت خان نام دارد وعاجز

تخلص بلکہ این مطلع کہ در شہرت حکم آفتاب دارد از افق طبع لغائے من است

از احشاء مطلع است دلہ :-

ایک کیا کوہ طور جل جاتے یہ سب ارض دسما

نمیر تھی اس میں کہ ذرہ ہی چمک کر رہ گیا

نحت دل آیا تھا یار و اشک کے ہمراہ ہو

نو کہ مژگاں ناک جو پہنچا پھر اٹک کر رہ گیا

آتش فرقت سے تیری شمع رو یکبارگی

تن مرا جوں خار و خس تھا سب بھیک کر رہ گیا

راز الفت ستمجا جو کچھ قیس نے پہنچا نا تھا

عین ہشیار تھا اس فن کا نہ دیوانہ تھا

۱۔ یہ مطلع نہ الفت خاں عاجز کا ہے نہ اسد خاں اسد کا ہے بلکہ شاہ نصیر کا ہے۔ انتخاب

دیوان شاہ نصیر میں مولانا حسرت موہانی نے نصیر کا یہ مطلع اور تین شعر درج کئے ہیں۔

۲۔ لفظ یہ زائد ہے۔ مصرع یوں ہوگا۔ ایک کوہ طور کیا جل جاتے سب ارض دسما۔

کیا مجھ کو شور و گفتگو کا
جینے کی ہوس نہ موت کا غم
قیمت پہ ہے وصل یا موقوف
ساغر کو مرے تو سمجھ دے ساقی
جو بات کہی اسی میں چہر کا
میں سر سے گزر چکا کبھو کا
یہ کام نہیں ہے جستجو کا
کیوں بند کیا ہے منہ سب کو کا
بیٹھا ہے یہ منتظر کس کا
اس جاے اسد کو مت اٹھاؤ

اس کہاں ابرو نے یہ کیا کام شاہینہ کیا
تیرے مژگاں سے غریب عاشق کا دل خستہ کیا
زندگی رندوں کی کیوں کر ہوگی اے پروردگار
مختب نے میکہ کا بنداب رستہ کیا
ایک بوسہ پہ لکا تو بیچنے دل کے تئیں
اے اسد کیوں گوہر نایاب کو ستا کیا
نسل یوسف کی کہاں اور اے پیارے تم کہاں
ہمسر خورشید ہوئے طاقت انجسم کہاں
کچھ نہایت ہی ملائم تھا بدن اس یار کا
پاسکے ہے اس کو اے دل نرمی قائم کہاں
گر تجھے دینا ہے ساقی دے دے اب جام شراب
گردش گردوں ہے سپر یہ میکہ اور خم کہاں
اے مسیحا دم تو اپنے کشتگاں کی لے خبر
منتظر اعجاز لب ہی کچھ صدائے قم کہاں
سربرانو دیکھ مجھ کو یوں لگا کہتے وہ شوخ
اے اسد بیٹھے ہی بیٹھے ہو گیا ہے گم کہاں

آتشِ خواجہ حیدر علی

آتشِ تخلص خواجہ حیدر علی نام از شہر اے مسلم لکھنؤ است۔ آزادانہ لہری برد
و خاکسارانہ در جمع نکتہ ستیان ہوشمند شعرش دل پسند۔ پایہ بلند
دارد این اشعار از نتائج فکر آن موزوں طبع بہ ثبت در آئہ شعر۔

جشی ہیں بوئے گل کی طرح سے جہاں میں ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکاں میں ہم

لہ

خاک میں مل کے بھی ہو گایہ غبارِ دامن
کسریا سے اُسٹتا نہیں بارِ دامن

لہ

ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئے ہر قی

”

آبرو۔ شاہ مبارک

آبرو تخلص شاہ مبارک نام لقب نجم الدین نژادش از گوالیار است۔ از اولاد
محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نسبت۔ تلمذ با آرزو دارد طبع متانت مائل بسخن نفیس در ہر
الباب قابل۔ از دست بہت۔

پہرتے تھے دشتِ دشتِ دوانے کدھر گئے

وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے (گپ)

سرسے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

امجد - نواب مجید علی خاں

امجد تخلص نواب امجد علی خاں نام از اولاد نواب عبدالاحد خان بہادر بود
خاک نژادش انکشمیر و مولدش بقعہ پاک کہ عبارت از شاہ جہاں آباد است۔
در بطون حصول نسبت از حضرت شاہ آبادانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نمودہ بخرقہ
و کلاہ سرافتمار افراختہ و با جازت بلکہ متوشناقتہ بکار ہائے جلیل اعزاز
نیافتہ آخر بعہدہ امیر نیرنگ در سرکار شاہ اودھ سرفراز بودہ صد ہا کس
از فیض طاہری و باطنی آل نیرنگ مستفیض شدند صاحب استعدادے بلیغ
بود و در کثرت سخن صاحب بزرغ عرصہ شد کہ بر شعر

وقت آں آمد کہ من عسریاں ٹرم جسم بگزارم سدا سر جاں شوم

جاں بجاں آفریں سپردہ - رحمۃ اللہ علیہ از دوست -

مری نظروں میں جب اس زلف کی تصویر پھرتی ہے

تو دھشت سا تھا ساتھ اپنے لئے زنجیر پھرتی ہے

ابھی خیر کیجوتیس کی کچھ جی دھڑکتا ہے

کہ لیلیٰ صحن خانہ اپنے میں دل گسیر پھرتی ہے

جنوں نے جوش جن باتوں سے ڈالاقیس کے دل میں

ہمارے دل میں بھی اب - تو وہی تقریر پھرتی ہے

بہت چاہا کہ اے امجد نہ ہو اس شوخ کے عاشق

ولیکن کیا کریں پھیرے سے کب تقریر پھرتی ہے

جب قتل کو وہ مسیگر شمشیر بنا لایا

سردیہ کی تب میں بھی تندرینا لایا

پھرتے ہیں جسے ڈھونڈتے سب شیخ و برہمن

افجد نے اسے صورت انسان میں دیکھا

کیا کہیں تجھ سے ہم کہ کیا ہیں ہم

منظہر خاص کسیریا ہیں ہم

مگر خودی اپنی سے جدا ہو کر

پھر ذرا کیجھ تو کہ کیا ہیں ہم

عاشق اپنے پہ آپ ہیں ہم تو

سمپد یہاں کس کے منبلا ہیں ہم

حضرت عشق نے کہا ہم سے

کفر و اسلام سے جدا ہیں ہم

یوں تو سب کچھ ہیں ہم ولے المحبہ

کو چہ یار کے گدا ہیں ہم

ترے کوچے میں جب ہم رفتہ رفتہ راہ کرتے ہیں

تو سراپے کو پہلے فی سبیل اللہ کرتے ہیں

شکایت عاشقوں سے پدنا ہوتی ہے اے افجد

اگر جو رجفا بھی ہو تو کب وہ آہ کرتے ہیں

یہ دل ہر دم ستاتا ہے کھلا کیجھ تو کیا کیجھ

ہنیں پہلو سے جاتا ہے کھلا کیجھ تو کیا کیجھ

فقط کچھ تو ہی دل کے ہاتھ سے نالاں نہیں المحبہ

اک عالم غل مچاتا ہے کھلا کیجھ تو کیا کیجھ

آرزو۔ سراج الدین علی خاں

آرزو تخلص سراج الدین علی خاں نام اظہار حاشیہ معرا از آرزو ست چہ عالمی
باہش بصد آرزو متوجہ :-

عشق روزیکہ بہا خلعت سودا بخشید جامہ داری بہن از دامن صحرانجشید

آرزو۔ صدر الدین خاں

آرزو تخلص صدر الدین خاں نام خلعت صدر الصدوری دہلی بزرگامتش زیباست
بالائے دالائش صدر صدارت رازیب انصاری صاحب طبع فصیح و بہرہ نمک قابلیت ملج
حق جل و علی وجود باوجود اور چشمہ فیض آفریدہ و عالمی از خوان احاشش مایہ نایبہ
برگزیدہ در نصاحت و بلاغت سبحان زمان در حکمت و معانی ارسطاطالیں دزل
حاکم با عدل و داد است و در فضائل و محاسن شخصے است بے مثل و آزاد اگر چہ
بصحتش نہ رسیدہ ام فاما اوصاف گرمی اور از زبان عوام و خواص بسیار از بسیار
شنیدہ ام اعلیٰ اللہ در جانتہ فی الدارین از فکر عالی اوست :-

اُٹھنے کو بلا ہیں آپ سبھی کچھ خیر ہے صاحب

لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشاں کو (گب)

ترے محسوس کے سنیہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی

وہیں بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو ، ،

مکھڑا وہ غضب زلف سیاہ نام وہ کافر

کیا خاک جئے کوئی شب ایسی سحر ایسی

باتنگ نہ کرنا صح ناداں مجھے رتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمرایا

آزر۔ جوالا پرشاد

آزر تخلص جوالا پرشاد نام قوم کشمیری نژادش از بھنواست چندے بظن
عاطفت برادر ہین خود یعنی مشفق گنگا پرشاد زند تخلص بصلح بریلی و گول و اکسیر
آباد گذرانہ۔ و از بد شعور موزونی طبع از برادر خوش کردہ در شعر گوئی فارسی و
ہندی دست گاہ بلند و مایہ دل پسند ہم رسانیدہ مدت ہا بعدہ شس یعنی تنہا نہ
دارشاد درہ وغیرہ منصب امیر عس یعنی کوتوالی کرانہ متعلقہ ضلع میرٹھ خوش گزران
ماندہ و اکنون بنظارت نظامت و فوجداری ضلع متھرا معزز است و سہر ان شہر
طرح اقامت انداختہ کلامش دل پذیر ہر بنا و پیر و در فن انشا معدوم التظہیر
نمک خوان قابلیت و مردک دیدہ اہلیت است شعلہ فکرش آتش زن سبہ
عشاق و مذاق گفتارش چاشنی بخش ہنرمندان آفاق اگرچہ با در نہ خوردہ ام
فاما بابا برادر کلاش صحبت ہائے زندانہ و خندانہ مدت ہا گزرانیدہ ام ای ابیات
شرر ہائے منور از شعلہ طبع روشن اورست :-

بتا اے باغبان مجھ کو یہ کس گل رو کی آمد ہے
کہ جو ہر گل سے انس یار کی کچھ لو کی آمد ہے

وہاں اس کی گلے کے ہار سے خوشبو کی آمد ہے

یہاں اشکوں کے میوے تار سے لوہو کی آمد ہے

تیری فرقت میں جانا اس طرح آنسو کی آمد ہے

ذرا تھمتے نہیں گویا کہ آب جو کی آمد ہے

ہمارے شوح جادو چشم گل رو کی زیارت کو
چمن سے بلبل اور میدان سے آہو کی آمد ہے

شوق میں کھائے ہیں اس چہرہ گل گون کے گل
کیوں نہ رنگیں ہوں مسکے گلشن مضمون کے گل
باغ میں پھولوں نے حسرت سے گریاں بھاڑا
دیکھ کر آج تر سے عاشق مفتون کے گل
تیسری آنکھوں کے تصور میں صنم نرگس کے
اُگ اٹھے گور سے مجھ عاشق مدفون کے گل
آزرا ب پر چہ کا غدیہ بقول آخر
کون کترے ہے سوا تیرے یہ مضمون کے گل

نرے غم سے ضعیف اتنا ہے جانا گلاب بدن میرا
کہ اب مجھ کو گراں ہے جسم پر ہر موئے تن میرا
کیا ہے ضعف نے یہ حال اذنا زک بدن میرا
کہ دن میں لوگ سو سو بار سیتے ہیں کفن میرا
یقین ہے منہ سے کلیوں کے وہیں چٹکی لگے بجنے
چمن میں گر جہائی لیوے وہ غنچہ دہن میرا
یہ گھبرا یا مجھے اس عشق کی وحشت نے اے آذر
کہ ہے دشت جنوں سے دھجیاں سب پیرن میرا

دل مراجب سے ہوا زلف پہ مائل آکر پڑ گئی پائیں مسیرے جیسے سلاسل آکر
تو نے کیا سحر کیا فنک پری جو میرا دیکھ منہ دور سے پھر جاتے ہیں عاقل آکر
صاحب آذر تو ترا تیز زباں ہے اس سے شاعری میں ہو سبلا کون مقابل آکر

اخگر۔ نرائن داس

اخگر تخلص نرائن داس نام متنور بہ آذر است مولدش خطہ کول۔ بختربہ
روستان یک۔ دل طبیعت او بایل بشعر گوی گردیدہ شرر پارہ از غزل در بختہ از
آتش کدہ طبع او رنجتہ چہ اخگر دست تلذذ بدامن آذر رنجتہ وبال فعل بہندہ رو بکار
نویسی عدالت متمم اخوش گزران است ودل حودان سوزان و بدوستان گل
نمایاں پارہ از طبع ذقا و درست اشعار۔
دل سمجھ چادر گیتی پہ نہ افسین کے گل

ہیں یہ قدرت سے بنے صانع بے چون کے گل
گل لالہ نہیں یہ گلشن گیتی میں کھلا
ہیں نمایاں یہ دل عاشق محزون کے گل
گل پہ گل عقد شریا نے فلک پر کھائے
دیکھ کر کان میں شب اس لب مے گون کے گل
اخگر اب صفحہ کاغذ پہ بمقراض زباں
کون کترے ہے سواتیرے یہ مضمون کے گل

اخگر۔ ظفر علی

اخگر تخلص ظفر علی نام منوطن بجنور است کہ از مضافات نگیذہ است از

نوحییزان است فاما طبع و قناد دارد و کسب سخن بید مجلس مشاعرہ داعی آنم
از عم خود مولانا وزیر علی می کند چہ عجیب کہ با آخر زبانه زده عالمے ! گیر این از کانون
طبع اوست - ابیات :-

ناله درد کشیدیم عبث شربت مرگ چشیدیم عبث
دل من جو بر عشق تو عرض کلفت وصل کشیدیم عبث

ہوا بہار میں اس نرس بیمار کے باعث
شفا ہوگی مسیحا شربت دیدار کے باعث

مثل محبوں جو پریشاں ہے بیابان میں آج
کیوں دلا کون سما یا ہے ترے دھیان میں آج
بھڑکی ہے عشق کی آتش ترے دل سے انگھر
ہے برا پر نہ ترے عشق کے سامان میں آج

آزاد - شیخ امیر الدین
آزاد تخلص، شیخ امیر الدین نام از شاگردان شیخ غلام علی عشرت
است - شعر :-

بن ترے سیر چمن کو نہ گم ہم در نہ
خندہ گل نے ہمیں خوب رلایا ہوتا (گ. ب.)
آشوب - میرامداد علی

آشوب تخلص، میرامداد علی خاں نام خلف میر روشن علی خاں فردغ تخلص

از شاہجہان آباد است زلہ ربا از خوان طبع میر نظام الدین ممنون است طبع مزین
دارد شمس۔

نادک غم سے چھپا یاں نکلتے اس ناکام کا
استخوان پر ہے گمان میرے ہمساکو دام کا
(گنبد)

یہ دیدہ زل اس پر مایل مرے دونوں ہیں
دشمن مرے دونوں ہیں قاتل مرے دونوں ہیں
(۲)

آشفۃ عظیم الدین خاں

آشفۃ تخلص عظیم الدین خاں عرف سہوڑے خاں افغان کہ از تلامذہ میر محمدی
مائل است گویند دست از تعلقات دنیا و مافیہا برداشتنے در عالم تجرد و تفرّد
علم آزادی برافراشتہ آخر ہاتھ از شاعری نمودہ زلہ از خوان لبطون ربودہ از اشتغالی
طبع ادست شمس۔

آشفۃ ہماری ہر لحظہ یاں ہے تازہ
شید ہیں اس پر پی پی ہم گروہ بدلتے

آشفۃ مرزا رضا قلی

آشفۃ تخلص مرزا رضا قلی خلف حکیم محمد شفیع است حال ولادت و نژادش واضح
نزد اہل سخن نگہیدہ۔ از دست شمس۔

۱۔ دیوانگی ہماری الم کلشن بے خار سے شیفۃ کے بقول ان کے وطن میں اختلاف ہے بعض مکتبہ اور بعض
اکبر آباد کہتے ہیں یہ جواں کداختہ دوزد مند اور طب سے بہرہ مند تھے شاعرے متغذ کرتے تھے اور میر سوز کے شاگرد
تھے اشعار متغذہ کلشن بے خار سے لئے گئے ہیں لیکن گیارہ میں سے صرف پانچ منتخب کئے گئے ہیں۔

جی تھا آنکھوں میں یار تھا دل میں یاں تلک انتظار تھا دل میں
مر گئے پر بھی ہم کو خاک نہ دی آج تک یہ غبار تھا دل میں

ل گ۔ ب
نقطہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ ادھر ادھر بھی میری جان دیکھتے جاؤ
اگرچہ جودے گی تکلیف لیکن آشتی کوئی گھڑی کا ہے مہان دیکھتے جاؤ

ل گ۔ ب
چہرہ کچھ ان دنوں غم نہال سے زرد ہے
ظاہر مرض تو کچھ نہیں پر دل میں درد ہے

گ۔ ب

آشتی۔ منور علی

آشتی تخلص سید منور علی خلیف سید علی نواز از سادات عظام بارہ مولدش
بقعہ پاک دہلی است و او مرد ہے پاک در طب مایہ بلند داشت و طبع در دمند و سوز
عشق در دل بندہ بہر ما

تم غمیرے ملے میں کسی سے ملا نہیں

پس ہے کہ بے وفا ہوں میں تم بے وفا نہیں گ۔ ب
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ستم کو وہ بد خواہ جانتا ہے
یہ جلا دکی سادگی میں ہے شرمی مرے خون کو رنگِ جنا جانتا ہے

گ۔ ب

آصف۔ نواب یحییٰ خاں

آصف تخلص فیض بخش جہاں عمدہ و سبائے زمان دزیر المالک نواب یحییٰ خاں
ملکشن بے خاریں ان کا تفصیلی ترجمہ موجود ہے اور ہ منتخب شعار و ج کئے گئے ہیں جن میں سے تین شریاں کئے
گئے ہیں ۔

آصف الدولہ بہادر است۔ وجود ذی جودش عین عدل و انصاف بود اوصاف ذات
سامی اور سیدہ است بہر انصاف: فالہ کموت اولی لانہ مستغن عن الادصاف
مالیہ از خوان نعمتش سیراب و آستانہ فیض آشیانہ او بہر غنی را ملاذ فقیر را مآب
خواب فیض آبتش در حیات خود حکم پارس داشت حال احاک فیض انش اثر اکیر
دارد کہ عزت کبریت احمر برداشت از کلام لطف نظام اوست۔ قطعہ

ایک دن یار سے ہیں نے یہ کہا اب تو ہم طاقت و توان سے گئے گب
ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف یہی کہہ کہہ کے لاکھوں جاں سے گئے

آفتاب شاہ عالم

آفتاب تخلص عیین آرام گاہ و فردوس بنگاہ خاتقان ابن خاتقان سلطان ابن
سلطان ابوالمظفر محمد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی ادام اللہ فیضانہ و انار اللہ
برہانہ و لغائی پایہ والا اورانہ بدان دادہ است کہ شمعہ ازال خامہ دوزباں بر بروج بیان
طراز و نحول سلاطین و حکما بر آستانہ ملک آشیانہ اوسرا انگندہ و آفتاب
فیضان آل والا جاہ بر موجودات ہر موجودات تابندہ حضرتش ملاذ الشعرا و ملجا
علماء بود و زانش مخلوق باخلاق اللہ کہ بموجب آگاہ گاہ اہل سخن در حضرت او نرد
مشاعرہ می باختند و اعلیٰ حضرت بایشان موافقت نیز می ساختند و سخنوران زبان
صلوہ و انعام بے شمار می یافتند و محض بقدر روانی آن حضرت علوم چوں شموس می
تافتند از کلام معجز آل حضرت است۔ شعر:

صبح اسٹھ جام سے گزرتی ہے شب دلاام سے گزرتی ہے (گب)
عاقبت کی خیر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

آئے جو خواب میں بھی وہ ماہ لفا تو پھیر اے آفتاب دولت بیدار سمجھے^ط

و انگلش بے خامیں یہ قطع یوں ہے کہ آئے جو خواب میں بھی وہ یوسف تھا تو پھیر اے آفتاب دولت بیدار جانئے

آفرین - قلندر بخش

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش مہارنپوریت موزونی طبعش مایل بہ صانع و بدائع
 بودہ و زین فن گوئے از امثال و اقراں ربودہ از آفریدہ دوست شعر :-
 بہت ہی گرچہ مہتیں اور یار کرنے کو برے تو ہم بھی نہیں دل نشا رکرنے کو

آفاق - فرید الدین

آفاق تخلص فرید زمان وحید دوران میر فرید الدین ابن ہب الدین است از
 قرابت سندان شاہ سلیمان دہلویت و بہرہ درد رسخن از نشا اللہ خاں فراق است
 ایں از فراق طبع دوست شعر :-
 ہاتھ کا اس کے خط کھلا لایا تیرے قاصد میں ہاتھ کے صدقے گب

انثر حسین علی

انثر تخلص حسین علی خاں سپر رشید نواب مرزا حید ربیگ خاں تورانی بودہ او
 کسب سخن از ناسخ نمودہ از و ما ثور است - شعر :-
 بس کہ درد آٹھوں پہر نام اس مہ تاباں کا ہے
 بن گیا اختہ مری شمع کا جو دانہ سقاٹ (گب)

ط شیفہ کے بقول ان کا سلسلہ نسب امام ابو حنیفہ سے ملتا ہے اور انہوں نے ایک رسالہ تحفہ الصاۃ
 بھی تصنیف کیا تھا گلشن بے غار میں یہ شعر لیا ہے :-

بہت ہی گرچہ مہتیں اور ناز کرنے کو برے تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو
 بقول شیفہ "غزلے از دکہ ایں اشعار از آنت شہرت تمام دارد و جز ایں شعرے دیگر بنا مش گوش نخرہ

اثر۔ سید محمد مسیر

اثر تخلص سید محمد میر کو چمک برادر امیر کشور سخن حضرت خواجہ میر درد است۔
 قدس سرہ آثار شکستگی از ناصیب اش پیدا و درد مندی و دل خستگی از ظاہر حال او
 ہویدا از نتائج فکرش متغنی مشہور نام زبان زد خاص و عام است شنیہ ام کہ در
 جوار گواہی بخوش می گزرا نید لہ :-

جی میں ہے از سرنو جو ر ترے یاد کریں
 گب تو سنے یا نہ سنے نالہ و فریاد کریں

ندنگا لے گئے جہاں دل کو آہ لے جائیے کہاں دل کو

ہر دن فرزند ہی کج رویاں روزگار کی کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

آپ ہی نہ جل بھی نہ کچھ اس دل میں راہ کی
 اس پر کہیں گے آہ کہ ہم نے بھی آہ کی
 چھپ چھپ کے دیکھنے کے مرے سب یہ اے اثر
 معصوم ہوں گے جو کبھی اس نے نگاہ کی

احسان۔ حافظ عبد الرحمن

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خاں از سخن طرازان عہد فردوس منزل شاہ عالم
 بادشاہ است ملکہ مشہور با ستاد حضرت اعلیٰ است مرد معر و سرا سر اخلاق است
 اگرچہ بصحبت گرامی آں نر سیدد ام فاما لغوت ہمیدہ ادا از زبان تیا جان

بسیار از بسیار شنیدہ ام لہذا زلم مشتاق است چوں از کلام والا نظاش شنیدم
 اشعارش ناخن زن سینہ بے کینہ اہل سخن است۔ کلامش بس پندیدہ می دارد
 معنائے لفظی اکثر ہی زگار و ایں ابیات برگزیدہ چند ازاں تیمنا بر چیدہ ام لہ
 فشار کردوں تو ڈوبے گردوں نشاں نہ اصلا رہے زمین کا
 کہ موج دریائے حشیم چوں لقب ہے اس چین آستین کا

وہ مہر محشر کہ جس کی گرمی نزل ہے آتش سے دُگنی تنگی
 قسم ہے اس روئے آتشیں کی یہ عکس ہے داغ آستین کا

مجھ پر نہ پیک یار ہی کچھ نگلیں ہوا نامہ سچی دا کیا تو وہ چین بر جیس ہوا

خاک ہو کر ہی رہوں ستقا یہ فنا نے چاہا کیا کردل لیک نہ کم بخت صبا نے چاہا

جو کوئی جان بچا کر تنہا رہے در سے پھرا یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

فائدہ تم مجھے تزع میں یار آئے منظر ہے نہ یار آئے سخن اور نہ یار آئے منظر
 گب

میں جوئے پینی پہ آؤں تو سب روپی جاؤں گھر عس منع کرے اس کا لہو پی جاؤں
 گب

خفا مت ہو مجھ کو ٹھکانے بہت ہیں مرا سر رہے آستانے بہت ہیں
 گب

بعد بدن یہ ہوئی بے ادبی وائے نصیب وہ تو پیکل ہو خباہہ میرا بدوش چلے

یہی دبیفہ مجنون دشت عشق رہا
فدا ہوں اس پہ کہ اسیری بعبدہ لیلی

حسن - مرزا حسن علی

حسن تخلص مرزا حسن علی است۔ شنیدہ ام کہ زبان آدریت نامی و در مجلس
شہر اگرای بلکھو بودہ از باریابی دربار والی عالی جاہ آنجا زلہ رلودہ نسبت شاگردی
بمرزا رفیع می دارد و طرز استاد از کلامش می بارد۔ ۱
حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید روز نکلا تو مطلع صاف تھا
گب

انک گل گوں کو ہے کیا اصل و گہر سے پیوند

وہ رکھے سنگ سے نسبت یہ جگر سے پیوند
گب

احقر - مرزا جواد علی

احقر تخلص مرزا جواد علی تزلزلش است۔ نثر ادش از کھو نسبت تلمذ میر
حسن دہلوی دارد مردے زوار بودہ بارے رخت نیریارت حرین شریفین کشیدہ بود
فاما باز بطن برگردیدہ این مطلع از وہ نظر رسیدہ مطلع۔ ۱
بزم میں اس کی جوشپ چاہ کا مذکور چلا
اسٹھ کے محفل سے وہیں وہ بت مغرور چلا
گب

۱۔ بقول شیفتہ احسن نے ابتدا میں میر ضیا سے بھی مشورہ سخن کیا تھا۔

۲۔ شیفتہ کہتے ہیں "ابن مطلع از و پسند آدہ۔"

اختر۔ اکبر علی

اختر تخلص سید اکبر علی سرمنہدی است بعضے گویند کہ کسب سخن از جہانت
کرده و الشاعلم از روشنی طبع اوست مطلع :-

تماشے کی ہے جامز گال پہ جو بخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جس میں کہ شکل گل شمر نکلا

گ۔ ب

ارمان

ارمان تخلص فرزند ارجمند جعفر علی حسرت است کلام نیکو می گوید و اشہب
زبانش در میدان نصاحت نصیرم و چم ی پوید از کلام حسرت آگین اوست :-

تا سر بالین اسے آنا قیامت شاق ہے یہ دل بیمار جس کا نزع میں مشتاق ہے
(گ۔ ب)

اسد۔ میرامانی

اسد تخلص میرامانی دہلویست مردے ظریف و لطیف بودہ کسب سخن از سودا
نمودہ در راہ بکھنومتنازع و جو کش دست پر و قزاقاں شد از دست مطلع :-

دل بے تاب جو سینہ میں دم چنید رہا بدم چنید گزنتار دم چنید رہا
زندگی ہو گئی ناگہ نفس چنید تمام کوچہ یار جو ہسم سے قدم چنید رہا
کچھ سکا میں نہ اسے شکوہ پیاں شکنی لاجرم توڑ کے عاصم قلم چنید رہا

۱۔ شیفۃ نے کھا ہے کہ درصفت آتش باری بدطولی داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش جہانت است

۲۔ شیفۃ نے سبھی ارمان کا نام نہیں کھا ہے ان کے بقول ادنامش آگاہی دست نداد۔

الفت ز رہی کے نقصان میں آخر تارون
 عمر کھبر بخش نہ کیجا ہوئے میرے کہ تہ
 زیر بار غم دام و درم چپند رہا
 میں پرستندہ روئے صنم چپند رہا

اسلام - شیخ الاسلام مکی النوی

اسلام تخلص شیخ الاسلام مکی النوی است مردے خوش کلام بودہ است اور است
 سرور :-

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے حبا
 ہیں یہ بازوئے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اشرف - مولوی محمد اشرف

مولوی محمد اشرف خلف امام الدین متوطن کا ندھلہ وجویش از خلعت فصاحت
 مشرف است و در مجلس نکتہ سنجان معرف آثم را از کلاش پینے خوش آمدہ این
 است - بیت :-

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا
 کہ مہرے سینے میں ہوئے نہ سمندر پیدا
 گب

اصغر - سید امجد علی

اصغر تخلص سید امجد علی مہین برادر حکیم محمد میر اکبر آبادی است خلافت از
 شاہ عبداللہ لجدادی رضی اللہ عنہ یافتہ و خات ارشاد و تشریف خلافت از خدمت
 آل نقاۃ در دمان مصطفوی و خلاصہ خاندان مرتضوی حاصل کردہ لصد اعزاز و امتیاز
 و عیش و طرب ایام عمر شریف خود را لبث آورده از خیالات رنگین اوست مطلع :-

۱ شیفہ نے انہیں از نقائے مغرب حضرت والد ماجد کھا ہے اور نمونہ کلام میں یہی شہر دیا ہے

بواہوں بس کے خفا اب تو اپنے جینیے سے لگا ہی لوں گا میں اس تیغ زن کو سینے سے گ۔ ب

اظہر - غلام محی الدین

اظہر تخلص، غلام محی الدین نام از تلامذہ غلام حسین سروری تخلص شاعر پارسی گو
از خوش طبعان جہاں آباد است واد اخذ این فن از میر فرزند علی موزوں کرده و در اکثر
اوقات زلہ و طیفہ خور از تعلیم صبیان بدست برده از دست مطلع :-
رکھنی ہے مری جان کو مضطر طیش دل دکھلائے گی نہ نگاہ خشر طیش دل گ۔ ب

اعظم

اعظم تخلص وہی نژاد است مردے است حریف و در نکتہ سخن شخیصے است
بس ظریف گویند شاگرد شاہ نصیر است و در فن شعر بس بصیر آخر ہا ترک شاعری
کردہ تحصیل علوم پر داختہ اور است مطلع :-
درد دل از بس طبیعوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم
شمع آسانبض زیر استخوان رکھتے ہیں ہم (گ۔ ب)

افسوس میر شیر علی

افسوس تخلص میر شیر علی فرزند میر علی متفر خاں داردغہ توپ خانہ نواب
قاسم علی خاں عالی جاہ از انار نول است در مجلس سخن پسند است و در حلقہ شعراء
ارجمند کہ از میر حیدر علی حسیران تہذیب کلام پر داختہ و آخر الامر قصد مملکتہ ساختہ بسک
لازمان انگریزی منسلک بودہ انجام خدمت ترجمہ فارسی بزبان ہندی نمودہ از فکر ت
ادشاہراہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پر داختہ گلشن بے خار

ادست شعر :-

دیکھتے ہی اُسے حاضر ہونے سے جانے کو درہی اشخاص جو یاں آئے تھے سمجھانے کو (گ ب)

کہوں نہ ہوا اس قدر گھنٹا اس بت پر غرور کو صبر کسی طرح نہیں اس دل نا صبور کو

صورت تجھے حق نے دی پری سی پر آدمیت نہ دی زری سی

اکبر - اکبر خاں

اکبر تخلص، اکبر خاں نام خلف الصدق نواب مرتضیٰ خاں کہیں برادر نواب مصطفیٰ خاں
شفیقہ تخلص از کترا یام رغبت تمام بشر داشتہ وفا دیدہ در سخن از اصلاح موین خاں
برداشتہ العزیز است مطلع :-

ہوا نہ شوق سے اس کو چے میں گزرا پنا ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ برا پنا (گ ب)
من می گویم کہ اگر چیں می بود -

ہوا ہے شوق سے جب کو چے میں گزرا پنا ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ برا پنا (د)
بسا خوشی می نمود مگر عجب است کہ استاد در اصلاح چہ دست گشود اللہم الا
ان یقال کہ فکرش رسائی نہ نموده :-

جنوں عشق کا درماں نہ ہو کسی سے کبھی کہو علاج کرے جا کے چارہ گرا پنا
دیانہ رنج و ستم سوز دل سے کام لیا یہ خاک ہونے کا احساں ہے چرخ پر اپنا (د)
طرفہ تراں کہ مصرعہ آئیدہ رادم افزودہ نگویم کہ قصر قابل و عدم التفات استاد

ط خوشی کی اصلاح نامناسب نہیں۔ اکبر کے مطلع سے کوئی مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔ خوشی کی اصلاح
سے مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اگرچہ انہوں نے اس کو چے کے بجائے صرف کو چے کہہ کر تخصیص کو نظر انداز کر دیا ہے

بود آری یا حرکت طالع بود یا انسرونی کاتب ہر تقدیر بحال خالی از لطف است
باید دید و شاید شنید

عدد کے ذکر سے دال ہوش جانیں یا موت آئے
مزاج ان سے بھی نازک ہے کس قدر اپنا

الہام شاہ بہلول

الہام تخلص شاہ بہلول کھنوی است نامش شیخ شرف الدین است مردے
آزاد مزاج و دارسنہ طبع بودہ اور است مطلق :-

ننگہ دشنہ کہ خنہ کٹا پر بارے مرہ دوتیز کہ خنجر کو دھا پر بارے (گ ب)

الف - منگل سین

الف تخلص منگل سین غظیم آبادی از قوم کابیتہ است بنییدہ ام کہ بارے بدلی
آمدہ بود گویند در سخن مشاوریجرات است اہل طبع خوش است و صاحب سخن دلکش
داعی انیم اور نہ خورہ ام از دست فرد :-

ہر قدم پر یاں تلک آنے میں سو ناز تھے
کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر د چار کے (گ ب)

۱۔ اعتراض صحیح نہیں ہے یہ مصرع موزوں ہے اور بحر مجتث مجنون میں ہے اس کا وزن مععلن
فعلن مععلن فعلن ہے۔ ممکن ہے خوشی کے لئے "کے" اثبات سے فعلن یا معفون سمجھا ہوا اور یہ
غلط فہمی اور اعتراض پیدا ہو گیا ہو۔ ۲۔ شاہ لول (گ ب)

امیر

امیر تخلص، امیر الدولہ ناصر جنگ مشہور مرزا منیدھو پھر وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ
 بہادر کنتہر برادر نواب آصف بہاہ یحییٰ خاں بہادر بودہ پیشین از ہنگام آشوب غلام قادر خاں
 ہدیٰ طرح مشاعرہ میر بخت و نکات را از طبع رنگین خود می پیچست۔ ازاں امیر بے
 نظیر است شعر :-

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے بل بے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
 (گب)

یہ دل پر آفت ناگاہ کیا ہے حکر سے ہے جو اٹھتی آہ کیا ہے

امیر۔ نواب علی محمد خاں

امیر تخلص، نواب علی محمد خاں افغان در فن سخنوری تلمذ قیام الدین قائم است
 بقدر و منزلت جمیل وہ محمد و اوصاف جمیل بودہ ازاں گرامی قدر است شعر :-

تیرے گھر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے

اے مری جان کے دشمن تو کہہ جاتا ہے (گب)

ہائے سرخی ترے رخسار کی ہنگام غنا ب

جتنا بگڑے ہے تو اتنا ہی سنو جاتا ہے (ر)

امیر۔ امیر اللہ

امیر تخلص، امیر اللہ دہلی نژاد است سلسلہ سخن او بشاہ نصیری رسد، مرد
 باوقار است در فن شعر بسی ہوشیار از بیدار دلان است او از خوش طبعان۔ از
 نکات اوست بند :-

اس نشہ گلو پر بھی پھرا دیکھو فانی
بے آب ترانہ خبر برہاں نہ ہوا ہو (گب)

امیر - امیر خاں

امیر تخلص، امیر خاں نام از ناغہ نگینہ متعلقہ ضلع بجنور حصہ شمال مراد آباد است۔
مرد روزگار پیشہ است۔ طبع خوش دارد و شعر و مکش گوید از بس متقی مزاج است باطبع
و باج چندے بر ہم تجارت با پدر خود بنا رس وغیرہ را بکام سیاحت نموده بالفعل ملازم
"ناجرے نجیب آبادی است اکثر در مشاعرہ میں پیچ میرزہ رسیدہ از انکارا دست شعر۔"

پیدا ہے زلف میں دل خط روئے، یار کے باعث

اسیر دام ہے مرغ چین گلزار کے باعث

نشان عشق کب موقوف ہے پہرے کی زردی پر

سدا ہم سرخ رو ہیں دیدہ خوں بار کے باعث

امین - امین الدین

امین تخلص، خواجہ امین الدین است مردے بود در عظیم آباد قناعت پیشہ درست
اندیشہ کہ تیشہ فکر تش در سینہ ارباب سخن کارے می کرد از دست شعر۔

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے رکلا

مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے رکلا (گب)

مرتے ہیں ہم تو اس کے لب آب دار پر

گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر (گب)

جلوۂ نرے حسن کا کہاں ہے یوں کہنے کو آفتاب ہاں ہے گب

دن کٹا نر یاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیسا ہی خواری میں کٹی

ایٹن - امین الدین خاں

امین تخلص امین الدین خاں نام خلف وحید زماں فرید دوراں قاضی وحید الدین
خاں بود مرے صلاحیت شعار خجستہ اطوار در عصر خود بودہ می گویند کہ در عہد نواب
غفران پناہ انر در رائے عالی مقام نواب نجیب الدولہ بہادر علی اللہ تعالیٰ فی بحر حقہ انجماں
منصب قضاے دہلی با والد ماجد ش نامی و سامی بود شہرہ -
کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے

ہر صدائے پائیں جس کے سو طرح کا ناز ہے (گب)

ایٹن - محمد اسماعیل

امین تخلص محمد اسماعیل است میرا نند کہ در جائے خود را بخشی نیز تخلص می گرداند از
مسکن و مادرش با وجود تجسس تمام و تلاش تمام راقسم اطلایے نیا فتم از انائے ادی چکد
شہرہ -

اپنی تو دہی عید ہے جس روز کہ مہدم
مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا (گب)

۱۔ بہ عہد نجیب الدولہ نواب نجیب خاں مغفور منصب قضاے دہلی با والدش بود۔ (گب)

۲۔ ابتداً تخلص بخشی بودہ وجہ این تغیر و تبدل پیدا نیست۔ (گب)

امانی - میرامانی

امانی تخلص، میرامانی دہلوی کہ فرزند خواجہ آغی بوده خود را بر طریقت اثنار عشریہ
می گفت این اشعار از افکار اوست - شعر
اثر ہو سنگ میں کیا کیوں کر ان کو رام کریں
بتوں کا دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں (گب)

امتی - روشن بیگ

امتی تخلص، روشن بیگ نام آل آفتاب عالم تاب نورگیر از مشرق علوم حضرت
شاہ نعیر است رحمۃ اللہ علیہ از روشنی طبع اوست - شعر
جہاں زنجیر ہم سنتے ہیں منگوامول لیتے ہیں
تیری زلفوں کے سودے میں یہ سودامول لیتے ہیں (گب)

امانت - امانت رائے

امانت تخلص، امانت رائے نام در دیہ کہ محلہ است از محلات جہاں آباد مسکن داشت
اور است ثبوت -

تشریف یال نہ لاؤ پر نامہ بر تو سمجھو مت و خبر ہاری اپنی خبر تو سمجھو (گب)

۱ طریقہ اثنار عشریہ داشت - (گب)

۲ بتوں کے دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں -

۳ شیعہ کے بقول "امی کہین برادر حمید الدولہ منہم کار سرکار ولی عہد و از علم بیہرہ بود"

۴ کذا - بقول شیعہ یہ دربیہ ہے -

انتظار

انتظار تخلص شہر دریں دیار مشہور نیست شاید کہ ہم صغیر فغان باشد؛
 جو نہی بہار گل کی نفس این خبر گئی لیل یسن کے سی ہی نڑ پی کہ سر گئی
 (گب)

انیس۔ امیر الدولہ نواز شاہ خاں

انیس تخلص علی القاب عالی جناب نواب امیر الدولہ نواز شاہ خاں است۔ امیر والا
 جاہ کسب سخن از شاہ نظام الدین ممنون نمود کہ ہمشیرہ زادہ خدایا مرزو شاہ نواز خاں
 است گویند باخسیر میل سخن سخن نمی داشت از دست۔ فرد
 پر کالہ آنت تھادہ رخسار زبس آہ چہرہ جو غفناک ہوا اور سہی چسکا (گب)

انجام۔ نواب امیر خاں

انجام تخلص نواب امیر خاں است کہ از امرائے نامی عہد محمد شاہی بودہ از کلام
 نیک۔ انجام ادست۔ فرد:-

نغش میری دیکھ کے مقتل یوں کہنے لگے کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی
 (گب)

انشار۔ میر انشا اللہ

انشار تخلص میر انشا اللہ خاں خلت رشید انشا اللہ خاں التخلص بمصدر

۱۔ یہ بیان بہت مبہم ہے شاید کہ لفظ نے اسے پائے اعتبار سے بھی گرا دیا ہے حالانکہ شیفتہ نے بصرحت لکھا ہے کہ
 نامش معلوم حقیر نگشتہ از معاصرین فغان و آبرو است۔ اس مراحت کے بعد شاید کی گنجائش نہیں تھی۔

۲۔ پر کالہ آنت تھادہ رخسار امیس آہ۔ (گب)

۳۔ مصرع موزوں نہیں ہے اصل مصرع تلخ بے خار میں یوں ہے، لاش میری دیکھ کے مقتل میں یوں کہنے لگے۔

مولد بزرگانش خط کشمیر و شرا دش از مرشد آباد است۔ از پاریا تمگان خدمت در زیر الما لک
نواب سعادت علی خاں بہادر بروردہ مایہ سخنوری و پایہ خرد پروری اور از سخنوران بہ نغمہ بلند تر
بود بہ ہر زبانے بچرب بیانی گوئے سبقت آل از امثال و اقراں رہود و کوس لمن الملک
لہم نواختند و آوازہ عظیم المثنائی بشش جہت عالم انداخت جائے در ہند نہ اندہ کہ آل
جاغلندہ یگانگی اور نہ سیدہ و ممتی نیرت کہ بسخن شیریش متغیذ شدہ ناگہاں
بتلفظہ انجب زبان بحضور در بر دوراں جہاں ہمالک جہاں سپردہ و آل کہ صاحب گلشن بنجار
لمتہ در گل فصاحت و بلاغت آل نگفتہ ہر فن خلاصیہ از خود نمائی و خوشنستنی ستائی
باشد کہ بادہ شاعری خود را فراتر از مقیاس قیاسی سنجہ باید دانست کہ منرد :-

غبار خاطر و انامت اظہار ہنر کردن

صفایہ خیر و از آئینہ چوں جوہر شود پید

آرے آل کلیم کلای است کہ بدیدہ صفا از جیب دوات و آستین قلم بر ہی آورد عیسی
نفسے است کہ در کا بد صد مردہ ہزار سالہ جان می دہد اگر با درت نیاید لب بہ بند و
چشم کشادہ بر یاض نظم و نکشائش در آگہ این است ۔ ابیات ۔
حکمر کی آگ بچہ جس سے جلد وہ شے لا لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

۱۔ محمد حسین آزاد نے بھی انشا اور حادث علی کے بگاڑ کا سبب لفظ انجب ہی قرار دیا ہے تحقیقی نوادر (ص ۳۴)
میں ڈاکٹر آمنہ خاتون نے بیخیاں ظاہر کیا ہے کہ آزاد نے ایک لطیفہ پیدا کر لیا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت
معلوم نہیں ہوتی: آزاد کوئی کا جذبہ تسلیم مگر خوشنکی کا بیان آزاد کے حق میں ہے اور یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے
کہ آزاد نے محض لطیفہ گوئی سے کام نہیں لیا ۔

۲۔ شیفہ کی اس رائے سے آزاد نے بھی اختلاف کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ
یہ رائے خود نمائی اور خوشنستنی ستائی پر مبنی ہے ۔

نہا کرتا اس کے وہ مکھڑے کی دیکھیوانشا نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو سیلا

لپٹ کے سو رہیں بس اب تو ہیں شباب کے دن
حیا کی کٹ گئی راتیں گئے حجاب کے دن

ٹپکے ہے خوں ہر ہڈی دل کی ہر اک خراش سے
چھپیڑ دو اس کو دوست تو تیز قلم تراش سے

تم جو بکھتے ہو مجھے تو نے بہت رسوا کیا
کیا گنہ کیا حبرم کیا تعمیر میں نے کیا کیا
واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھ بات ہے
راز وہ کج نخت کیا تنہا میں نے جو انشا کیا
تم تو آئے ہی نہیں یاں اور انشا آپ بن
رات بھر رو یا کیا لوٹا کیا ترپا کیا

کیوں چھوڑ مشہر زاهد غار جیل میں بیٹھا
تو ڈھونڈھتا ہے جس کو وہ ہے بغل میں بیٹھا

اگر نہ مجھ سے تو آکر لپٹ گیا ہوتا تو رات تجھ سے مراد ہی چھٹ گیا ہوتا
اکڑ کے پنجوں کے بل پہ چلنا نہ کشتہ کیونکر ہوں اس ادا کا
سجا سجا یا کاکا یا یہ دیکھ آ پا غضب خدا کا

پھسرایہ آنکھوں میں اس زلفِ عنبرین کا سانپ
 کہ موجِ اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ
 صبح کفچہ زریں میں آفتاب کو دیکھ
 کہایہ میں نے یہ کافر نہیں زمین کا سانپ
 نکل ہی لینے کو نکلا ہے غارِ مشرق سے
 یہ پھن زکالے ہوئے سپرِخ چار میں کا سانپ

اخلاص - جلال الدین

اخلاص تخلص، مولانا جلال الدین نام مولد شریفش قصبہ بجنور خاص است۔ کہ جمعہ
 شمالی خلیع مراد آباد واقع است۔ در معلومات موسیقی دستگاہے بلخ دارد و کتب سخن و علوم
 در سیہ درامپور بحضرت مولانا اخوند جہانگیر خاں رحمۃ اللہ علیہ کردہ داد اذ لامذہ مولانا
 باب اللہ سوکھر پوری است۔ در شعر نسبت تلمذ بشیخ قائم چاند پوری رحمۃ اللہ دارد۔
 مردے بذلہ شیخ است، مع، بالفعل بکار مفتی محمد عبداللہ کیرت پوری لبیبِ قدوسی
 آن بزرگ افقات خود را بری برد۔ بانیاز من سرے دارد۔ چند بار باد بر خورده
 ام، ہر دو زبان نکات می سنجد موزوں طبع دہم رسا دارد و در ہر دو طرزِ لطفے دارد۔ این ابیات
 از نتائج طبعِ ادست :-

آیا لگا کے سر موجودہ یا رہے طرح خاموش رہ گیا دل ہی رہے طرح

کرے پھر آنسک۔ ریزی چشم تریوں ہو تو بہتر ہے
 رہے داماں مرا جیج گہریوں ہو تو بہتر ہے
 تصور رخ کا ہونٹ بعد فکر کا کل خوباے

شبِ آشفتنہ حالال کا سحر یوں ہو تو بہتر ہے

موجہ خون میں تراکشتہ جو بہتا جائے ہے
 قتل کر ڈالا مجھے ناحق یہ کہتا جائے ہے
 گر نہیں ہے تو کسی خود شید رو کا مبتلا
 چاند سا کھڑا تراکیوں روز گہنا جائے ہے
 دیکھنا انداز اس ست ادا کی چال کا
 ہر قدم پر نقش پا میں ناز رہتا جائے ہے
 کسچ بتا اے موجد جو روحِ فغا میرے سوا
 اور بھی کوئی ترایہ ظلم سنہتا جائے ہے

اخلاص کشن چند

اخلاص تخلص کشن چند نام اصلش از کثیر و مولدش بکھنؤ شہر بے نظیر است جولنے
 خوش رو و خجستہ خواست، و بلیغ و فیصیح شنیدہ، ام کہ زانوائے ادب برائے تحصیلِ علم
 فارسی و عربی پیشِ علمائے فرنگی محلّ تہ نمودہ و در خطوط و تعلیق و شکستہ و سننے داشت
 و اشعار در مضمون موزون بستے نوجوان ازین جہاں درگزشت۔ ایں اشعار از طبعِ مخلص
 اوست۔ سرور:-

اشک چھڑکاؤ کرے ہے مژہ جھاڑے ہے مکان
 کوئی مرزا منش آنکھوں میں مگر رہتا ہے

وال سُر میں نہیں ہے آدابِ کونش کا

کہوں کہ ہوا باغِ جانا اس میزِ انش کا

افصح - محمد صبیح

افصح تخلص: مغفور و مرحوم شیخ محمد صبیح الہ آبادی است کہ برادر کلاں شیخ محمد شفیع دیکیں
سرکاری لڑوہ۔ بانی از مند ہنگام اقامت آنجا نہایت محبت داشتے ذات گرامی آل بزرگ
از معتقدات زمانہ بود چند است کہ ازیں جہان گذراں درگزشت و موصول الی اللہ گشت
رحمۃ اللہ علیہ۔ در سہدی اکثر رنجیتہ گفتے گویا کہ در سنتے چند ابیات از آل بزرگ می نگارم و بیاد
می گزارم۔

دل پریشاں ہو گیا زلف پریشاں دیکھ کر
آنہیہ حسیران ہے میری شکل حیراں دیکھ کر

جوں اشک خاک ہی میں رکھا ملا ملا کر
افصح کو صنف سے کبے تقار کی ہے طاقت
آنکھوں سے اک پری نے ہم کو گرہا کر
ایا ہے تیرے در تک اے بہت خدا خدا کر

یا الہی مری باتوں میں اثر ہے کہ نہیں
لحنت دل پہ لگے آنکھوں سے مری خوں ہو کر
آہ و زاری سے مری اس کو خیر ہے کہ نہیں
اب خدا جانے کہ قالب میں جگر ہے کہ نہیں

سیرِ حرم میں آج جو وہ گلے زار ہے
اس زلف سیرِ نام نہ کیا کام گیا
ہر غنچہ سرِ بکبیب بہت شرمسار ہے
طاوڑِ دل کو پھنسا کر مجھے بدنام کیا

اشرف - شاہ محمد حسن

اشرف تخلص: شاہ محمد حسن، غلف و سجادہ نشین حقائق آگاہ و معارف درست گاہ

شاہ محمد زمان قادری الحقیقی آبادی است۔ یکے از حضرات دواثر اثنا عشر مبلدہ
مذکور است۔ وجود شریفش بتشریف تقویٰ مشرف است۔ و تن مبارکش بزبور
درع تجلی مردے صاحب نسبت و عالی مقام، اہل کثف ذوالاحترام، موزوں طبع
کہ اکثر بنسزل عاشقانہ در باعیات شعر بنصائح و صنائع شعر و ہم بختنوی و نقادند
مدح سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زبانش نغمہ پر است۔ ندانم کہ تلمذ بکدام کس
دارد۔ گویند نسخہ موسومہ بہ بحر نیلایان بطرز اہل مقیال بسیار خوب نظم در فارسی کوہد است
و ہم دیگر مسمی بہ عدن فیض در باب ہند و نصائح بنظم در آورده۔ اسحق کہ مرد نفیس
است و صاحب طبع مستقیم۔ اشعار چند از وی نگارم مطالعہ چہد تخریری آم۔

عزل

آب بجلت ز لببت چشمہ کوثر دارد	گرہ شرم ز دندان تو گوہر دارد
آبرود در گرہ خویش چو گوہر دارد	آنکہ از در و مجبت مژدہ تر دارد
نالہ دل صفت مار بخودی پیچید	لبکہ سودائے سر زلف تو در سر دارد
در شب ہجر تو از یاد غزلگ فرکان	ہر سرے موئے تنم کاوش نشتر دارد
می طپد بعد فنا نیز چو بلی تھاک	آل قدر شوق طپیدن دل مضطر دارد
پیش او کثرت آفاق بوحدت ماند	طاعت گوشہ نشین عالم دیگر دارد
حاجتم ہیچ نباشد بزرگوہر دسیم	فقر من رتبہ اقبال سکندر دارد
اندریں دور زابنائے جہاں صلح بجوی	کہ سر جنگ برادر بہ برادر دارد
اشرف خستہ و مگر شتر آوارہ دزار	دم سر دورخ زرد و مژدہ تر دارد

گر بدیائے غم او دل بے تاب طپید

آب در گوہرنا سفتہ چو سیاب طپید

شبے بجاوب من آن مایہ بہار آمد دل از قرار برون رفتہ در قرار آمد
 بہر دماغ کہ بوئے زلف یار آمد سرشک از زرہ دیدہ تشک یافت آمد
 سوئے چین چو بصد غمرہ آن لگا رآمد گرہ کشادگی داز پئے نتار آمد

ناجاست جلوہ کہ در دیدہ حباں یافتیم
 ہم چوں مجنوں خوشتن را نیست و حیراں یافتیم

احقر۔ ضامن علی

اخقر مخلص، ضامن علی نام افسادات کرام ملک کنکوڑہ واقع ضلع بجنور است۔
 مرد زکی الطبع عظیم الاخلاق عظیم الاثفاق ذہن رسا و فکر بلیغ و زبان فصیح دارد۔ بارہم
 ملاقات ہا است۔ حق آنست کہ در زمین مشکل تخم مضامین عالیہ را می کار دو معانی نادر
 در توانی سخت می آورد ازاں عالی طبع است۔

ہم نہ کچھ یار کے دل خواہ بنے اور بگریے سیکڑوں زیرِ فلک شاہ بنے اور بگریے
 دشمنوں سے تو وہ رہنا ہے سہنیدہ خوش دل حیف ہم اس کے ہوا خواہ بنے اور بگریے

آشنا۔ مرزا اکرم بیگ

آشنا مخلص مرزا اکرم بیگ نام۔ پدربو لوی عبدالقادر علی است از بزرگان
 رامپور مردے بزرگ بود کلاش استادانہ است طبع سامی اور بکلام زبیکن مایل می بود
 کہ بہر ہر ناد و پیر پسندیدہ می نمود اکثر بہ ہندی می گفت در حقیقت درمی سفت۔
 از دست۔

پاؤں پر لوں میں ترے پاؤں کی داری ڈلیاں

سر چہڑھاؤں میں تری سر کی اتاری ڈلیاں

آشنا کے لئے پر لوں کی پرے سے مہدم
پان لو بولی کوئی کوئی پکاری ڈلیاں

خیا بانے بائے موحدہ

بحر

بحر تخلص کے است کہ کتارہ نام و دیار شش ندیدہ ام و نہ شنیدہ . ناچارہ
ہمیں اختصار نمودہ از دست ۔

مانند اشک دامن دولت نہ چھوڑیں گے

آنکھوں سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

سو ذلتیں اٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے

تم نے نہ اپنا بھیج دیا تو کیا ہوا

اس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائے گی

داغوں سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا (گ۔ب)

برکت ۔ برکت علی خاں

برکت تخلص برکت علی خاں کہ از دوسائے خیر آباد است ۔ از پیش گاہ

فی الدولہ جرنیل لونی اختر بہادر ناظم دہلی قباۃ اعزاز دربرد گوشوارہ امتیاز بر سر

داشته مرجع انام درال ایام بودہ سپدے بہ ہماں ذریعہ در سرکار راجہ پٹیالہ

دارالہام ماندہ آخر با وطن رفتہ ازین دارمحن درگزشتہ^۱ این اشعار از خلاصہ

۱۔ یہ قطع ہے رباعی نہیں ہے ۔ ۲۔ بحر تخلص شخصے است کہ ماجرالش بر گرد اوراں سفینہ پیدائیت ۔

۳۔ برکت کے سلسلے میں شیفہ کا بیان زیادہ واضح اور مفصل ہے ۔ (گ۔ب)

نکارا دست ۔

دل بے تاب کسی طرح سے تھرائے کوئی
 مجھے سمجھائے کوئی یا اسے سمجھائے کوئی
 غم اٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
 ایک دم کے بھی لئے پاس جو بٹھلائے کوئی (گب)

مٹی نہ سوزش دل آنک کے بہائے سے
 یہ آگ وہ ہے کہ جہنمی نہیں بجھائے سے (گب)

برقی ۔ مرزا محمد رضا

برق تخلص مرزا محمد رضا نام نشود منسا یا منتہ کھنواست جوئے زیبیاز
 و خوش خواست ، یار با وفا محب با صفاست ۔ در آنجا با عز از تمام می گزواند
 اعزہ ال شہر بہ تعظیم و تکریم می پر دازند در عبد منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں پایہ
 عزت بلند بود شعر دل بند خاطر سپندی گوید شنیدہ ام کہ از فیض صحبت قلندر بخش
 جرات بہرہ در فن سخن حاصل کردہ است ۔ از نت ایج طبع اوست ۔

دو ایک دست کیا اپنے وطن سے مجھ کو
 یہ شکایت ہے نئی حیرت کہن سے مجھ کو

پروانہ ۔ کنور حبونت سنگھ

پروانہ تخلص کنور حبونت سنگھ ابن راجہ بینی بہا دراست ارتفاع مداح
 در کار نواب شجاع الدولہ بہا درمی داشت و علم اعزاز و انتخا بحضور نواب
 بہترہ ناسخ کے شاگرد تھے اسحق شاعر

ممدوح می افراشت۔ گویند جوانے بود و خوش طبع موزوں بیان دپری پیکرد
نازنین زمان خجسته خصال و حور جمال بردہ از خیالات نازک اوست۔

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر
تسکفگی سی ترے غنچہ دہاں پر ہے (گب)

ہو رہتا ہے گوجوں خامہ شگرف کام اپنا
دلیکن سُرُخ رو ہے عشق کے دفتر میں نام اپنا

دھوٹ لادے جو کوئی لاکھ انڑ کا لغو بند
ہو محاذِ نفاذِ روزِ در کا لغو بند

بسل۔ سید جبار علی

بسل تخلص سید جبار علی نام، از متوطنان چنار گڑھ است۔ گویند مرد
خوش بیان و بذلہ سنج بود و از سرکارِ راجہ بنارس و طیفہ خوار این چند بیت
طبع زاد ازاں نیم بسل است کہ حب حال ثبت نمود۔

یاد آگئی مشت خاک اپنی اڑتے جو کہیں غبار دیکھا (گب)

ہر دم مجھے نیاز سے ناز ہی رہا انجام کار عشق کا اعجاز ہی رہا ()

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے گویا کہ اس لئے مرے منہ میں زبان ہے ()

۱۔ شفیقہ کے بقول پرانہ سرپ سنگھ دیوانہ کے شاگرد تھے۔ (صحیح سرپ سنگھ)

بقا شیخ بقا اللہ

بقا تخلص شیخ بقا اللہ فرزند ارجمند لطف اللہ است پدر بزرگوارش در تحریر
نقوش کہ عبارت از خوش نویسی است لائقانی بود اصل آل باقی باللہ از اکبر آباد است۔
مولش خط شورائستیز و علم خیز کھنور گویند سخن دلنبر و اشعار دل پسندی گفت
تکمر رسا داشتند و در زمان خود با شعرائے نامی مطابعت می کرد۔ بارے با سودا مقاب
شدہ اخیر کار نوشت بہ حجاز رسانید۔ طبع رنگین و طرز نمکین داشت و عروس سخن او بجلیلہ
اصلاح خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ تجلی بود این از کلام بقا انسجام اوست۔

دست ناصح جوہری حبیب کو یکبار رگا سچاڑاں ایسا کہ بھڑاس میں نہ بہتہ تارگا
(گب)

تو نے اس طرح سے اے چرخ گرا یا ہسم کو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اٹھایا ہسم کو (گب)

رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے
خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے (ر)

بیتاب خداوردی خاں

بیتاب تخلص خداوردی خاں نام برادر کہیق سعادت یار خاں رنگین است
متفید از میر نظام الدین مہزون است۔ از کلاش عاشق مزاجی طاہر و برزان طبع
و جاش از سخش باہر نیگومی گوید از دست۔

شیفۃ کے بقول بقا نارسى میں فاخر مکتبن اور زحمت میں شاہ حاتم و خواجہ میر درد کے شاگرد تھے۔

مجھ سے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھ کر
قتل کیجے تجھ کو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر (گ ب)

بنیاب - عباس علی خاں

بنیاب تخلص عباس علی خاں کہ از دودمان مرحوم نواب غلام محمد خاں والی رام پور
است۔ شنیہ ام کہ جوانے خوش سیر و دلکش منظر است۔ شاید در سخن شاعرہ بامین خاں
است از طبع زاد اوست و از اصلاح پذیر فتنہ استاد اور
بھا گیا اپنے ز بس قتل کا ایسا ہم کو
بعد مر دن بھی ہے مرنے کی تمنا ہم کو (گ ب)
معنی اگر دو الفاظ استاد را شاید دید و باید خموش شد۔

بیٹر - غوث محمد

بیٹر تخلص، غوث محمد نام از باشندگان بجنور است بمشق سخن میلان طبیعت
دارد معلم الصبیان است۔ اکثر در مشاعرہ تزلزلیہ بیان می رسد ازاں کہ بیباک
است۔

بیٹر تو در در زباں نام علی رکھ بے حب علی ہے نہیں ایمان کسی کا

۱ شنیہ ام کا مآخذ شیخ کا یہ فقرہ ہے۔ جو نیست نیکو منظر زیبائشائل۔ مہذب الاخلاق
پاکیزہ سرشت۔

۲ یہ طنز و تمہید قابل دید ہے۔ شفیقہ نے بصراحت لکھا ہے از ملاذہ خالد الا نشان مومن خاں
است۔ لیکن چونکہ مقصد تلامذہ مومن کا مذاق اڑانا ہے اس لئے ہر قسم کا اعتراض کیا جا رہا ہے۔

بیباک میر مخیف علی

بیباک تخلص میر مخیف علی نام عربی نثر اور منشائش قصبہ کولہ شاگرد مصحفی است خوش
می گوید۔ از دست ۔

صیاد یہ جو بس ہے دلِ دانداز میں
گلِ پوش کر نفس کو مرے نوبہا میں (گب)

بیدار۔ میر محمدی

بیدار تخلص میر محمدی است رحمۃ اللہ علیہ اصل آنحضرت از دہلی حیدرے بہ
اکبر آباد ہم گزارده آخر ہمسراں جا ماندہ روح پر فتوحِ غالبہ خاکی را بچار مناصر
سپردہ مجرمانہ قصد بر باغ ارم کردہ۔ گویند در سخن تلمیذ میر تقی علی بیگ فراق
بودہ زنگ آئینہ ضمیر خود را بمقتلہ توجہ حضرت مولانا محمد نضر الدین دہلوی زدودہ۔ صاحب
دیوان است۔ طرز عاشقانہ دارد و از بیدار دلاں است میکش خم خانہ توجید بود
سرخوش پیانہ تغزید از آل شیریں کلام است ۔

سہراتہ مثلِ نگینِ زخیم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا (گب)

جائیں مشتاقوں کی بے تک آسیاں بل بے ظالم تیری بے پردائیاں

خرد رہن شراب کرتا ہوں دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تیری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں
 ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اتر کر تے ہیں (گب)

دیکھ اس گیسرے مشکیں کی ادائیں شانہ
 دونوں ہاتھوں سے یہ لیتا ہے بلائیں شانہ

مبیدار کینکر آتش دل اشک سے بجھے
 ظاہر کی آگ ہو دے تو پانی سمجھا کے

نہ گئی تیری سرکشی ظالم ہم نے ہر چہند جہ سائی کی

بیان خواجہ حسن اللہ

بیان تخلص خواجہ حسن اللہ نام منشا نش خطہ پاک دہلی است۔ بلیں خوش نوا
 بود کلام دل آویزی سنجید و دم آن من البیان السحرامی وسید۔ نقد سخن از پیش گاہ حضرت
 قبلہ شائع کلام و کعبہ غنائے عظام گل دستار عارفان حضرت مرزا منظر جان جاناں
 بدست آدرودہ و دست خود را بدست مرکز دائرہ علوم توحید و نقطہ محیط فنون تفسیر
 پیشوائے عارفین و امام العالمین حضرت مولانا محمد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ دادہ یک چہند در
 حیدر آباد ماندہ داعی اجل را لبیک گفت۔ در گلشن ہمیشہ بہار بقا خوش خفت
 رحمۃ اللہ علیہ از کلام اوست۔

قفس میں رہائی کے لئے کیا کیا نہیں کرتا

تڑپتا ہوں پھر ٹکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا (گب)

کہتا نہیں میں غرش پر اے نالہ جا پہنچ
کالوں ملک تو اس کے تو اے نارسا پہنچ (رگ،)

کافر ہو جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکان ہو بس میں ہوں اور تو ہو "

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
جاناں یہ نری نگاہ کیا تھی "

مت آہو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
حبس طرح کٹ روز گزر جائے گی شب بھی

وصل کی منب کا ماحبر کیا کہوں تجھ سے ہم نشین
شام سے لے کے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی "

بہار بہر سہائے

بہار تخلص، بہر سہائے نام مرد شگفتہ و خوش بیان است۔ نامش بہر بوستان
خلق ارباب سخن مشہور ذامولدش غیر مالوڑا زگل ہائے ادست۔

جنش ابروئے یار دیکھئے کب تک ہے	یتغ دوستی کا وارد دیکھئے کب تک ہے
موجر طوفان نوح غرق نہ کر دے کہیں	چیں بچیں ہم سے یار دیکھئے کب تک ہے
اہنچ اب جلد تو اے مرے رنگ سیح	دم کا نہیں اعتبار دیکھئے کب تک ہے

کافر ہو جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو۔ گلشن بے خار

بیخود۔ اکبر علی

بیخود تخلص اکبر علی نام با ستماع اشعار بے خود گینش مدہوش ام از حالش

خبرے ندرم کہ گویم از دست۔

نوسہ مارے گا جو ہم نے اس گل سے تو کہا نہیں کے اس یگانے نے
بے ادب کر دیا تجھے بیخود میرے ہر دم کے منہ لگانے نے

باسط۔ باسط علی

باسط تخلص باسط علی نام منشائش خاک گرای مردم انگیز ملکیم است۔ کلاش

بحسن تمام مشہور نام است این بیت بنام ادست۔

پہلو میں دل جلے ہے ادھر اور ادھر ہر جگر
کیونکر نہ کہیے اشک کو آبد و آتش

بخشی

بخشی تخلص و نامش فراموش کردہ ام اگر یاد دارمے بخشی مگر اکبر آبادی

است کہ بہ پیشہ بازی دکانیں جنس خوش قماش معانی بچار سو بازار آورد و کسادہ و

ہزار فکر و تلاش نفوذ مضامین برائے العین مبصران فن سخن نہادہ از گوہر کلام ادست۔

مرا کے اڑکا ہے آنکھوں میں دم سہلاب تو منہ تک دکھا ایک دم
کہا میں نے یکساں ہے مجھ کو یہ اب نہ جینیے کی شادی نہ مرنے کا غم

بخشی کے سر پہ سنتے ہیں کتنے دنوں سے اب

بلو ہے ہر طرف سے جنوں کی سپاہ کا

خیابانِ تائے قرشتے

تاباں - میر عبدالحی

تاباں تخلص، میر عبدالحی نام، نشوونما یافتہ خاک پاک جہاں آباد است۔
از اولادِ امجاد حضرت علی میر سی رضا علیہ السلام است۔ اگرچہ پروانہ دلش از شمعِ عشق
خوابِ تاباں بود تا مادہ ہم منظرِ عشق منظرِ جانِ جاناں گزیدہ علیہا الرضوان بپوش رلود و
الاموزوں کردش از سودا است پیوستہ دیدہ ہر جمال گلِ رخاں داشت و در رلیان
شبابِ این جہان گیران را گزاشت صاحبِ دیوان است۔ ای اشعار انتخاب
آن است۔

کس سے منہ نہ دیکروں میں کہ وہ ہر جانی ہے
آہ اس بات میں میری کبھی تو رسوائی ہے (گب)

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباں بے اختیار روٹا

ہے سوزِ عشق مجھ میں یہاں تاک کہ لحدِ مرگ
پروانہ مرغِ روح ہو شمعِ سوزار کا

حرم کو چھوڑ رہوں کیوں نہ بتکدے میں شیخ
کہ یاں ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا

ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے تجھے بے مروت مروت کہاں ہے
بیان کیا کروں ناتوانی میں اپنی مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے
(گب)

وہ اس کے کمر میں جو دیکھی ہے "تاباں" رگ گل میں ایسی نزاکت کہاں ہے

تاب - مہتاب رائے

"تاب" تخلص، مہتاب رائے نام، ماہِ دجروش از افقِ دہلی تابش پذیرِ امت۔
اگرچہ اصلش از کشمیر است از روشنی طبعِ اوست۔

خوہتی سہیشہ سے مہاری اگر ایسی
تو کاہے کو نہمختی مری اے فتنہ گر ایسی (گب)
یا تنگ نہ کرنا صبحِ ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تپش - مرزا محمد اسماعیل

تپش تخلص، مرزا محمد اسماعیل المشہور بمیرزا جان خمیش از خاکِ خطِ پاک
شاہجہان آباد است۔ سلسلہ نبش پسید جلالِ بخاری می رسد و نسبتِ نامتوش
نخواجہ میر درد گوش زد عالم شدہ رحمۃ اللہ علیہم از تپش دل اوست۔

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں میں
پر خدا جانے ہمیں دم کا سہرہ سے کچھ نہیں (گب)

کچھ تیرے سلیقے سے سچے ہم نہیں صیاد
لائی ہے ہمیں دام میں نقدِ بہاری (گب)

کس کی طرف سے آج تپش مجھ کو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں ادا ہے (گدب)

ہو مبارک بہتیں جنون تپش پھرنی رت نئی بہار آئی

تجلی سید محمد حسین

تجلی تخلص سید محمد حسین نام، بجا جی مشہور پیر میر محمد حسن کلیم ابن اخنت
میر تقی جہاں آبادی است۔ جوان شگفتہ لڑے ظریف و دلجوئے حریف خوش طبع شیریں
زبان نکتہ دان و ردائے خنداں پودہ مثنوی لبلی و مجنوں را از فارسی برنجینہ از
کلک و زبان اور بختہ از تجلی آل کلیم طور سخن است۔^۲
تردا من آگیا جو میں روز حساب میں

کہنے لگے بھٹاؤ اسے آفتاب میں (گدب)

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

وہ اب تو ہمیں سہول گئے ہیں یہ تجلی
جب ہم نہیں ہو دیں گے بہت یاد کریں گے

۱۔ کس کی طرف سے آج تپش مجھ کو الخ۔ گلشن بے خار

۲۔ شفیقتہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ در باغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت دار ہیں مثنوی
لبلی مجنوں زبان رنجیہ از خیالات ادب نظر رسیدہ پندیرائے دل تشر۔

تجلی - شاہ تجلی

تجلی تخلص، شاہ تجلی نام، درویش نیکو تھا دنیاں و جوش سر برداشتہ
از زمین حیدر آباد است از دست۔

داسن کا عکس کس کے پڑا ہے کہ آج تک

سچیلارہا ہے سِر و لب جو سبار باخند (گب)

تجمل - محمد عظیم م

تجمل تخلص، محمد عظیم نام از کھنواست۔ شاگردِ جرات از گفتار آب دار
اورست۔

کتاب قصہ فریاد و دستِ مخبول یہ درق ہی مری عشق کی کہانی کے (گب)

تجربہ - مصطفیٰ

تجربہ تخلص، مصطفیٰ نام، فرزندِ ارحم قبلہ عالمیان و کعبہ زانbian جناب فیض آب
مولانا حضرت شاہ رفیع الدین برادرِ عزیزِ امام العلماء پیشوائے فضلا اکمل الکملادلعوف
العرفا مولانا اولنا جناب فیض آب حضرت شاہ عبدالعزیز است۔ طاب اللہ ثراہما
وجود مبارک آل بزرگ زادہ درجہ فنون طاق و وصف جمیل و خلق جزیل داشت در فن
سخن مشاوارا ہمار اللہ حال قراق است۔ سخن او شیریں بوداں بیت از وثبت نمود۔

۱۔ یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ شفیقہ کے بقول "ابن کس اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بغوائے الولد سرلابیہ

صاحب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است۔"

۲۔ مشار اللہ ذاق۔ گلشن بے خار۔

فکر اطفال کو ہے سگڑا ٹھالانے کی آمد آمد ہوئی شاید ترے دلو انے کی

ترقی مرزا نقی خاں

ترقی تخلص مرزا نقی خاں بہادر است از امرائے کھنواست، اکثر فیض آباد راولی بخشید
امیر کبیر لودہ ازال ترقی بخش است۔

اس نے تو دکھ یہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے

پر مزا میں نے یہ پایا ہے کہ جی جانے ہے (گب)

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چہ رچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

تسکین میر حسین

تسکین تخلص میر حسین نام سخنش خالی از لطف نیست دایہ از موئن پانٹہ چہ
بہر اصلاحش بردمانتہ ازال مطلق است۔ مطلع

ہم کو ہر دام میں لازم ہے سچنا نادل کا

سیکھے ہیں تیسری لگاؤ سے لگانا دل کا (گب)

نعتش میر سید محمد

نعتش تخلص، میر سید محمد نام از خورشاد ملان حکیم عزت اللہ خاں عشق است
سال چند کسب علوم رسمہ کردہ بمدرسہ انگریزی دہلی مدرس است۔ بہا خوش استاد

مشق کے بقول سلسلہ نبش بہر حیدر خاں تامل ذریہ فرخ سیر بہر سد

است۔ اوصافش با کائنات، عالم رسیدہ اگرچہ نپ از منہ باد نہر رسیدہ ام ناما شنیدہ
 ام کہ بالفعل کتابہ در حال فتح غزنی عجیبہ نوشتہ است ازاں عشق مذہب است۔
 سانسے دیکھو آتا ہے نقش و نگار وہ کونے؟
 بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا

تمکین صلاح الدین

تمکین تخلص صلاح الدین اسم دوست درد مندانہ می زلیّت در حال حسرت مال
 اہل دنیا می گریست۔ گویند از پی دیرانہ گزیدہ دیگر گرد تعلقات نگر دیدہ ازاں
 باوق راست۔ مطلع

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجا دکیا
 مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو سپہی زاد کیا (گ ب)

تمنا۔ محمد اسحاق خاں

تمنا تخلص محمد اسحاق خاں نام بگو شہم در خوردہ ست کہ سوز عشق در سر داشت
 در تہ عشقش الف دار بنقطہ خال محبوباں می افزود و صا د چشمش بر دیت حسن سہر
 پوشان روشن تر از عین می شد۔ مدام بر بالائے گل رخاں سہر اندام بشوق تمام
 چوں کاف بمرکز دیدہ بر دوختہ و مایہ عشق در زادیہ سینہ چوں لفظ قاف اندوختہ
 حتی کہ نو بتے طبع از روش سلامت و نبض از حد استقامت ہر افتاد چوں سودا افزود

۱۔ یہ اطلاع نئی ہے اور شہیقہ کا بیان اس سے خالی ہے

۲۔ "آزادانہ زندگی می کرد۔ گلشی بے غار

دوا کے اطبا سود نہ نمود کہ پیش از کا فوری افزود الغرض در حالت مرض این شعر
از مطلع زبانش بار بار رومی نمود۔

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جوں بلبیل تصویر
پہ داز کی طاقت نہیں اور پاس چین ہے (گب)

حس کے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں

تنہا محمد عیسیٰ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ نام دہلوی است۔ در کفنو طبعش یہ سخن اہل بود از مشورہ
مصطفیٰ بہرہ در است دریں میدان تنہا یکہ تازا است از اے عیسیٰ نفس است۔
فسر۔

تخم کے بے وجہ تڑپتے نہیں بسل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہیں (گب)

۔

غنیب سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تیری

۱۰ " اتفاقاً نوبت طبعش از ہنچ قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید۔ اطبا معش از وقار نمودند
اور حال شعرے گفت کہ بسیار ملائم است۔ گلشن بے خار

توشیق میرنی بخش

توشیق تخلص میرنی بخش نام مولد و منشا نش خط مین است کہ از علاقہ نگینہ
موضع باشند رسادات آنجا خود را از بارہمی شمارند بفارسی و سنہی طبع موزوں
دارد و مضامین رنگین بالفاظ مہین بہ نظم سنہی و فارسی می آرد و با کتساب علم طب
زافو پیش حکیم قمر الدین خاں کہ شاگرد رشید حکیم شریف خاں شاہجہاں آبادی پورہ
مدنئے تہ نمودہ۔ مشق فنون علمی و استفادہ قانون نظری کردہ از فیض صحبت استاد
بہرہ دانی دکانی رپودہ بالفعل بزمہ ملازمان سرکاری بہ عہدہ پیش کاری بجنور خوش
گزران است ناما لیاقتش نہ بآنت۔ از کلام ادرست۔ مطلع

سراسر نور آگین ہے بت دل خواہ کی صورت
اگر رخ مہر تاباں ہے جبین ہے ماہ کی صورت

لہ

کیا کہوں حال دل و ظلم ستم گار کی بات
پوچھتا کب ہے دل آزار دل زار کی بات

لہ

دلا مت چھوڑ کوئے یار کو اغیار کے باعث
کوئی کرتا نہیں ترک گلستاں خار کے باعث

دلہ

دل بدست ادا دادم پر خطر خطا این است
در بلا کہ افتادم ہیر من سزا این است
گل روئے گل اندامے دلبر و دل آرا مے
خود پسند و خود کامے دلربائے ما این است

داشت آں بت دلبر نفرت از من مضطرب
 مشر خود مرا در برت رت خدا این است
 در دل آنچہ می داریم بر زبان ہر سیں آری ہم
 صاف گوئیم طرز بے ریا این است
 سر و قد سہمی انا شمع نور سرتا یا
 من ندانش تو ثیقاً قدر خوشنما این است

تفتہ ہر گوپال

تفتہ تخلص ہر گوپال نام از قوم کا سیتھ سمبھنا گراست۔ مولدش چکلہ سکندر آباد
 در محلہ قنانون گویان۔ تلمیذ مرزا قتیبل است۔ گویند مرزے آزاد طبع است و لطیف
 مزاج چندے بہ تحصیل داری کاشی پور بھاگ کر دواہ ضلع مراد آباد در عمل ملازم بود حالا
 شنیدہ ام کہ بہ تخفیف در آمدہ معلوم ندارم کہ دریں دلا کد ام جارت۔ طبع خوش دارد و
 نکات موزوں در سندی و فارسی می آرد مطلع دیوان فارسی او این است۔

آب دگر انزو د کسے لوک سناں را اقبال بلند است شہادت طلباں را

خیابانے شائے مثلث

تفتہ کے سلسلہ میں یہ اطلاع خاصی اہم ہے۔ قتیبل کا سال وفات ۱۲۳۲ھ اور تفتہ کا سال
 پیدائش ۱۲۱۴ھ ہے۔ گویا قتیبل کی وفات کے وقت تفتہ اٹھارہ برس کے تھے۔ اس عمر میں
 قتیبل کا شاکر ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ تفتہ غالب کے شاگرد ہونے سے پہلے راجہ تخلص کرتے تھے
 مالک رام کے بقول وہ ملوں انگریزی بنو بہت میں قانون گور ہے تھے۔

ثابت - مرزا معز الدین

ثابت تخلص، مرزا معز الدین نام، از اولاد امیر تیمور است اعنی کوچک برادر مرزا حسن بخت بہادر کہ با حسن حافظ عبد الرحمن دہلوی مہذب سخن شدہ بزین سرد گرم روی می کند یعنی مضامین عالیہ در مشکل چوں سخن می بندد از اہل ثابت دم در سخن قدم است۔ مطلع۔

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن سمٹنا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا ہے سیم تن سمٹنا (گب)

اس قدر او بے مروت مجھ سے استغنا تجھے
جان دینی سخی مجھے، پر دل نہ دینا تھا تجھے

ثاقب - شاہ شمس الدین

ثاقب تخلص، شاہ شمس الدین نام، آہر دیانتہ از حضرت شاہ مبارک است شورش بحق رقیبانش حکم شہاب ثاقب میداشت از دست۔

مرے ادب نے رکھا تجھے کو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اڑا۔ (گب)

خیابانِ حبیم

جذب - میر عزت اللہ خاں

جذب تخلص، میر عزت اللہ خاں عرف سہکاری است کہ از اعزہ بریلی بودہ از علم و ادب بہرہ دانی برداشتہ و فی زمانہ در ہر فن علم استادی برافراشتہ تنش بزور علم پیراستہ بود و بہ پیرایہ اخلاق آراستہ در ہر فن سخن راندے و اکثر بسم سفارت بیامت

ماندے در سرکار دولت مدار صاحبان ذی شان ممتاز بود و بتقدیم حذامات
سپندیدہ آنمہد رحنات سہرا فراز - شعر

یاں مری جان کی صفائی ہے اگ ب،
جو کہ علقہ بگوش تھ کے ہیں
واں صفائی و خود نمائی ہے
ناک میں ان کے جان آئی ہے

جرات - قلندر بخش

جرات تخلص قلندر بخش نام مولد و منڈائے دے لکھنواست در فن موسیقی نازک
خیالی ہار بکار بردے در احکام انجم موشگافی ہا نمودے و آنکہ صاحب گلشن بے غار می نگار
کہ در عمل موسیقی لاف نکستہ دانی می زد آرے این لاف شنیدنی بود مگر اہل سماعت
را دیکھے کہ این نادر آں چہ داند و آنکہ عالی طبع ! بے نصیب از اصول و قوانین شعر
ز گاشتنہ عشش این کہ بیان عالم پیش طفل اسجد خواں جز یادہ گوئی ہیچ نبیرزد
حق این است کہ حلوا خوردن را روزے باید فقط مدام در کوئے محبوباں گذرے داشت
بانغمہ سرا بیان زباں سرے لجوا رض حباتی مفقود البصر گردید و چشم از نیک و بد پوشید
در بزم شعر احدی را بیا نمود کہ پیش اولب تواند کشود - و طرز کلاش پزیرائی صنمیر بر ناو پیر
ز در سر کار شمس الدولہ خلف وزیر باریاب بود و از خوان احسانش زلہ می رلود - از

۱۔ " از اعزہ بریلی است شخص مراد و حلیم صاحب ذرطت سلیم از علوم رسمیه آگاہ و دستش در فن دراز
عمرش کو نواہ اکثر بلاد را بکام سیاحت پیودہ و قریب بخارا ہوس سفر آخرت کرد و گلشن بے خار

۲۔ اس بیان کی بعض باتیں محل نظر ہیں۔ لکھنؤ جرات کا مولد نہیں تھا۔ مصحفی نے بصراحت لکھا ہے کہ
مثلاً البیاد انقلاب زمانہ مع عشا پیر در صغر سن بہ پورب رسیدہ ہم اینجا نشو و نما یافتہ و جوان گردیدہ تذکرہ
ہندی ص ۳۷۰ - سرکار شمس الدولہ کا توسل بھی توجہ طلب ہے۔ جرات ابتدا میں نواب محبت خاں محبت کے متوسل تھے
پھر مرزا سلیمان شکوہ کے متوسلین میں داخل ہو گئے۔

اے طیب اس کو غزا بتلا کباب نرگسی
ہے دل بہیاں چشم نیم خواب نرگسی

اس دل سے جو ملا نہ دل اس رشک۔ ماہ کا
ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا
کافر ہوں گر خیال ہو کچھ عسزد جاہ کا
الغنت کا میں عنلام ہوں نوکر ہوں چاہ کا
دل پر لگا اٹک کے دیں تیر آہ کا
جب یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا
تک اونچ دیکھو مرے بخت سیاہ کا
جاء عرش سے لرزے ہے دھواں دل کی آہ کا
بکنا ہم اپنا کیا کہیں اور آہیں کھینچنا
وہ درد شام کا یہ وظیفہ پیگاہ کا
پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تنہا کا
الغنت کا ہے مٹسریہ نتیجہ ہے چاہ کا
آوارہ در بدر ہوں میں حیرات بقول مسیر
خانہ خراب ہو جیو اس دل کی چاہ کا

ول

نہیں حیر مرد کم دیدہ ترے خال کا مول
ہم نظر باز ہیں خوب آپ کے ہیں مال کا مولے

دام میں سیاد نے جب ہم کو پرستہ کیا
یہاں ملک تر پے کہ بال و پر کو نگہ رستہ کیا

لیکہ وابستہ خیال اس عشوہ گر کے ساتھ ہے
میتنی ایک۔ تصویر سی تار نظر کے ساتھ ہے

عجب انداز سے کل نیرم خواباں میں وہ آتا تھا
کہ اس پر دل ہی دل میں ہر کوئی تیراں جاتا تھا

غنم ایک پردہ نشین کا جو پردہ دار رہا
تو استخوان میں پنہاں مرے بچار رہا

گوہرں وحشی پر تیرے در سے نہ مل جاؤں گا
ہاں مگر دشتِ عرم کو ہی نیکل جاؤں گا
طاہر نامہ براپنا ہی کہتا ہے کہ آہ !
رستم شوق کی گرمی سے میں جیل جاؤں گا
گر ہی آتش الفت ہے تو مانستہ سپند
آہ میں مجھ مستی سے ادھیل جاؤں گا

پرٹ گئے منہ میں جو مجھ سوختہ تن کے کانٹے
ہیں یہ بولے ہوئے اک غنچہ دہن کے کانٹے

کشتہ عشق گل گلشن بے داری ہو سے
رکھو تربت پہ سپیری گرد کفن کے کانٹے

بہ ارغل چاہتا ہوں چاک میں اپنے گرمیاں کا
مجھے گلزار سے کیا میں ہوں دیوانہ بیاباں کا
ہوا ہے اب تو یہ نقشہ تیرے پیار حیران کا
کہ جس نے کھول کر منہ اس کا دیکھا بس دہن ڈھانکا

کینچ شکل اس کی مصور نہ تو تاخیر لگا
کہ کردل پیار کیلئے سے وہ تصویر لگا

قد ہے قیامت اور غضب گات آپ کی
جو بات ہے سو قہر ہے کیا بات آپ کی
لینا ہوں گاہ رخ کی کبھی زلف کی بلا
تصویر سامنے ہے جو دن راست آپ کی
کیا عالم آپ کا ہے میاں حیرات ان دنوں
عالم سے چھٹ گئی جو ملاقات آپ کی

چاہ کی چتون نئی آنکھ اس کے شرمائی ہوئی
تاڑی محفل میں سب نے سخت رسوائی ہوئی

مست یہ گھبرا کے کہو اب گھر کو بندہ جائے گا
 کوئی مر جائے گا عجب احب آپ کا کیا جائے گا
 لوگ کہتے ہیں کہ وہ مسکینا رہے تو کبھی نہ بول
 تیسرے کہتے رہنے سے وہ اک وضع پر آجائے گا
 لیکن سچ تو یہ ہے وہ روکھے نہ روکھے مجھ سے پر
 دل مرے بس میں نہیں مجھ سے نہ روٹھا جائیگا
 مست بلاد بزم میں حسرات کو ہے خلد زبان
 کہہ کے کچھ سب کے دلوں میں آگ بھڑک جائے گا

بے غضب اپنی طبیعت اس پہ ہے آئی ہوئی
 جس پہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ ناچپائی ہوئی
 نریش گل پر منعموں نخوت سے مت پھیلاؤ پاؤں
 کل کو یہ چادریمینی ہوگی سمپیلانی ہوئی
 چاہتی ہیں اس سبھو کے کے حضور اپنا فردغ
 شمع کی آنکھوں میں ہے چسپاں مگدھپائی ہوئی
 بار بار آنے سے حسرات کے نہ ہوا تنخفا
 اس بچارے کی طبیعت تجھ پہ ہے آئی ہوئی

جنون مرزا نجف علی خاں

جنون تخلص مرزا نجف علی خاں پسر نامور مرزا محمد علی خانست کہ تخلص بہ دیوانہ
 است بہ وطن والد و مولود بنارس است۔ بیشتر در سرکار انگریزی بہرہ رہا

جلیل مثل تحصیل داری و سر رشته داری مقرر بود طبع موزوں دارد و فصاحت
و لطافت از کلامش می بارد. مطلع

اپنے چہرے سے مت نقاب الٹ دیکھ جاوے نہ آفتاب الٹ (گلب)

دل

دل کو شاید کوئی ستا ہے قاصد اشک تیز آتا ہے ۔

جنون شاہ غلام مرتضیٰ

جنون تخلص شاہ غلام مرتضیٰ الہ آبادی است متعب بود و تشب خیر و مریح زہد
و پرہیز بہ نظیر زافصل دل پذیر ہام کش میکہ بطون بودہ ازاں جنون تخلص نمودہ
تفسیر قرآن نیز در نظم ہندی آوردہ داد و فصاحت دادہ و رغبت شعر از موزوں طبیعت بود
مشوہ سخن از مہذب می نمود۔ ازاں دیوانہ عشق الہی است ۔

ترجی چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنوں ہوا ۔

کہ مئے داتشہ طاق پر جود دھری تھی دودھیں دھری رہی (گلب)

حس نے کھویا آپ کو یا یا تجھے پھرہ سمجھا عمر کا مایہ تجھے

ہے زباں ان کی بزدہ مثل تیغ جی اگر مانگیں نہ کر ان سے دریغ

۱۔ جنون تخلص مرزا مخف علی خاں خلف مرزا محمد علی خاں دیوانہ تخلص است کہ پدو پسر مرزا از بنارس
اند۔ مرزا محمد علی خاں پدرش را ہنگام میکہ دارد و بی بود و سر رشته داری بود و امور با من ملاقات دارد دادہ علافہ
تخفیل داری و سر رشته داری وغیرہ کہ مناسب جلیلہ سرکار انکو زیر سیست بیشتر بارے ماندہ بگلشن بے خار

ہیں خدا کے گنج کے گنجینہ دار ایک لیتے ہیں تو دیتے ہیں ہزار

جوشِ شیخ محمد روشن

جوشِ تخلصِ شیخ محمد روشن عظیم آبادی اس نے استعارِ نرم و حسریں نیازِ ک
خیالی ہاں پردہ دل میرِ سخت و سوزِ تازہ در برمِ عشاقِ ازاہنگ سیدِ لبِ رنگ
می انجخت از جوشِ ہائے اوست

دو زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ میں اتر سقا
یہ چشمِ خوںِ فشاں تھی یہی دل ہی جب گرسقا (گب)

گر یوں ہی یہ دل در پئے آزار رہے گا
اک روز نہ اک روز مجھے مار رہے گا

بیبا کہ دل پہ زخم ہے اس کے خدنگ کا
گلشن میں ایک گل نہیں اس آب و رنگ کا

اس کا خدنگ داغِ جگر سے گذر گیا
ایک تیر سقا کہ صاف پر سے گذر گیا

ہماری آنہ کے صدمے نہیں اٹھائے گا
یہ چہرِ خِ بامِ کہن ہے کسی زمانے کا

ما در فنِ عروض بسیار مہارت و لخواہ داشت گلشنِ بے خار

نہ سچو لیتے ہیں شگوفے نہ غنچے کھلتے ہیں
چمن میں شور سڑا کس کے مکرانے کا

جوش رحیم اللہ

جوش تخلص رحیم اللہ از دہلی است شاگرد مصحفی بودہ چون آزدگی و
دارتگی پیش می نماید فلہذا یہ تقلید بینوایان اشعار در کوچہ بازار میخوانند
میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولاکہ ابے تنبیرا روتے ہی جسم گزرا

جوان - مرزا نعیم بیگ -

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ - جہاں آبادی است روزے چند زلہ رباعے خوان
احسان مرثہ زادہ سلیمان شکوہ بودہ مدتست کہ جان بچہاں آسرن سپردہ از
طبع زادادست -

پہلو میں دل اپنے کو بھی غم خوار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا

جہاں دار - مرزا جہاں دار شاہ

جہاں دار تخلص مرثہ زادہ عالی متبار مرزا جہاں دار شاہ مشہور بمزاج و لہجہ
بہادر کہ بقل بکیا است دفر است بہ حدی ز بے نظیر از دولت سرائے مالوف

لے از سوتیان دہلی بودہ - بر تقلید بے نوا یان اشعار در میان می خواند نسبت تلذذ مصحفی بخور کردہ اس بہ لہجہ ہنار

یعنی دہلی عثمان عزیمت سمت بنارس معطوف فرمودہ ہم درال لقمہ ماہ جو دشمن بیز
خاک کی رونق نزل و بخشید ازال جوان بخت است۔

مرکب کے انتظار میں یہ بے اصل گیا (دگب)
آنکھیں جویوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

کون سی بات تری ہم سے اسفائی نہ گئی
پر حفا جو تیری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جعفری پیر باقر علی

جعفری تخلص پیر باقر علی پسر مبین قمر الدین منت کوچک برادر میر نظام الدین
ممنون است مستفید صحبت شان بود ایں اشعار از وثبت نمود۔ مطلع

آرام وعدہ کی شب اک دم کبھو نہ آیا (دگب)
آیا نہ حسین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

جہانگیر جہانگیر بیگ

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام از بے باکان و خانہ جنگان دہلی بودہ گویند
اخیر عمرہ بالیخولیا مبتلا شد بقبتل نیرنگے بزدان رفتہ درگذشتہ

وا اصلش از دہلی زمانہ بابر بکھو سر بردہ شورش در سرداشت۔ تیغ بازہ در خم ہار داشتہ۔ آخر عمر
بوطن مالوف رسیدہ بالیخولیا مبتلا شد۔ ریز و غظ مولانا عبد العزیز میرٹاگر علی را کہ در پیش تخلص اوست
زخم زدہ بزدان بزدانہ در حق شبیدہ خنجر اجل کشید۔ کش بے خار

وہ کافر مراد رکھنا چاہتا ہے جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے (کُتب)

حیابانے حائے حطی

حاتم - ظہور الدین

حاتم نخاں شیخ ظہور الدین المشہر بشاہ حاتم نازک خیابے بودہ دور فن شعر
کسے نمود اکثرے از شعر اوں روز با از مہرہ اندوز بود نہ و در سنا پیش بر روی
خود کشود نہ فکریت رسا و فطنت بسا داشتے کہ رفیع السودا از رفعت یا ننگان در گاہ
ادست مردے منوکل مرغوب الکلام بود و بر دل نازک پسند خود در آزادی کشودہ
از فیضان ال عاتم زمان است -

اس تذکر کی صرف تسخیر پر رویاں ہیں عمر

رنتہ رنتہ نام ہی مسیرا پری خواں ہو گیا (کُتب)

ہجبر کی زندگی سے مرگ سمجھلی کہ بہاں رب کہیں وصال ہوا

تم تو سیٹھے ہوئے پہ آنت ہو اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفسی اور دماغ اے حاتم کیا قیامت کرے جو دنت ہو

آتا ہے اب نشے کی طرف جی کبھو کبھو ساقی نگاہ مت ادھر سہی کبھو کبھو

بے خود اس دور میں ہیں رجا تم ان دنوں کیا شراب سستی ہے

حجّام - عنایت اللہ

حجّام تخلص سے اس عنایت اللہ بوردہ مولدش بہارن پوراست معاش مجر توشی
نی نرید و راہ شاگردی ہمرا محمد رفیع سودا می ہمید از بیدار دلان بوردہ چہ نفعی ان معنی
از نسلزم و خار محیط الاکتار حضرت مولانا نحر الدین رحمۃ اللہ علیہ بوردہ .

روز خسار کے لیتے ہیں سبزے خوابوں کے

بہت اس شخص سے حجاب مہنر کیا ہوگا (گلاب)

دیکھد عاشق کی ترے روائیاں عشق کی لوگوں نے نہیں لگائیاں

حسرت سید جعفرؒ

حسرت تخلص سید جعفر علی نسر زدار جن سید ابو الخیر کھنوی است چہ سے
پیشہ ابائی عطاری نمودہ باخسر چوں وحشت دامن گیرش شد ترک دنیا کردہ
بجائیت نثر اذات را بہ نظم آوردہ فارغ البال زسیرت از تلامذہ مر سپ
سکھ دیوانہ است و در فکر سنجی و مزدونی این فن در زمانہ خویش ریکانہ گویند پایہ بتری
سخن پایہ نقلی این فن قلندر بخش حرات را از فیض مشورت اوست ازاں مراسم
حسرت است .

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

اگر رو کے دل کھودیں تو پیا دل نہیں ہوتا (گلاب)

آشیاں چھوڑ چلے اے جہن آراہم تو

تو ہی لے جایو سسر یہ یگانگان ابھڑا

درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا (گلاب)

کل شب وصل میں کیا جلد بھی تھیں گھڑیاں
آج کیا ہو گئے گھڑیاں بجانے والے

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو
دلے کیا کیجئے حسرت۔ بلائے ناگہانی کو

کس کا ہے جگر جس پر یہ بیدار کرو گے
یوں دل تھیں ہم دیتے میں کیا یاد کرو گے

کل شب کے تئیں جرات فانی
کبتا سخت اچھا ہوا تہ خال
حسرت کے مزار پر کئے ہم
بس سنتے ہی اس کے مرنے ہم
اپنا تو سہا کر گئے ہم
اپنا ممدوں کا دیکھئے کہ کیا ہو

حسن۔ سید غلام حسن

حسن شخص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحاک۔ ہراتی است۔ نثر و شاعری
خاک پاک ملی است در عنقریب شباب بغیض آباد آدرہ در سرکار نواب اسجا کامیاب
ماندہ از تلامذہ ضیا الدین ضیا است در نظم و تنوی بدر نسیر کہ مقبول عوام و محبوب و منقول جمہور
ایم است بحر سامری بہار بردہ کلامش خوش نازک و باریک۔ آواز شاعری آواز نیرہ
گوشش در دوزخ و یک۔ این کس بسر سودا زده کہ بنام پدرش چور کہ یک گفتہ کلامش
شستہ و رفتہ و باب و تاب است این از دیوان او انتخاب است۔ مطلع۔

نے برگ ہوں میں گل کا نہ مالے کا شجر ہوں
میں محنت دل ریش ہوں اور داغ بگر ہوں
پیدا ہوئے اور جاتے رہے سیکڑوں مجھ سے
آتش کو دہریں اس میں ہی شہر رہو سے

نے مشیتِ مے ہوں نہ حسنِ ساعنر لبِ ریزہ
میں اک دل پر درد ہوں اور دیدہ تر ہوں

ادبیات

..... زلفوں کے حوالے ہیں
رسوائیوں نے اپنے کیا پاؤں دکالے ہیں
یہ رات محبت کی کس طرح بسر ہوگی
پہلے ہی قدم دیکھا تو پاؤں میں چھپاے ہیں
جب تم نے حسن کھویا دل کو تو یہیں کھویا
جو کام تمہارے ہیں دنیا سے نرا لے لے ہیں

جانِ مسیری میں جان آئی ہے کلی سب کس کی بس لائی ہے
دل کو روئل دیا جسگر کو حسن مجھ کو دونوں سے آشنائی ہے

اس کی حبِ بزم سے ہم ہو کے بہ تنگ آتے ہیں گپ
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں

یہ بلا فکر سے اب منہ ہوئی ہے کہ حسن
جی میں آتا ہے کہ کچھ کھائیے اور سو رہیے

ہم نہ مہنتے ہیں اور نہ روتے ہیں عمرِ حشرت میں یوں ہی کھوتے ہیں

۱ اصل میں یہ مصرع اسی طرح ناکمل ہے۔

وصل ہوتا ہے صحن کو دنیا میں یارب ایسے کبھی لوگ ہوتے ہیں
یاد آتی ہیں اس کی جب باتیں دل حسن و دلوں کے روتے ہیں

چل دل اس کی گلی میں ہو آدیں کچھ تو دل کا غبار دھو آدیں
کلی ہمال جا کے دل دیا سٹھا میں جی میں ہے آج جی کبھی کھو آدیں

غنیروں کا تو ڈر کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خطرہ مجھے نہیں ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تاج محل سے وہ پڑھنے مری خاموشی کا باعث
محب کو یہ متن ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کھپڑ چھڑ کے لئے تو لگے مجھ سے کرے ہے
بس چپ ہو یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
آئینہ ہی چپ ہو دے تو کیا طوطی ہو گو یا
ساراب اس کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

حسن خواجہ حسن

حسن تخلص خواجہ حسن پسر سعید خواجہ ابراہیم از مبارک خواجہ کہلاری موزون
است قدس اللہ سرہ العزیز در خم خانہ آفرینش از بادہ تصوف سرشار در موسیقی ماہر
نغمہ خوش آہنگ از قالون سینہ بصد رنگ می تراویذ و گوش طہور نرانہ بدست
اصوات مختلفہ می بالید شورے در دل داشت بہ کھنر بانگنا رود در لیشی بانمکین بود
وازلادت حسن بخشی نام زنے بازاری مذاق جان شیرین و از چاشنی روزگار ادکام

د زبان شکر آگس می نمود و اکثر نام آں دلارام در مقابل غزل بر محل می آورد۔ ص

دل دلا سوں سے کرے ہے بے متراوی بیشتر

خانہ ماتم میں ہو چڑھے سے زاری بیشتر

گ ب

اُسڈ کے آنکھوں سے یک بار بہہ چلے آئیں

مہنی مہنی میں جو ذکر و دواع سیار ہوا

”

کیا منتل اور جان بخشی بھی کی حسن اس نے احساں دہا کیا

”

وہ تو آیا تھا تماشا کے پیر

ہم نے اس وقت میں بھی اس کا تماشا دیکھا

”

دقت و دواع یار دل بے قرار ہے یہ آہ کی کہ عرش معلیٰ ملادیا

”

ہمیں آرام زیرِ خاک سبھی کیا خاک ہوئے گا

”

لئے پہلو میں یہ ایسا دل پر شور مارتے ہیں

حسن مولوی ابوالحسن

حسن تخلص عالم بے نظیر و شیخ دل پذیر افضل فضلائے زمن خباب مولوی

ط "در فنون نظم از علامہ جعفر علی حسرت است و بسبب خواجہ ناشی با قلندر بخش جرات ربط معقول و محبت مقبول داشته " گلشن بے خار۔

ابو الحسن سلمۃ اللہ علیہ فی فرزندار جمند شرف زمان و دران جناب مولانا الہی بخشش
تخلص بہ نشاط رحمۃ اللہ علیہ از حضرات قصبہ کاندھلہ است ہمیر سٹھ ہم چندے قتیام
نمود بالفضل بوطن مالوف خود قانع است سخن را حسن ثانی است از طبع و قیاد دوست
جواب لایون کاہہ بہشتاب نامے کا جواب نام نہ ہونے جواب نامے کا گہ

منفعل ہوں درست و پا بھی مارنے سے وقت نہ بچ
کیوں میں تڑپا جو تیرے دامن پہ چھینا پڑ گیا

حسن۔ مرزا حسن

حسن تخلص مرزا حسن نام فرزند ارجمند سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر دست
این بیت مندی از و بسخ خوش رسیدہ

دل کو دے کر اس بت کا فر کو ہم نے اے صنم
حسن قدر ناحق یہ کھینچی ہے نہامت کیا کہوں

حسین۔ سید غلام حسین

حسین تخلص سید غلام حسین نام دہلوی است ابن سید عبداللہ مشیر سکھن را
بازالہرب شاعری مسکوکہ بجزئیہ داشت۔ ایامے چند در میر سٹھ پادشہ کیے از ابا ایان فرنگ
بادانش و فرنگ خوش گوران بودہ۔ بہ کلکتہ نیز رفتہ از فکر تہ درستہ؛ فرد۔

حسن تخلص مرزا حسن خلیف الصمدی سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر۔ ابن تیش از تذکرہ نواب
اعظم الدولہ سر تخلص نوشتہ شدہ گلشن بچارہ سید غلام حسین دہلوی بن سید عبداللہ در بدھال تخلص بجزئیہ
بود یک چند در میر سٹھ کیے از اہل فرنگ را درس دادہ بہ کلکتہ ہم گز رشانتادہ نگلشن بے خار

تھا غش سے بڑھ کر جو دماغ اپنا وہی ہے
یوں سپرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا گب

حسین۔ نواب غلام حسین خاں

حسین تخلص: نواب غلام حسین خاں نام کر یکے اور عزہ دروسائے افغانہ شاہجہاں پور
لہوہ۔ نوشتہ اندک در حسن اخلاق ثانی خود نداشت و نام نیک در آفاق گزاشت
ایں ابیات از بہر تحریر در آمدہ نسرود۔

میں تو تدبیر میں تھا زخم جگر کی مصروف
دل بھی پہلو میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا گب

اگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے گی
بے ستاری تو مجھے اس کی تو در تک پہنچا

نشہ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف تاتل اور بھی

حشمت۔ میر مختتم علی خاں

حشمت تخلص: میر مختتم علی خاں نام، فرزند نامی میر باقی بدخشان است منشاش

نواب غلام حسین خاں از طائفہ افغانہ دروسائے شاہجہاں پور است۔ نوشتہ اندک کہ آداب و
اخلاق درست داشت۔ گلشن بے خار

حاکم پاک شاہ جہاں آباد است۔ در پارسی لعل سخن از لب لعلش می رسد۔
 یکہ گوہر شاہوار از صدف طبعش پیدا می شد۔ در باب سخن را با ستارہ شمشیر سرور
 می افزود۔ آخر قصہ انظم وجودش را در نشر عدم انداخت گویند بامیر محمد انصاف ثابت
 تخلص و شیخ عبد رضا امین در زمانہ پیشین ہم نشین بودہ مطارحہ و مناظرہ ساختہ ازال
 مختم الیہ است۔ مطلع

گور کے سوتے دو دنوں کو جگاتی ہے بہار گب
 شر ہے غل ہے قیامت مت آتی ہے بہار

حضور۔ لالہ بالکلند

حضور تخلص لالہ بالکلند نام۔ کتیری قلم، دہلی نژاد۔ در ریختہ بہرہ اندوز از مشرہ
 خواجہ بزرگ میر درد علیہ الرحمۃ است۔ مرد پر درد بودہ ازال بادرد است فطرہ۔

نہ پاؤں کو جنبش نہ ہا سھوں کو طافت
 جواد سھ کینچوں میں دامن اس دل رہا کا گب
 سہ راہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی
 کہ الشہ یاور ہے بے دست و پا کا

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں ایک خانہ خراب ہیں دونوں

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی وال اب سبھی ہیں امتحان باقی

حقیقت۔ میر شاہ حسین

حقیقت تخلص میر شاہ حسین نام بلخی نسب۔ دہلی نژاد فاما پروردہ کھنواست

دوسری از مشاورت حشرات بچکائے زمن بود ایں دہیت آزدنیت نمود۔ مطلع۔

کیا ترے عشق میں اے عسبرہ جو ہاتھ لگا
زلیت سے ہاتھ بھی دھویا یہ نہ تو ہاتھ لگا

دلا اب دونوں مل کاٹیں گے اذنان آہ وزاری ہیں
ہوئے بیمار لے ہم بھی تری تیمار داری میں (رگب)

حکیم محمد اشرف خاں

حکیم تخلص، محمد اشرف خاں نام، خلف حکیم شریف خاں۔ دم جاں نواز اور حق علیا
نہا دان سچائی بکار بزدے و لطف جان پرورش دران رزرگار بدل بستگی مریضان
شک نہ خاطر کار مومیائی کردے چپے سپرے گشت کہ ازیں جان درگزشت آزدت
مطلع۔

مرے رونے نے مجھ کو اس سے کھویا مجھے اس دیدہ تر نے ڈبو یا گب

کہوں کیا میں بڑگانے زخم ماسور ہنسا اک بار گر سو بار رویا

حکیم محمد پناہ خاں

حکیم تخلص، محمد پناہ خاں است کہ فرزند ارجمند محمد شریف خاں کہ مشہر بزرگ بخش
از تلامذہ خواجہ مسیر درد علیہ الرحمۃ بودہ۔ اولادش از تخلص می نمود احترام نمودہ بر عایت
طاعت باہمائے است تا خود تخلص حکیم تسلیم کرد برانند کہ در تاریخ گوئی دروز سنجی
موسیقی خیالات نازک او دل پسند ہر خسر دمنداست از نتائج طبع اوست۔ فرد۔

پوچھتے کیا ہو حکیم بگڑا نکار کا گھس
ایک تکیہ سا ہے اس شوخ کی دیوانے پاس

تیرے لئے خلق در بدر ہے اے خاں خراب تو کدھر ہے

ہم ہی صنم کے غنم میں نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی سب گان خرا جان سے گئے

حقیر۔ میرا مام الدین

حقیر خاص۔ میرا مام الدین معروف میر کلہ بیان آبادی است۔ طبعش بفضاحت
قرین و بلاغت ہم نشین بودہ نتیجہ طبع اور ست۔ مطلع۔
ہوں ہرست نمیت عالم نصیری کی طرح گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

یاد میں اس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف کہ خودی بھول گئی بلکہ حرافی مجھ کو

دل میں ہے بیٹھ رہی درپہ صنم کے ہی حقیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے منظر دور ہمیں

یار سوا سبے دل قطع نظر کیجئے چاند بھی آدے اگر شہر بدر کیجئے

دل میں ہے بیٹھ رہی درپہ صنم ہی کے حقیر۔ غمش بے خار

(قطبہ)

یہ چرمیں پاؤں ہم ہیڈیا ست دیکھیں
ستم اس نقش کے ہاتھوں ستم ہے
ابھی کلمے تو اس کے چپیر ڈالیں
میاں پر درمیاں تنیرا قدم ہے

حیرت۔ پندت اجودھیا پر شاد

حیرت تخلص، پندت اجودھیا پر شاد نام از کثیری نژادان شہر کھنواست۔
درفن سخن بہرہ از قلندر بخش جرات یافتہ دیوانے مختصر ممنو بلوئے آبادار شتارہ نظم
ساختہ دہو سبقتی مسلم در کمان داری علم بودہ، بیشتر بجاں آباد و بیشتر بکھنواست
دار سنہ مزاج بودہ در سنہ ہزار و دوصد و سی و چہارم آماج نیز اجل شدہ است۔
نبرد:

برنگ نقش پا اس کے گلی سے اڑ نہیں سکتا گب
ہوا ممنون احساں خوب اپنی ناتوانی کا

حیران میر حیدر علی

حیران تخلص میر حیدر علی نام، جہاں آباد مغاش حیدرے در انیم شرقی بسر بردہ

دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بہ نظر رسیدہ۔ در فن موسیقی مسلم و بہ تیر اندازی علم بودہ
بیشتر بہ لکھنؤ و کترک بجاں آباد گزرا سیدہ در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دوصد و سی
و چار بباطہستی در لکھنؤ۔ گلشن بے خار

نشہ شاعری در سرداشت دلوائے شاگردی سرب سکہ دیوانہ می انراشت باشفتہ سزاج
 اسلوب و سخن مغلوب بودہ در ایام شورش جنون در ضلع بہار مرتکب کشت و خون
 گردید و مجرب و مزب رنگ زندگانی خود برید و مرغ وحش ازین دام گاہ پرید این ابیات
 اندر پند خاطر گردید۔ مطلع۔

ہم نکلتا ہے اب کوئی دم میں بیٹھ جا کچھ ہیں رہا ہم میں گپ

ان کی خدمت میں ادب سے میں نے عرض کی دیکھی کرامت مری
 میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں سب کی فتنہ حاجات مری

جب کہا میں نے میرے گھر چلنے اس میں کچھ کم نہو گی محبوبی
 تیری کو چڑھا گا کہنے رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی
 مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلنے دیکھو اختلاط کی خولے

حیدر۔ میر حیدر علی خاں

حیدر تخلص میر حیدر علی خاں نامی کہ از دار السلطنت لاہور است۔ فاما در پیشاور
 رنگ سکونت انداختہ با سکنائے آنجا نزد موافقت باختہ تادری نسب گیلانی حسب
 است۔ رحمۃ اللہ علیہ از فکر است۔ بیت۔

”گویند غزدر شاعری و باغش را منتش کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جادو در ضلع بہار کشتہ
 شدہ قاتل را ہم ہمراہ برد۔“ گلشن بے خار

ارادہ ہے بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا
گب

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا
بارے جنوں کی دولت اپنا ہ نام نکلا
"

حیف۔ میر چراغ علی

حیف تخلص میر چراغ علی نام، مکتولیت نجو برویان آل شہر مانوس بود و مشورہ
سخن از میر شیر علی انوس می نمود این ابیات از طبع زاد آل نیکو تھا داست چند
است کہ چراغ حیات او بھر صرنا کشته شد۔ شعر۔

حس کی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو
کیا اس مریض عشق کے جینے کی آس ہو
گب

ہے اپنے تو نزدیک و فاقوب و لیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت او ہر آدے
"

حیرت۔ محمد فضل حسین

حیرت تخلص محمد فضل حسین نام، خلف مولوی محمد اسحاق کہین برادر مفتی عبداللہ
رئیس کرت پور اہل شعور است جو انے نو خاستہ و طبعش بشاعری ارستہ
اخلاص و شاکردی مولوی جلال الدین اخلاص سجوری دارد۔ از دہریں قرطاس بضبط
تحریر در ربط تسلط در آمدہ۔ شعر۔

ہوئی آرائش چین جبیں اس کی بس افشاں سے
نماشا ہے کہ اختر ہیں نمایاں ماہ تاباں سے

حیدر، حیدر شاہ

حیدر تخلص حیدر شاہ نام مولدش دہلی دقوش کا ستیہ بزرگانش از بندگان
سلطانی بودند و روزگار پست مناصب عالی بعد در سرکار کچھ خود مفتخر و معزز بود آخر
بحکم السید من سعدی بطن فیہ بخلعت اسلام مشرف شدہ ترک روزگار ظاہری کردہ تن
با طاعت بادشاہ حقیقی دادہ فقیرانہ قدم در سیاحت نہادہ۔ نیاز مند در اعظم گڑھ
اکثر بر خورد مرزے آزادست و در سخن نجی استناد از دست۔ شعر۔
دکھیا در پائے محبت کا جو گہرا پانی آشناؤں کا ہوا خوف سے زہرا پانی

زردی رخ سے مری تاکہ وہ ہر دے آگاہ
اس لئے نام پہ چھوڑ کا ہے نہرا پانی

مندی جو آنکھ تو منہ سب رقیب موڑ گئے
اکبلا شہر نحوشتاں میں ہسم کو چھوڑ گئے

خیابانہ خلئے معجمہ

خاکار۔ میر محمد یار

خاکار تخلص میر محمد یار نام۔ مقام او قدم شریف در شاہجان آباد است خانہ
لطیف از نے ترتیب دادہ پے بریاضت بردہ آزادہ وضع می باز دختی الموسع

یدہ ہر جمال زبیا طلعتان داشت۔ این ابیات از انتخاب دیوان ازنگاشت۔
منسود۔

سرے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ کہ نرگس کو بویانہ بو میں یہ آنکھیں گب

تنہ ناتی سے رہے محروم بے تقصیر ہم درخت کو اکٹھیں گے اس لئے دیگر ہم

خادم۔ خادم علی خاں

خادم تخلص خادم علی خاں نام فرخ آبادی است۔ بادستادی نواب ناصر جنگ
والی آنجانامی دگرای بودہ۔ فردا زنت اسخ طبع اوست۔ فردا۔
محبکو کہتے ہو کہ حیل باہر ہو آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں گب

خادم۔ میر لوی خادم علی

خادم تخلص میر لوی خادم علی نام از مجاویب بنارس است۔ فرزند ارجمند مولوی
نائق علی گنوی است۔ جذب در ظاہر و ساوک در باطن دارد۔ نسبت ارادت سباجی
میرا پرشید خاں نقشبندی۔ متوطن کنتی دارد کلام در نشر محبوبانہ گوید و در نظم راہ محذوبانہ
پو پاید خورا بقطب مشہور کند از دست۔ مطلع۔

م۔ در مقامیکہ مشہور بقدم خریف دارد خانہ از نے بنا کردہ نہایت انقطاع میگرددانید سید سیت
درمند۔ در لیشے است مستمند گویند کہ در رلیان جوانی با امارد سرت و بجانب سادہ زیباں نظرے
داشت دہر کہ مد نظر آدمی بود تعلقات و نبوی می گزاشت۔ از معاصرین میر تقی است۔ نگاش پیچار
م۔ ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ۔ گلشن بے خار

گر بیر سر کوئے تو سب بجز خیزد خاک ماہم بہ ہوائے تو ز جابر خیزد

ذات تو ز ہر دو کون عسائی ز امکان وحدوث ہر دو حسائی

چو بی و چگونہ نہ اسنم حیرت زدہ ام ترا چہ خوانم

خان محمدی خان

خان تخلص محمدی خان دکنی است۔ تپلاش و جہ معاش اتفاق بود و بپش او بدی
افتادہ و بر رسم دناد وفاق طاق بود۔ دزی اخلاق بپاگردی سعادت یا رھاں رنگین
نشر عیش رنگین بود۔ بیٹے از دست نمود۔ شعر۔

یاد جس وقت تری آتی ہے مھکو چکی دیں لگ جاتی ہے گب

خان اشرف خان

خان تخلص اشرف خان نام دہلوی اصل بلکنواست۔ در ایام قیام دہلی بزم
مشاعرہ می آراست و مشورہ با غلام مہدانی مصحفی داشت اور است۔ فرد۔

اے حناں عنم فراق میں تم ز ہر کھامد

اس کے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری گب

خرد۔ نواب فخر الدین محمد خان

خرد تخلص، نواب فخر الدین محمد خان فرزند ارجمند نواب شرف الدین محمد خان

است۔ بخدمت بخشی گیری تن کلاہ سردی بر سر داشت۔ در عنفوان جوانی بہ کثرتانی

سرے داشت۔ و با صرار محبان یاد فاد و دوستان با صفا مضروب خوش و دلکش می
نگاشت۔ نمرے از طبع موزوں اوست۔ فرد۔

لبوں پہ حبان ہے جلدی پہنچ کہیں ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیسرے روبرو نکلتے

ختہ۔ غلام قطب

ختہ تخلص غلام قطب نام کہ از دودمان سید محمد کرمانی بودہ رضی اللہ عنہ اورا
بعضے بزمہ بندگان مرزا کثیر الانوار شیخ اشبور و سلطان الشانح رحمۃ اللہ علیہ
می شمارند۔ اشعار شستہ و رنقتہ بمشورہ مہورے خال شیفقتہ۔ گفتہ از دست۔ مطلع:

مسلوہ ہنس بہنے جو ناگاہ لب۔ بام کیا

رزخ و رشید درخشاں کا وہیں شام کیا گب

ہو عنسرتی رحمت پرور گار آج ساقی کا پیالہ ہو گیا گب
ایں شعر بعضے از خوشنود گویند۔

شیفقتہ نے الی کا حال مفصل لکھا ہے۔ شیفقتہ کے بقول خرد نے شعر گوئی ترک کر دی تھی اور ان
کے اصرار پر اپنے چند پرانے اشعار تذکرہ شیفقتہ کے لئے مرحمت کئے جن میں سے دو شعر شیفقتہ نے تذکرے میں
درج کئے۔ خرد نے شیفقتہ کے دیوان کی تاریخ بھی لکھی تھی جو شیفقتہ کو بہت پسند تھی اور گلشن بیجار
کی تاریخ، تنہائے طوطیان ہند گفت، کھنکی تھی جو گلشن بے خار میں شامل ہے خرد نے شیفقتہ
کے مسودات کی تہنیز کا کام بھی انجام دیا تھا۔

مرزا کثیر الانوار.... کذا۔ بزمہ خدام نور کثیر الانوار؛ گلشن بے خار۔ اصل لفظ مزار ہے
مرزا سہو کتابت ہے۔ ص۔ نوٹ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

خلقِ میر حسن

خلقِ تخلص میر حسن بن میر حسن نام دہلی وطن کر اہل مشنوی بدرنیر است کسب
سخن بمشور حسن پدر خود کردہ ایس بیتہ از دآوردہ - بیت -

عجب عالم میں بے ہوشی کے وہ مہبکو نظر آیا
کرات اہمی نہ آیا ہوش جو پوچھوں کدھر آیا گب

قطعہ

بے قراری میں کئی رات تو یاں اپنے تئیں
چمن سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہو گئے گا
دل لگانے کو لگایا یہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہو گئے گا

خلیقِ میر مستحسن

خلیقِ تخلص برادر کوچک میر حسن خلق است - نیز مستحسن بنام بود د ازین
فن سخن کلام مشہور مصحفی تلمذ دے بر خویش می بائید درد برائی واقع کر بلا اکثر می
مالید از دست رشتہ -

انکے جو شیم خول فشاں سے گرا تھا تاہ کہ آسماں سے گرا گب
منس دیا یا نے جودات - خلیق کھا کے ٹھوکر اس آسماں سے گرا

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ بعض مراد ثنیت ہیں بسفیتہ کی اصل عبارت یہ ہے خوشنود تخلص از حال دے اطلاع

نیت - ای بیت بنائش دیدہ شد - ہو غزلی رحمتہ پر در نگار - اسخ
۱ - مصحفی نسبت تلمذ دے بخویشن کردہ است - گلشن بے خار

کہا میں نے جو اے گل کچھ زلف اکہر تو وہاں منہں پڑا وہ کھل کھلا کر گب

خیال غلام حسن خان

خیال تخلص غلام حسن خان است کہ نیرنگانش قبائے معللا بہ بالائے دالائے خود شا
داشتند و برکت اللہ خاں برکت تخلص عم اوست کہ از سخن سنجان نرس است تشریف
موزنی سخن بر بالائے دالائے خود از برکت عم خود پوشیدہ نامہ زکار گلشن بے خار
می نویسد کہ در دیوان قریب بصد ہزار بیت دارد از گزیدہ طبع اوست مطلع ۔

جھاگ اسی کوئی دکھلا گیا نہ پارہ غرنے میں
کہ چوں چلن متبک رہ گیا نظارہ غرنے میں گب

سمپرنے سر سے ہوا خانہ محبوں آباد
پاؤں جب ہم نے دھرا ان کے دیرانے میں گب

مڑھاں کی یہ کاوش نہیں ناوک فگنی ہے
ابر کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہے

تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچہ ندرہ تجھے سمی ہوا لگی

خالص مولوی نصیر الدین

خالص تخلص مولوی نصیر الدین از آبیش بہ بخیر بود و بابش است ۔ مدتے بہ

تحصیل علوم رسمیں و فنونِ ثنویہ استعداد کے ہم رسانہ درقیانی عروس
 و توانی منیر قدم میزنند و دم نثارک با شعراے القندم و اما آخر کبر آورد و بختہ چپہ
 اکثر از زبان و خامہ اور بختہ بایں بہ خود ستائی ہا از نظر دیدہ و لان در برین مستور
 دستہ اشعار و چون گل خود رد از ریاض افکارش رسنہ گو خلاف طرز داناں و محاورہ
 باشد بار و دوزاں بستہ بارے کبر و بریں فن شوم است و بہ اہل سخن مذموم حضرت
 سعدی کہ گفتہ در سفتہ مشک است کہ خود بہ دیدہ کہ عطار گوید این شستہ نمونہ خردارے
 است و قبضہ از بارے دانا یان خود بحقیقت راہ بر بند صاف را بگیرند و از درد بگلزارند

اترے چہرے پر نہ خط مشکناں	یہ خزاں کھو دے ہے گل کی آب و تاب
وہ کبھی منہ سے نوا لے گا نقاب	اگر میں کہہ تک رہے گا آفتاب
ہر لب دریا جو تو سکھے تنہم	آسمان پر جا گئے نسر قہاب
دہن گلابی تشہ مصری کی منہ کا	پیسے انیوں میں اگر زاہد خراب
حضرت عشق آپ کی دعوت کڑوں	آؤ جو تم گھر مرے عالی جناب
میں خون دل نمک داں زخم کا	شورِ بختی کا تمک۔ دل کے کباب
اور برنج رنج کا خاصا پلاؤ	اس سے لاؤں بھر کے داش دل کی تاب
استخوان شکنی کے مبدے سے بنا	لا کے نان روغنی ہوں فیض یاب
قالب رنگین جراثیم میں بہت	لاؤں حلوائے شہادت داب داب
لاؤں وہ شب دیگ بیاری شب	تب کروں میں بے قراری کو خطاب
طرح طرح کے غرض کھانے رکھوں	خوان بدنامی کو بھیلا کر شتاب

کی جو خالص خط تراشی ماہ نے
 ابر کے ٹکڑے سے نکلا آفتاب

خرم گلاب رائے

خرم تخلص گلاب رائے نام، مولد و منشاء سے دہلی است۔ در فن شعر کہنہ مشاق است
رمضانین نوآمین در سخن می بندد و بسلاک۔ متصدیان دفتر تخصیصے نجیب آباد منسلک
موزوں بیع است۔ وحقی الوسع کلاش از مضمون پر کن خالیت۔

مرست با تو نیازی نہ راست با من ناز	ہزار شکر کہ سازہ است ناز را بہ نیاز
نفساں بلند نگر در ز محو دلدار کہے	چگوئے طوطی تصویر بر کشد آواز
ز بخت کو تہ خود سخت پائے در بندم	کہ نیت دست رسم آہ تا نہ بلف دراز
بیا بگلہ احزان دل است ماحضرم	بکن ز لطف قبول اس تو اضع شیراز
بجز ز سوز دروتم کہ داشت اے خسر	نگہ آہ جہاں شیر بر ملا اس راز

خورشید مولانا خورشید علی انصاری

خورشید تخلص معان الطاف الہی مخزن فیضان لا متناہی حلال عفو غفلیہ کشف
رموز نقلیہ ہم محکم بہر فن مکرم فصیح السبیاں بلجہ اللسان عالم بے نظیر و فاضل دل پذیر
خواب مولانا خورشید علی انصاری آبادی است دام فیضانہ مولد شریفیش بنارس است
در بزبان دست کا بیہ بلند پایہ ارجبندہ دارد۔ داعی خمیر اکثر اوقات۔ خود را بصحبت گرامی
بغیر و حضر آن بزرگ۔ بسر کردہ ام سجدہ کہ چنین بزرگے در پاس داری دل غریبا و خدمت گزاری
کتر کہ دیدہ ام ملک ناز الوجود شنیدہ اکثر طبع شریفیش مایل بسخن سنجی در سندی و فارسی
شود یاد دارم کہ ہندی زبان تلمذ اورا بہ ناسخ است خدا یا العزیز الوجود را بجد خویش نگاہ
داری ہر مرادے کہ او دارد حاصل آری از کلام آن شفیق است۔

عنبر

دل روشن میں ہے دل دار مقرر پیدا صاف کر آئینہ آہوئے سکندر پیدا

خاکِ اس درجہ کیا ہے غمِ فرقت نے مجھے
اے ستمِ تشنہ رخ سے جو نہیں اس کو ضرر
اور بھولوں پہ شرفِ گل کو ہے دیکھو اداں
عشق کیسوئے صنمِ رزائل سے ہے مجھے
تجھ سے نسبت نہیں خوبانِ چین کو ہرگز
آشیاں گلشنِ فردوس کا یاد آتا ہے
طاہرِ جاں کے کہیں جلد ہوں شہرِ پید

در مدحت جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبانِ سہی است - مناقب -
واقفہ رازِ آفتاب ہیں آپ
زورِ کچھ زورِ بازوؤں میں ہے
کبھی نہ مغلوب ہوتے ماحرِ تب
علمِ وہ جس کا حصر نامعلوم
سہرِ خورشیدِ دونوں عالم میں
اشفِ رازِ ملی اتنی ہیں آپ
سرِ مخفی لافتا ہیں آپ
اسدِ غالب خدا ہیں آپ
پسح ہے مصداقِ ملہا ہیں آپ
اصل مقصودِ مددِ غا ہیں آپ

و مناقب دیگر در فارسی پنجاب شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ کفایت است - اشعار
چند ازل می نگارم :- مناقب

ہر لحظہ غم تازہ کشد دامنِ حباں را
تا کے نفسم صبط کندر آہ و فغاں را
اے باد صبا سوئے نجف باز کن اینک
وز بندہ سلائے مبراں شاہ شہاں را

بہر ال من خستہ دل بے سروہ امان
 آگاہ کن آن کاشف اسرار نہاں را
 چونکہ مزاج عاشقانہ دارد لہذا کلام ستانہ ہم گاہے بیزبان بری ردو مطلع:
 دل بہر زلف سربیل و ہوائے دارد
 یارب این عہد شبابم چہ بلائے دارد
 (مطلع)

بے تاب ساختم دل گل کردہ داغ را
 افسرد ختم ز برق نگاہی چسراغ را

زخمی عجیبے خوردم بر دل ز سنان تو
 بشد کہ نمک بریزد از خندہ دہان تو

خلیل خلیل اللہ شاہ

خلیل تخلص، خلیل اللہ شاہ جہاں پوری است۔ مرد رند بود۔ نسبت نلند بولاناہین
 رحمۃ اللہ علیہ میداشت بہہ ہائے معززی گزرا نہ نہ گامے کہ داعی آثم ہم پائے طناب
 صاحب قبلہ خود را عظم گڑھ بودم بر منسوب تخصیل رسی غفلت گڑھ سکندری خوش
 گزراں بودہ۔ چندے گزشتہ کہ بجوار رحمت حق تبارک و تعالیٰ پیوستہ مزارش بہہ نجات
 رحمۃ اللہ علیہ طبع گرامیش میلان اکثر لغاری داشتے و گاہے نفش مندی ہم نگاشتے ازل
 بزرگ است در ناری۔

غزلے

خوردہ ام بر جگر از ترک نگاہے تبیرے
 دوستان بہر خدا ز خم مراد تبیرے

در فراقش بہ لبم آمد و شہ و اردو حسان
 پس ازین اے ملک الموت ممکن تاخیرے
 ثقب سچو ابہ آمد و آہے بگور بخت مرا
 کہ از خنجر او گوشش کمشم تعبیرے
 عارض بخل و خط و زلف تو بہر دل مسخے
 چمن دوانہ داد اے بود و زنجیرے
 بہ ادائے دل و دین و خسروم غارت برد
 ہ سر ز ظالم و ترسا سچہ دے پییرے
 سرخی پاں بلبل لعل سی آلودش
 بہت بر تخت نیم لطفے تحریرے
 بہر تقلیب بس زہد ندانیم غلیل
 خوشتر از خاک در پیروں اکیرے

خیابانے دالہ معلہ

داغ۔ میر مہدی

داغ تخلص میر مہدی نام، فرزند میر سوز جو اتنے خوش پیکر دلکش منظر۔
 فصیح طبع، سبزہ نام، گل اندام و با این ہمہ دل ربائی و رعنائی چوں بلبل از عشق حسن
 گلخوارے خارے بدل می داشت۔ و چوں عند لب نو گرفتار در فصل بہار لیل و نہار
 بنالہ زاری پیداخت۔ روزگارے بہ بادہ محبت سرشار دہ نشہ الفت در خسار
 می بود۔ مدتی از سازگاری بخت بیدار ہم آغوش آن لکار ساغر دادم دست

کامے می پیو دنا گاہ از در چرخ و دار پیمانہ شراب مفارقت نوشید و از خمار
بہاجرت آزائے کشید آخہ پیمانہ حیات او لبریز بادہ اجل گردید در مرغِ وحش ازین
دام گاہ پرید و صیغہ سنج شاخسار طوبی گردید نالہ ہائے پر مضمون موزوں می کرد و بہرہ
انداز از نہیں پدر بودہ ازال داغ پرداغ است۔ ابیات :-

اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ہے ہم نشیں دیکھو
ادھر دیکھو ادھر دیکھو یہیں دیکھو کہیں دیکھو گب
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے
اسی کی حبیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو ..
پکو ناچر کا مثل نہیں گر کچھ سمجھ ہو دے
ہوائی رنگ دیکھو ہستابی سی حبیبیں دیکھو ..

درد مند - کریم اللہ خاں

درد مند تخلص کریم اللہ خاں از خوش نشان عمدۃ الملک است۔ ہنگامے کر شاہ
ہالم بادشاہ سرپرارائے سلطنت بود۔ تہر قی زلیت از دست۔ فرد :-

کنارے سے کنار اکب طے ہے سب کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدہ پر آب کیا جانے گب

درد - خواجہ مسیر

درد تخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر عندلیب تخلص کر از
دوران شیخ بہار الدین حنفی و نقشبندی مشرب بود۔ صوفی صافی ضمیر است در فضل و
کمال بے مثال و بے نظیر بزرگے بود۔ تہندیب باطن و تزکیہ نفس و گداختی

دل و برشتگی جگر و بدرد متدی خاطر معرست و مرصوت۔ اشار دل پسند خاطر پسند
 نمضاتین لہندو شستہ ورنفہ از طبع و تادش رنجیت کلامش لہندو بت از انگبین
 تر فایوت و سجاوت انگیزی کام و زبان شائق این فن لائق در موسیقی دم جال نواز
 او ترانہ ہا میرنجیہ و نوائے نندہ ہا پیش شورتے ازہ در بزم عشاق انگنجیہ در جنب
 این اشعار اباراد لولکے شاہوار در چار سوے سخن بے مقدار است۔ اگرچہ نقشبندی
 مشرب بردنا نقش معنی را بصورت صوت می نمود۔ ازاں پر در زرت رحمتہ اللہ علیہ۔
 مطلع :-

درد اپنے حال سے تجھے آکاہ کیا کرے
 جو سانس نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

مفت و رہمیں کب ترے دمغور کی قسم کا
 حقا کہ خداوند ہے تو لوں دستلم کا
 جس منہ عزت پہ کہ تو حبلہ نہا ہے
 کیا تاب گزر ہووے تنقل کے تدم کا
 بتے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
 آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و سرم کا
 ہے جی میں اگر خوف تو ہے تیرے غضب کا
 اور دل میں سہجہ سا ہے تو ہے تیرے کرم کا
 مانند حجاب آنکھ تو اے درد کھلی تھی،
 کھینچا نہ پر اس سحر میں عرصہ کوئی دم کا

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
 آن بسوں نے نہ کی مسیحائی ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا گب

سینہ دل حسرتوں سے چھا گیا بس ہجوم یاس دل گھرا گیا
 پی گئی کتنوں کا لوہو تیری یاد غم ترا کتنا کلیجہ کھا گیا

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک مستجو کریں
 دل ہی نہیں رہا ہے کہ کھپیہ آرزو کریں

کاش تاشیح نہ ہوتا گزر پردانہ تم نے کیا قہر کیا بال دپر پردانہ

اھل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
 لوح سزا کبھی مری چھپاتی پہ سنا ہے

کبھو ہننا، کبھو روزنا، کبھو حیران ہو رہنا
 محبت کیا کھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

متیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے
 یوں ہی حجاب چاہے تو بندے کی کیا چلے
 کہہ بیٹھو نہ درو کہ اھل دنا ہوں میں
 اس بے دنا کے آگے جو ذکر دنا چلے

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
گر دل ہوتا تو آزرده خاطر ہوں تو رنجیدہ

دریغ سیدزین العابدین

دریغ تخلص سیدزین العابدین از خاندان سید رضی خاں ملقب بسیف الدولہ
بہادر است۔ مشورہ سخن بشارت نصیر داشت۔ بیٹے از طبع وادش نگاشت۔ شعر
یوں وہ بولا دیدہ تردیکھ کر دو حیار کے
ڈرہنے مھیکو نظر آتے ہیں گھہر دوچار کے

درویش میر شاہ علی

درویش تخلص میر شاہ علی موسوم بشارت الدیاء کہ از مشائخ والا مقام
بین العلوم معروف است۔ نسبت داشت با کتاب علوم رسمی زانو پیش استادان
تہ نمودہ وایام جوانی بچرب زبانی اشعاری گفت مشاوری سخن بہ عمدۃ الشعرا نظام الدین
ممنون بودہ اشعار او ثبت نمودہ مطلع :-

ایک شب میٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار سے مل
روز روتے ہیں وہاں کے درو دیوار سے مل

درویش کو مجنوں بھی کھا کر تا سفا عریضی
اس ملک عشق میں سلطان سمجھ کر

دل - زور آدو خاں

دل تخلص زور آدو خاں منظوم کول است - طبع موزون اشعار پر مضمون داشت -
چندے گزشتہ کدازیں جہاں درگزشتہ دیوانے مشحون از درمکنون بدنیا یادگار
گزشتہ از دست - ابیات

گل ہیں کھڑے سے خجل اور آکھ سے نرگس کے سہول
باعبال نبیری نذر کوچن کے لاؤں کس کے سہول
دل مرے دیوان کو عالم نہ مجھے رنجستہ
جمع ہیں گلشن میں میکر منداور فدا س کے سہول

یہ نہیں خوب مجھے دن ہو تجھے راستہ پسند
دوستی جب ہے کہ ہم تم کو ہوا کہ بات پسند

ہوتے ہیں میری چشم سے اب اشک رواں سپہر
پوشیدہ مرے راز کو کرنے ہیں عمیاں بھیر

جس روش سے میں کھلاتا ہوں یہ مضمون کے گل
نہ کھلیں باغ طلسمات میں انون کے گل

۱۔ دیوانے تنجیم و مثنوی ہائے مفرد و دارد کہ بہ نظر نرسیدہ - نو بتہ عنایت حین خاں
فسرند ایشاں داستانے از یک مثنوی ایشاں رد برے فیقر خواندہ بود - ابن اشعار
از تذکرہ ہا انتخاب یافت - گلشن بے خار - ۱۔ کذا

۱۔ کذا

دل خوش بہار سنگھ

دل خوش تخلص بہار سنگھ نام۔ کھتری قوم از بسناے راجہ خوش حال رائے

میر شاہی است۔ اس فرزند اور است۔ فرزند۔

ہوں ترے سحر میں جوں دیدہ نگر س حیراں

چشم پوشی نہ کر اس اپنے گنہگار سے مل گب

دل سوز۔ خیراتی خاں

دل سوز تخلص خیراتی خاں نام، متوطن قصبہ ٹپیل از افغانہ آنجا است۔ از بہار

اندوز نصیر جہاں آبادی است۔ سہرکا نواب ظفر یاب خاں باریاب بود۔ اہل تذکرہ

می نویسند کہ درجے پور آنجہائی شد۔ دل بشرب شراب مایل داشت۔ از دست شعر۔

حسگر و سراق کے صدموں سے لالہ زار رہا

یہاں خستہاں میں سدا موسم بہار رہا گب

تپ مذاق میں بیمار کی جو دیکھی نبض

طیب کو بھی کئی دن تلک بچار رہا

سب سہیں گے ہم اگر لاکھ بُرائی ہوگی

سکھڑے کہیں آنکھ لڑائی، تو لڑائی ہوگی

۱۔ نقل کردہ اندکہ درجے پور اس عالم لغت کردہ۔ گلش بے خار

۲۔ پر کہیں..... الخ۔ گلش بے خار

۳۔ اس مطلع کا دوسرا مصرعہ خوشیگی نے گنگا پرشاد دہلوی سے بھی منسوب کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲

راست نم اس طرف جو آن پھرے دن مرے کچھ تو میری جان پھرے گرب

دلگیر میر حرایت اللہ خاں

دلگیر تخلص میر حرایت اللہ خاں نام، فرزند رشید عالم خاں، است کہ بزبان و بیان بہ امان و آقران ممتاز بود۔ بہارت نامہ در رسل داشت و در نجوم علم موثر گناہیا می افراشت، طرح مشاعرہ بہکان خود انداخت۔ و نزد مکالمت و مطاحمت بازبان آواں زبان می باخت از افتار ادست۔ فردر۔

دنگتیر سے تم چپکے سے گراں کے ملتے
رسوائی ہر کوچ و بازار نہ ہوتی گرب

دیوانہ مرزا محمد علی خاں

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خاں نام، از ثقافت نبارس است۔ بہراتب علیائے انگریزی سرافراز ماندہ بہ عہد نظامت روشن الدولہ کول برک بر جہاں آباد می بود بہ عہدہ معضیل داری محالات کبیر و چٹروس متعلقہ ضلع علی گڑھ خوش گزراں بودہ حالاً از حاشیہ مطلع نیستیم کہ کجاست و چو ناست۔ ایہ ابیات از آنت شعر۔
اس کا آخر ادھر کلام ہوا اپنا قصہ ادھر متام ہوا گرب

چلتے چلتے ایک دن دیوانے بس اُسٹھ جائیں گے
جوں سپراغ صبح دم ہم سینہ سوزاں سمیت۔

در زمانیکہ طرح مشاعرہ می انگند و امی را ہم تکلف می نمود۔ گلشن بے خار

دیوانہ رائے مرید سکھ

دیوانہ تخلص رائے مرید سکھ نام۔ از شرانے نامدار است و بدیار مشرق اکثر موزنان
 اس روز کار کسب فن سخن انان زبدہ زمین کردہ اند جعفر علی حسرت و میر حیدر علی حیراں را
 اخذ کلام از دست۔ ماہا ہاست کہ این جہاں گزراں را گزاشت۔ فرد۔
 جان پرآخی ہمدم تری خاموشی سے
 بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر کب

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے مل نہ جائے
 رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ بکھل نہ جائے

خیابانے ذالہ معجمہ

ذاکر۔ مرزا احمد بیگ

ذاکر تخلص، مرزا احمد بیگ۔ شاگرد رستم بیگ جہاں آبادی است۔ و این مقول
 صاحب تذکرہ گلشن بے خار است اما در حقیقت مرزا احمد بیگ مشہور بہ خلیفہ احمد بیگ
 بود فرزند ارجمند خواجہ مرزا رستم بیگ شیعہ دین بکھنویست۔ رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ شیعہ دین
 مرشد فارغ شاہ خوجوی رضی اللہ عنہما از دست۔ فرد:-

۱۔ جان پرآخی ہمدم مری خاموشی ہے۔ گلشن بے خار
 ۲۔ شاخ نے بھی نہیں مرزا رستم کا شاگرد دکھا ہے بشقیۃ انہیں شقیۃ است از جہاں آباد
 کھتے ہیں خوشی کی چونکہ خوجہ کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں یہ اطلاع فارغ شاہ خوجوی سے
 ملی ہوگی کہ ذاکر خواجہ شیعہ دین بکھنوی کے صاحبزادے ہیں۔

چھوڑ اسلام کو اور کھینچ کے مشقہ ڈاکر
طالب کفر ہوا اس بت عیار سے مل گب

ذره۔ میرزا رام ناسخہ

ذره تخلص، میرزا رام ناسخہ نام۔ بخطاب بہاری مت از بودہ و بہ عبیدہ
پیشکاری نظارت حضور الامیر نواز از دست۔ فرد:-

ترے کوچے میں روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذره
سجبا ہے ایسے دیوانے کے مطالب کو روا کرتا گب

ذکار۔ ذکار اللہ خاں

ذکار تخلص، ذکار اللہ خاں کھنولیت۔ از دو دمان نواب خجست خاں ابن حافظ الملک
رحمت حناں مرحوم و مغفور بودہ کہ جلالت شان آبائش طشت از بام افتادہ
از دست۔ فرد:-

آہ کس طرح سے اس پردہ نشیں کو دیکھوں
اس کے گھر میں تو کوئی روزن دیوار نہیں گب

ذکار۔ خوب چند

ذکار تخلص، خوب چند نام، از قوم کالیستہ دہلوی نژاد۔ و از شاگردان شاہ
نصیر است۔ از کلام ادست شمر۔

ہلے ہے ابروئے دلدار دیکھئے کیا ہو،
کہاں کہاں چلے تلوار دیکھئے کیا ہو، گب

نقش پا خالق گیتی نے بنا یا ہم کو
جس کے قدموں سے نگے اس نے مٹا یا ہم کو

ذوق - شیخ محمد ابراہیم

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی است۔ عنذ لیب چہستان بلاغت طوطی
شکرستان فصاحت است۔ از مدت سی سال ترا نہ سخن معنی دلپذیر است۔ و بمشقی
مسنن بے نظیر از منتجبات زبان و منتجبات دوران است۔ گلزار مضامین پایباری
طبع رنگین بر پیش نوآین بزین شعر می دماند و ماندہ این نامدہ از خوان احسان نصیر
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ربودہ و در مشاعرہ دہلی بارے بہ نرم اہل سخن براہین شعر آسجہ فرد
اس بادشاہ حسن کی منزل کو چاہیے بال ہما کی بر جھتی دیوار کے لئے
از طبع رنگین خرد ذوق بدین آئین معترض شدہ کہ ظاہر آنا سخن ایوان خسروی را
بچشم خود ندیدہ ورنہ نسبت بر جھتی بدیوار شاہی نکر دے استادے مخدومی حضرت
شاہ نصیر دیوار را بچنین مضامین چوں دُرّ ثمین نظم کشیدہ است۔ فرد
چونا بنیں گے بعد فنا میرے استخوان
منزل سرائے یار کی دیوار کے لئے
ابن ابیات از متاع طبع اوست۔ مطلع
مذکورتری بزم میں کس کا نہیں آنا پر ذکر ہمارا نہیں آنا نہیں آتا (گپ)

کہتے اسے خط میں کہ ستم اسٹھ نہیں سکتا

پر ضعف سے ہاسخوں میں قلم اسٹھ نہیں سکتا

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگماں دہم کی دار و نہیں لعنان کے پاس

ہاں تامل دم نابک فگنی خوب نہیں
ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

عیش تم اپنا رکا دست سے منہ بناتے ہو
وہ لب پیرائی تہنی دیکھو کرتے ہو

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت سہیلو امیر اکھیلے ہے

زخمی یہ ہوا ہوں تری دزدیدہ نظر سے
جلنے کا نہیں چور مرے زخم جگر سے

نگہ کا وار سفا دل پر کھپڑ کئے جان لگی
جلی تھی بر چھی کسی پر کسی کے آن لگی

کہتے ہیں لوگ موت تو سب جائے جلے ہے
پر بیکر پاس اُسے سبھی کوئی کھائے جائے ہے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گزر جا دیں اگر جاں سے
اسٹھائے مور لاشے کو ہمارے دست مڑگاں سے

ذوقی - ذوقی شاہ

ذوقی تخلص، ذوقی شاہ، مروف و بددیشی، موصوف، بکھتری نژاد است۔
 اپنی اہلیات از دلیع زاد است و بجدب خانہ دلش آباد۔ فرد۔
 اپنی بہ چاہ اس کی وہ صورت اے عزیز دنگاہ کیجئے گا گب

ترے کوچے میں ہم بھی آج لے تلوار بیٹھیں گے
 رتیب روسیہ کو بے دھڑک ہی مار بیٹھیں گے
 جو عنبروں کو نٹم اپنے منہ لگاؤ گے تو بولیں گے
 نہیں تو مشل نے خاموش وہ لاچار بیٹھیں گے
 یہ ذوقی بھی ترے غصے سے ڈرنے کا نہیں ہرگز
 اٹھاؤ گے جو در سے جا پس دیوار بیٹھیں گے

ذره - میر دلایت علی

ذره تخلص، میر دلایت علی نام۔ از سادات کلام کول است۔ اما بتقریب دنگار
 بالفعل اقامت گزین اکبر آباد است۔ وقتیکہ سیر اکبر آباد رفتہ بودم بآں شہنشاہ بنوردم
 مرد کریم الاخلاق و عظیم الاشفاق مسافر دوست و نیکو خوست فکر در منبری می کنند
 بیشتر بیشتر بجان آفران آنجا میزند۔ خوشای گوید سبزہ فصاحت از کلامش
 می رود۔ نہ کہین کلام است و کلامش معجز نظام اگر بادرنداری بشنو غزل۔

ان تہوں کی ہمیں الفت سے مہلا حاصل کیا
 ناخدا ترس سے خبر رنج و غنا حاصل کیا

میں دغا دیتا ہوں تم گالیاں دیتے ہو۔ مجھے
 اس بُرا کہنے سے کہیے تو سبب حاصل کیا
 کرتی سوچتی ہے جو مٹی تو ہماری برباد
 تجھے اس خاک دانے سے صبا حاصل کیا
 کیا لے گا میکہ سودائی بنانے سے تجھے
 پیچ دینے سے مجھے زلف رسا حاصل کیا
 قطع کرنا ہمارے دست جنوں کو ناسمجھ
 کیوں گریبان میرا تو نے سیا حاصل کیا
 دست و تانل کو مبارک رہے خون عاشق
 پاؤں کیوں پڑتی ہے ناسخ تو حنا حاصل کیا
 عمر سبب خاک بن چھپا نکلیا میں اے ذرہ
 اور ان مہر و دشوں سے تو ہوا حاصل کیا

اے تنخواں میرے نہ کھا مجھ کو ندامت ہوگی
 اے ہمارے کبھی یہاں لگے جاناں ہوگا

خیابانے رائے مہملہ

زندہ گنگا پرشاد
 زندہ تخلص، گنگا پرشاد ام کشمیری بہ بن سچہ ہندوستان نژاد، کھنڑی مولہ
 جو نے شگفتہ رود و خجستہ خوش پیشہ دلکش منظر مزاج عاشقانہ و مشرب زندانہ
 دارد۔ دے بے ہمدے نیا سودے دانی بے موعے میانے نہ بودے دیدہ و دل بعشق
 محبوباں طناز و دلبران با عشرہ و ناز مایل و با شاہدان زمیا شائل۔ دست بجزین

مقصود حسان گل گلزار معنی و لیل شانساں نکتہ دانی در فصاحت سبق از ہم صحت
 بوده و در بلاغت گوئے برتری از امثال و انسان رلودہ . بہ چاشنی گفتارش
 مذاق جان شیریں و از اشارت نوشتن او کام زبان حلاوت آگس خیاطا نزل بایں
 خوبی متبائے قابلیت گاہی بر بالائے ندرختہ و روشن گرد ہر بایں روشن دلی و
 آگاہی آئینہ ضمیرے نفیر و ختہ در بر فن طبعش سلیم و مستقیم است و آوازہ مہفت اقلیم
 و آوازہ گوش مہفت اقلیم سخن دل پذیر و مقبول انام و تحصیل علوم معقول و منقول
 مشہور بین انخاص و انعمام مدتے در بر ملی و میرٹھ گزرا نذرہ و در روزگارے بفسل
 علی گڑھ و آگرہ مہربان علیا معزز ماندہ من بعد اعنی چپدے بر شتہ داری عدالت
 اکبر آباد امتیاز دانست . درسا ہا بہ تحصیل داری و اف روپسی ضلع منہرا ستر از
 حالابہر شتہ داری تکلر سی ضلع بجنور متبائے سروری بر قیامت والا اور است و دراز
 لفاق و نزدیک تر بونا و دفاق است طبعش بزور حلم آراستہ و پراہ علم پرستہ
 پایہ برتری سخن دما بہ بہتری این فن صرف بفیض صحبت زبیر الدین حسن المتخلص بہ شائق
 بر ہمہ نائق در زمان ہشیش با درستان ہم نشین شریک بزیم مشاراں بر لی و فرخ آباد
 و میرٹھ و اکبر آبادی ماند و غنزل ہائے طرح مزدوں و پر مضمون می خواند اہل تذکرہ گلشن
 بے خار نسبت تلمذ او بہ جرات نمودہ جراتے نمودہ راہ غلط پیورہ کہ اورا کما ہی آگاہی نمودہ
 باراستم آتم یعنی گرد آور ایں صحیفہ رسم مودت و محبت مرعے و سلوک و مدار الفرب اتحاد
 طلائے بے غش و داد و اسلوک . بہ بزیم سخن در مشاعرہ نامہ نگار بہ ترکیب بعض خلان محفل
 مشاعرہ منعقد می بود با طبع رسا بمشاعران مطارحہ نمودہ و می نماید . ایں ابیات از

صل از تلامذہ جرات است گلشن بے خار . شاگرد قلندر بخش جرات . عمدہ منتخبہ خوشیگی
 ذاتی طور پر زند سے واقف ستھے اس لئے ان کا خیال صحیح ہونا چاہیے .

مستانہ طبع و ناز و الا زاد استند غزل :-

بدن ہے یاسمن یا استرن ہے	الہی قدر ہے یا سرد چمن ہے
جہاں وہ گل بدن ہو جلوہ شرا	اگر بن ہے تو سپردہ بھی چمن ہے
خیال زلف میں رہنا پریشاں	ارے دل یہ ترا دیوانہ پن ہے
برشہوار بھی ایسا نہ ہو رسد	مصفا جس قدر تیرا سخن ہے

بہمنے دیکھا تو ادھر کو دیکھا	لیکن اس نے نہ ادھر کو دیکھا
سیل خون سقا جو بہا آنکھوں سے	تم نے دن کو نہ جگر کو دیکھا
جو نہ تھا باغ میں وہ نخل مساز	ہم نے گل کو نہ شر کو دیکھا
دیکھ بھپھر ہم کو نہ دیکھے گا تو	یا رجوتو نے ادھر کو دیکھا
جو کچھ اس شعبہ گرمی دیکھا	نہ پی میں نہ بشر میں دیکھا
جہانیاں منہ پہ تری اومہ رو	وہ کلف ہے جو تری دیکھا
حسن پرلوں کا سنا کرنے ہیں	عشق دیکھا تو بشر میں دیکھا
وہ مزا ہے تری باتوں میں کہ بس	شہد میں اد نہ شکر میں دیکھا
نہ تو کی نالہ شب نے تاشیر	نہ اثر آہ سحر میں دیکھا

جلاتی ہے تپ عشق آہ جیتے جی بدن میرا

موئے پر یا الہی کب یہ چھوڑے گی کفن میرا

یہ نقشہ کر دیا ہے تو نے اویساں شکن میرا

کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں سب اہل انجمن میرا

مذکرنا مصرع یوں ہوگا کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں اہل انجمن میرا

ابھی رک جاد گئے اے غنچ لب باتوں ہی باتوں میں

نہ پوچھو مال مجھ سے اور نہ کھلوادہن میرا

مجھے الفت ہے اک رنگیں مزاج ناز میں سے رنہ

نہ کیوں رنگین ہوزے ہم صغیروں میں سخن میرا

اب تو چارہ کوئی باقی نہیں بے چاروں کا

آخری وقت ہے پیارے تیرے پیاروں کا

خواب ستم و جور و جفا کیا نہیں کرتے

یہ لوگ ذرا خوف خدا کا نہیں کرتے

میں جان پہ کھیلوں گا جو تم غیب سے کھیلے

کیوں کھیل کوئی مجھ ہی سے کھیلا نہیں کرتے

دم بدم لب پہ آہ جاری ہے بے فتاری سی بے فتاری ہے

جو وہ گل رو نہیں چین میں تو آب بوئے گل سے دماغ سمجھاری ہے

دل کسی قدر داں کو دیں گے رنہ اب اگر زندگی ہمارے ہے

جی میں آدے تیرے مل خواہ تو مدت مل آکر

پہ دفنا داروں کے پھرتے ہیں دل کہیں آکر

مذ کذا۔ مصرع اصل میں یوں ہو گا۔ پہ دفنا داروں کے پھرتے ہیں کہیں دل آکر

دنیا میں نہ ہو شیفتہ ان کسی کا دل ہاتھ سے جادے نہ مری جان کی کا
مشتاق تو چل چل کے ہوئے سرور چراغاں پردہ نہ ہوا شمع شبستان کسی کا

جز آنکھ اس بے دف کی مجھ سے بے تقصیر پھرتی ہے
دھرتیاں بے بھپرتی ہے ادھر رفتہ پیر پھرتی ہے
خدا وحشت کا گھر آباد رکھے بعد محبتوں بھی
باقی اب تلک جو خائے زنجبیر پھرتی ہے
سجھا کیونکر نہ وحشت فصل گل میں دن کو ہواے رند
لئے باد بہاری ہاتھ میں زنجبیر رکھ پرتی ہے

دل ہوا خوں اور جگر کھن کر کباب بہت تری اس عشق کا خانہ خراب
فصل گل ہے اور ہنگام شباب ہاں مغنی نغمہ و جنگ و رباب
مہر عہدے حضرت پر معاں اب ثواب اس میں ہو صاب یا غلاب
فصل گل میں منع کرتے ہو شیخ ہے خطا پر آپ کی رائے صواب
دیکھ اس سحر فنا میں آنکھ کھول رند چشمک سنجہ کرتا ہے حباب

قطعہ

بزم خراباں کو جو ساتھ ان کے لگا چلنے میں
تو لگے کہنے طبیعت کہیں آئے ہو گے
خیر چلنے کو تو چل پر یہ ذرا سن رکھ یاد
گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گے

کاش وہ ترک خطا کا کل پیچاں باندھے
بے خطا جاتے ہیں منت گبر و مسلمان باندھے

وہ از خود آگیا چھپاتی سے آنا اس کو کہتے ہیں
خوشا اے جذبہ دل کیسے لانا اس کو کہتے ہیں

کتے جسم جگر کے ہائے دریاں کہتے ہی ہم نے
گئے آخر کو مرہم پر نہ کی تاثیر مرہم نے

قطعہ

ہاں اسٹھ تو چلے تری گلی سے لے کر دل زار ناتواں کو
پر دیکھئے آہ اپنی تقدیر لے جاتی ہے یہ کہاں کہاں کو

قطعہ

یہ دل پھر ان دنوں دشت میں آیا نہیں تدبیر کچھ چلتی حنایا
بھلا سمجھوں گا تم سے حضرت دل کلیجہ اپنے میرا پکا یا
چڑھا دل پھول تربت پر تری زند جو مجھ کو میرے دلبر نے بلایا

عزلے

تجھے جس نے دیکھا نگار زمین پر کہے ہے کہ اُتر ہے تارا زمین پر
کوئی پھول گلشن میں تجھ سا نہ پھولا ہوا جب سے تو آشکارا زمین پر
تری راہ میں فرش ہیں دیدہ دول نہ رکھ پانوپیارے خدا را زمین پر
زمانہ میں تیرا یہ شہر ہے پیارے کہ آیا دوبار مسیحا زمین پر

جب سے میں اس کا تشنہ دیدار ہو گیا
پیاسا مرے اہو کا وہ خوں خوار ہو گیا

راقم غلام محمد

راقم تخلص غلام محمد پایہ اردو خطوط نویسی بس بلند است۔ و لغاری شعر دل
پسندی گوید اس دو بیتہ ازری نوبہم۔ فرد۔
بس کر چکے عاشق مری جاں غصے سے تیرے جوئے گئے ہم گب

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اڑادی
تو اس نے ہنسی میں یہ مری بات اڑادی

راغب مرزا سبحان قلی بیگ

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ۔ ام، اصلش از ایران مولدش جہان آباد
زمانے بانشا اللہ خاں مناظرہ استادہ و نوبت بہ ہجارسیدہ۔ از ایران ہمشین

ص۔ خوشی کی نے یہاں بات اچھا دی ہے شیفتہ نے بکھا تھا کہ " در اکثر خطوط درست گاہے دارد۔
خطوط اردو خطوط نویسی کا فرق ظاہر ہے عمدہ منتجبہ میں راقم کے بارے میں یہ عبارت ملتی ہے "دخوش نویسی
مہارت کلی دارد۔ خط نستعلیق و شکستہ و شفیقا و ثلث و نسخ و غیرہ خوب می نویسد۔ در جرگہ خوشنویان حضور
پر نور داخل است۔ غلام محمد ہفت قلم مشہور تھے انہوں نے تذکرہ خوشنویان بھی تصنیف کیا تھا جسے محمد
ہدایت حسین نے مرتب کیا اور اشیا نامک سرائی بنگال نے ۱۹۱۹ء میں کلکتہ سے شائع کیا۔ بحوالہ خطاطی کے چند

سعادت یار خاں رنگین است۔ اور است۔ شعر۔

رنگِ حینِ جوانی گویا آج ہمارے پاس سے
اپنے رنگ۔ گل بہاں اڑ گئے کچھ حواس سے گب

منہ دپٹے میں چھپایا اس نے دل کو پردے میں لہایا اس نے

رافت۔ روزِ احمد

رافت تخلص، روزِ احمد نام سلسلہ انتسابش بحضرت شیخ احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
نتیجہ می شود۔ منشائش رام پور و عشق سرسند۔ بہر سخن از قلند بخشِ جرات
یافتہ۔ بارہا بدلی شتافتہ و از طریقہ رغبہ صوفیہ یعنی دودمان حضرت غلام علی شاہ
صدیقی ضمیمہ رحمۃ اللہ علیہ بہرہ دانی دکافی گرفتہ اس از نوشتہ بہ بیت۔
پس کی مڑگاں کی آہ یارب پھرے ہی برے ہمارے بر میں
کر نکل عزماں پڑ گئے ہیں ہزاروں روزن دنِ جگر میں

راسخ۔ غلام علی

راسخ تخلص، غلام علی نام۔ در عظیم آباد درو مندانہ میز نسیت در موضع درویشیانہ
بمجت آں ریگانہ جل شانہ می گزیت و چند بیت کہ از قید حیات و ارستہ بمحبوب حقیقی ہوستہ۔
از دستا۔ بہ بیت۔

دشمنی در پردہ کی اے داتے تم نے کیا کیا
آپ تو پردے ہی بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا گب

اب اور لگا ہونے اچھا دگلتاں میں
راتوں میں دنگار بنے سیا دگلتاں میں گ ب

رستم سید رستم علی

رستم تخلص سید رستم علی خاں متوطن بہانہ از خاندان نواب عبداللہ خان است
نورایام سہروردی فرخ سیر رکن رکین سلطنت بود و کلاہ وزارت ہر فرق منرقدان
می سودایں بیت از نڈت از نڈت نڈت ۔ بیت ۔

کب ملک ہجر کے دن دیکھئے ہم دیکھیں گے
آستین اشک سے برات کو نم دیکھیں گے گ ب

رتوا آفتاب رائے

رتوا تخلص آفتاب رائے نام اجہری سپہر در جہان آباد بسر بردے ورہ نور دادی
نامرادی بود و دوام بشر بدم کام و زبان می آلود دم واپسین مظمار بالیں را چینیں
وضیعت کرد کہ لاش را بجائے آب از شراب غسل دہند گویند بہ برے مے از اندام وے
احدی پے نبرہ این بیت از نڈت کردہ گویم منزلی احساس کثرت استنشام باشد

شعر

کوئی جا نہیں زمیں پہ کہ اشکوں سے نم نہیں
رتوا بھی اس زمانے میں محبوں سے کم نہیں گ ب

وصل میں بے خود رہے اور حیر میں بے تاب ہو

اس ددانے دل کو رتوا کس طرح سمجھائیے

رضا میر رضا

رضا تخلص میر رضا خط طغر خوش می نوشتے و شعر و کش می گفتے نشو و نما

پانٹ نکھنواست۔ ایس ابیات از دست۔ شعر۔

مہر تاز جو کل سینیہ کا صندوق ہوا
تیسرے جردن میں لگا سولہ معشوق ہوا

گب

میت پو چھوڑنا کچھ حال نہ مہنہائی
اک دل تھا سو کھو میٹھا اک سربے سو سودائی

رضا جمیل دین

حمید الدین خلف حکیم کلوا چاند پرست طبع خوش داشت ایس اشعار از نکراد کاشت
آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ تھے نہ گلروئے دو قدم صحن خیاباں یہ چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہیں بچے کے ترے کوچے میں نہ ہیں گمہ کار جو دیوار تلے بیٹھ گئے

رضا میر محمد رضا

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی است۔ سواد بیاض ادا از ضیائے میر ضیا
مستفی است۔ در بیان جراتی چنانکہ دانی بزد تقویٰ نگرانی داشت۔ از دست۔ فرد۔
اسس کا کچھ اسباب سمجھا کہ تو نے اسے نکال۔
حسن روز افزوں دہاں یہاں عشق شہر افروز دیا

گب

رضا میرزا جیون

رضا تخلص مرزا جیون ابن محمد مرزا جاہان است۔ ممنون از فیض تہ سبت میر نظام الدین
ممنون بود۔ از دہلی است۔ دیوانے دارد۔ مملو بشعر دل بند خاطر پسند ایس بیت از
منتاج فکر از جنہ از دست۔ شعر۔

تمہارے وصف دندان میں یہ ہم سے شعر جوتے ہیں

کہ گویا رشتہ مضمون میں موتی پردے ہیں

گب

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ ہم بھی سنتے ہیں اور جلتے ہیں گلاب

رضا میر ہمدی

رضا تخلص میر ہمدی از سادات کھنڑا است۔ در فن سخن پر تو از ضیاء یافتہ
 اس بیت از دُر کا شستہ۔ فرد۔

نقش شیریں بکا مٹے پتھر سے پاس کا خیال
 یہ نہیں ممکن کہ جادے خاطر منہ باد سے گلاب

رضا

رضا تخلص مردے از رام پور است۔ شعور مر فور در فن سخن دارد اس شعر
 از زوی زگار دہ۔ بیت۔

اب کوئی لحظہ میں مجھوں پہ کلا آتی ہے
 جس برس ناتھ لیلے کی صرا آتی ہے صلاب گلاب

رضی سیف الدولہ سید رضی خان

رضی تخلص سیف الدولہ بہادر سید رضی خان بہادر از اہالی جہان آباد
 است۔ والا انژاد۔ نیک بہاد۔ بامپاس واعتماد اشنا عشرہ بہ انقاد تحقیق داشت
 چند روز است بساط زندگانی در نوشتہ۔ اس ابیات از نوشتہ۔ شعر۔
 مرے قتل کرنے میں دوزخ اندے ہیں میرا کام ہوگا تو نام ہوگا

صلاب آتی ہے صداے جس ناتھ لیلے + پر حیف کہ مجھوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا۔ ذوق
 مکتدا

بن عشق آزمی کی ذرا شان ہی نہ ہے
جس کو نہ ہو دے عشق وہ انسان ہی نہیں گلاب

رضی - مرزا رضی خاں

رضی تخلص مرزا رضی خاں ماواش بکھواست۔ اختر شناس است۔ بادالمنی
انجما تراتے دارد و بجزان افواست۔ فراغتے مشنوی لیلی و منہول بربان رنجتہ نصاحت
نچتہ از گلک۔ زبان اور بختہ از دست۔ شعر۔

دل کی طلب ہے اور متناسبے حبانے کت
پہم پہ رہ رہا ہے اس مہربان کسے گلاب

رفیق - میرزا سدید بیگ

رفیق تخلص، مرزا سدید بیگ نام، از کتہ سنجان دہلی است۔ در سخن
مبشرہ شاعرانہ خاں فراق شہرہ آفاق است۔ طرح مشاعری انداخت۔ و نرد
انشائی باخت۔ از دست۔ فرد۔

رزشن رہے گاداغ دل عاشقاں مدام
ہو گانہ حشر تک۔ یہ سپراغ مزار گل گلاب

ہیہات کر کے ہم نہ اٹھتے کھپڑ میں سے
مانند نقش پا ترے کوچے میں مرے

رفاقت - مرزا کین

رفاقت تخلص، مرزا کین نام۔ در شاعری بغیض جرات نام برآوردہ وہ

آغازِ جوانی از بی جهان فانی حیات جاویدانی پذیرفتہ از کلامِ اوست کہ چوں در سغتہ
شعر :-

واں کیوں کر روئی کہ منادی جہاں یہ ہو
زانو پہ سر کو دھڑکے نہ بیٹھا کرے کوئی گب
برسوں کی ایک دن میں رفاقت کو چھوڑ دے
کیا ایسی زندگی کا سہرہ دے کرے کوئی "

رفیع - مولانا رفیع الدین خاں

رفیع تخلص، مولانا رفیع الدین خاں نام۔ از شیخ زادگان کھنوار است۔ نو تھے، یادِ ابلہ
آمدہ بنیارت حسرت میں شریفین رفتہ و برکت آن پر توے یافتہ و رسالہ
مشون بجلالت سفر موسوم بسفرِ احرار میں نوشتہ دکنز احباب از تالیفات او مستہجور
بینا کجہور است۔ قبل از نزاع وصیت نامہ نوشتہ و در باب عدم درستی قبر خود این شعر
وصیتہ نوشتہ - شعر

صورتے تقسیم ز بعد مرگ ویراں خوشتر است
بے نشانی ہم چمن با خاک یکساں خوشتر است

ناتوانوں کے ستانے سے حذر کر ظالم
عشرش بھی آہ سے مظلوم کی ہل جاتا ہے گب

رفت - مرزا قاسم علی

رفت تخلص، مرزا قاسم علی نام۔ نزادش از مشہد مقدس است۔ فنا تا

از نبرگانش بہ کثیر سکونت پذیر بودند و مولد اولادہ شاہ جہاں آباد است۔ فوتی
 رہ نور و کھنڈہ و کسب سخن از جرأت نمودہ از دست۔ شعر۔

خط رہ بھیجے رقیب ہا کھا یہ سچی اپنے نصیب کا کھا کب

ہمارے سامنے مت ابر بار برس جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہونہ ز برس

چپٹ جانے کسی سے نہ ملاقات کسی اللہ بگاڑے نہ نبی با کسی کی

دیوار گل رُخاں کا سایہ مگر پڑا ہے زاہد بت تو محکوطی اس شاخ کیا ہے

رنگین۔ سعادت یار خان

رنگین تخلص سعادت یار خان نام، پورسود محکم الدولہ ظہارپ سیگ خان است
 برسم سپہ گری اکثر بلاد بیاحت می چمید۔ سوز عشق در سر جمال عذرا عذرا مد نظر
 داشت۔ جوانی رنگین دکلائی نمکین اگرچہ پیر بود اما در مش از عشق نوجوانی نشانی
 می نمود جادہ سخن را از رنہائی محاتم طے نمودہ و مشق این فن کہ دیر است و بجز پے
 نبرہ ہشتاد سال زندگانی چنان کہ دانی بنشاط جادو دانی بسر بردہ و آخر ازین جہاں
 فانی آنجہائی شد طرفہ این کہ پیش از مہات بقید حیات چہل (۴۰) سالہ تاریخ دنیا
 را گفت کہ بسیار شہر راست۔ این ابیات از دست۔ شعر۔

مٹ از غائب امیر آنکہ می گفت دریں سال رفت بعدم آبادی کتم چوں سبب پرسیدہ آنگفت
 سہاست کہ بخوانست مصرع تاریخ فوت، خود ہر زیاد آمدہ کہ دریں سال از آنجہائی شدن من خبری دہد گلشن بخار

کس مست کی نگہ کی یہ بد شرابیاں ہیں
 اے پڑے ہیں کے اغڑ ٹوٹی کلاہیاں ہیں

یوں کہ داس بت کو آیا ہوں یہ جی میں مٹان کر
 چین دے ٹھیکو کہیں اپنے خفا کو مان کر

کھوئی غفلت میں جوانی دیکھ پیروی میں توحیت
 جس صادق ہو گئی چلنے کا کچھ سامان کر
 دل بغل سے نئے گئی رنگیں درہ درہ پیرہ نیاہ
 ورنہ دل دیتا ہے کیوں اپنا کسی کو جان کر

تا حشر رہے یہ داغ دل کا یار ب نہ بچھے چراغ دل کا
 معلوم نہیں کسی کو زندگی دے کون ہمیں سرخ دل کا

رقیبوں سے اس کو ہم دیکھتے ہیں یہ ظلم اپنی آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں

نہ تو میکہ ہی کی چاہ ہے نہ تو کعبہ ہی پر نگاہ ہے
 یہ جو شخص نامہ سیاہ ہے اسے اپنے دل ہی سے راہ ہے
 نہ تو کچھ کلچے میں دروہے نہ کچھ اپنا رنگ ہی زرد ہے
 مگر آہ لب نہ یہ سرد ہے تو یہ ایک ڈھب کی گراہ ہے

سانچے میں بھسی ہے یہ تری نوری گردن
گردن کو تری پہنچے ہے کب حور کی گردن

ہم جوں چکو خوش نہی سدا ایک یار پر
نبیس کی طرح جی نہیں دیتے ہزار پر

ہوا نکلے ہے حیراج زخیم سینے سے
بس اب تو ہاتھ اسٹھا ظالم اس کے سینے سے

زبدہ۔ مہربان خاں
زبدہ نخلص۔ مہربان خاں نام۔ از تو سل گزریان احمد خاں بنگاش است۔
دو چپے چٹش بدامن دولت نواب انور سیاب خاں رسیدہ بامید فالاح مزار فیح السودا
مداح است۔ راہے ہو سیتی داشت۔ اور است۔ شعر۔
حسن کا تجھ سا حبیب ہو دے گا اس کا عالم رقیب ہو دے گا (گرب)

دل کا گھبرا کر اکبروں یا کہ نفس کی تنگی
دیکھتے کیا کرے صبا و نفس کی تنگی

مٹ رنجش نے بھی سوز کی طرح اضافت اس تعالٰیٰ کی ہے۔ سوزا کہتے ہیں۔
پایا ایک بات میں اپنے میں ایوں تھے
میں کو جس طرح سخن عاشقانے میں
کیونکہ چاک چاک گریبان ملا کڑوں
دیکھا ہوں نیری رلف کو میں دستار میں
یہ طریقہ اب منزوک ہے۔

رنجِ مہمِ محمد نسیر

رنجِ تخلصِ میر محمد نسیرِ نیرِ وسجاردہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ است۔
 بسفاتِ پسندیدہ و اخلاقِ حمیدہ در دیدہ اہل نظر است۔ پیشتر بیشتر فکرِ سخن می
 نمود و حالاتِ ابدِ شکار او در حجابِ تخمیرِ خوشِ جلوہ فرماست۔ شاید قریب است کہ
 بہ ان گزراں را گزاشت و حیاتِ مستعار را بیچ از گزاشت۔ شعر :-
 خطِ یکجہ کرا دھر تو مرا دم آت گیا قاصدِ دھری دیدہ پر نم آت گیا گب

کوسٹ کی زکال جانبِ دشمن نہ بام پر
 کو کھٹے چپڑھے جربا ت کھٹے خاصِ دعام پر گب

دل یہ جس کے لئے پہلو میں طپاں رہتا ہے
 یوں سے ا ہے کہ اُسے سبھی خفقان رہتا ہے ”

رہنشن۔ روشن شاہ

روشن تخلصِ روشن شاہ نام۔ از بریلی بمیر سٹھ نفل کرزہ و بفضل باری از
 بارگوانِ دنیا داری سبکدوش شدہ و پابادامن در پیشی کشیدہ جادہ مخبرید بقدم
 تغرید طے نمودہ فارغِ بال بحیثیتِ کمال باغید وصال آں یگانہ در حسن و جمال بسر بردہ
 از دست۔ شعر :-

عنبر سے ہو دیں یار کی باتیں ہیں یہ پروردگار کی باتیں گب

آپ کرتے ہیں بار بار نہیں ہم کو ہاں کا سبھی اعتبار نہیں ”

کونسی جا ہے کہ جس جاذبہ گزر اس کا ہے
مئل خورشید جہاں دیکھئے گسہ اس کا ہے

کتاب

دل کی ٹپش سے گرمی خورشید سے رہے
سینیہ اگر ہی ہے تو دوزخ بھی گر رہے

تیرے کوچے کے ہشتیاق میں یار
گھر سے دیر پاں ہوئے وطن سے گئے

رمن - نجیب اللہ خاں

رمن تخلص آل کبہ تار میدان نصاحت و شہ سوار عرصہ بلاغت، بے نظیر
زمان و نصیح دوران، زکی بے نظیر مقبول دل، زیادہ پیر۔ اخلاق محبم و ہر چشم ماکرم۔
جوان طبیعت و پیر پیر بیت ہر در توائے نجیب اللہ خاں است کہ عکس تخلص دہی
آتم بری آباد چہ اصل کہ روح است و واحد است اگرچہ نصیر مختلفہ باشیم شاہد بری
اتفاق غلات طبع است دریک۔ آن زمان فقط آن عزیز کتب این فن از طغائے
صاحب والا نشان قبلہ عالم و غالبان حضرت مستحق خاں صاحب دام فیضانہ کردہ است۔
از عرصہ بہت و سہ سال ہم پائے حضرت شان در اعظم گدھ خوش گزران است۔
قریب سہ سال است کہ با آن عزیز ظاہر بر بخوردہ ام و باطن اگرچہ محکم نہ رہے۔

و البسم ابی حبان و جہاں در کوئے دوست

خلق را و ہمہ کہ جہاں در تالاب است

اتصال روحی داریم اکثر طبعش بسخن شبی در مہدی مائل دگا ہے در فارسی

نیز تال مطلع مہدی از دوست - شعرا۔

دل میں ہے اب قرب میں آنیہ سال پیہا کر دل
وہ مجھے دیکھا کرے اور میں اسے دیکھ کر دے

رخ زرد ہے دم سرد ہے چشم اشد سے تڑپے
واللہ یہ سب تمبیری محبت کا اثر ہے
دل میرا تڑکھ رہا سوا ب غم نے لیا چین
اے بے خراب سچ کو بھی کچھ گھر کی خبر ہے

جب کہ درد عشق سے رخ زرد سارا ہو گیا
راز پنہاں دل کا میرے آئینہ ہوا ہو گیا
زلف کے سینے میں قیدی مرغ دل کیوں کر نہ ہو
داغ خال سیہ کا جب سہارا ہو گیا
قطرہ عرق جبیں اس راہ رو کا دیر کر
ابر کے پردے میں پنہاں ہر ستارا ہو گیا
لحنت دل جب آکے مٹھرا نوک مڑگاں پر مری
دار پر منصور پیرا سمیرا دو بار ہو گیا
دیکھتا اس دن گاہ قہر سے عشاق کو
قتل کرنے کا رفق سامان سارا ہو گیا

در حاضر جوابی ثانی خود ندارد رز زے در مشاعرہ اعظم گو صد شخصے مشرط در
منہری گفتہ غ : کیا نیارنگ ہے کیا دھنگ ہے کیا دپال تھی " بڑا ہنرنا البدیہ
مٹ غرقہ بدوزن فرق استعمال کیا گیا ہے جو سمیع نہیں ہے۔

جواب داد کہ شعر :-

جب سے پہنی ہے مرے یار نے خال خال نمے
کیا کیا رنگ ہے کیا دھنگ ہے کیا پال نی
سلام اللہ تعالیٰ وادعنا الیہ بالعافیۃ والنخبۃ

خیابانے زائے معجزہ

زار - برہان الدین خال

زار تخلص برہان الدین خال نام۔ از بندان حضرت، سلطانی در خط شکستہ سر
استادی بر خوش نویسیان بر آرزو از دستہ - شعر :-

کیوں کہ اس بنت کو یہ حال دل ناکام کھوں
کب وہ دیکھئے - بے خدا کا بھی اگر نام کھوں

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے
پہ کبھی ہم نہ داسیاب - ہوئے

زار - بیر منظر علی

زار تخلص بیر منظر علی معروف در سرکار نواب احمد علی خاں شول جنگ باعتبار تمام
روزگاری گزرا نیلے اس از کلام از دستہ - شعر :-

اگر کچھ بس بھی ہو اپنا تو کا ہے کو یہ خواری ہو
نہ چاہیں اس کو اے نامح جو الفت اختیاری ہو

اب رہائی نے کیا اور پریشاں مھکو
خوب تھا اس سے دہی گشتہ زان مھکو

زار۔ میر جویں

زار تخلص، میر جویں گوہر شمس از کشمیر و بزرگانش از آنجا نکلے جی نمود سکونت
پذیریشندند و از شورشن منوحش بود آخر جنبشش راہ زردہ چیدے افات یافت بعد باز
بہ بلائے آفت شوریدگی مبتلا بود بہاں حالت درگزشت از دست شمرے۔

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اسٹھانا ہم کو

یا الہی شب فرقت نہ دکھانا ہم کو گب

لے جاؤ گے تم اس کی گلی سے جہاں مجھے

آرام جو یہاں ہے نہ ہو گا وہاں مجھے

زکی۔ شیخ مہدی علی

زکی تخلص، شیخ مہدی علی زکی از شیخ زادگان مراد آباد است۔ مدت ہا
پہ لکھنؤ ماندہ و علوم از علمائے آنجا خواندہ و بارگی عزم با سمت دہلی راندہ و چپندے
باہر مندان آل جاگز راندہ۔ تاریخ خوش گفتے و مضمون موزوں در قصائد و غزل بستے
مدحت طراز دالہی حیدر آباد نیز گردیدہ و صنائع و بدائع در ان بکار بردہ خوش گو دل
کش خواست۔ ہر آنچہ گفتہ شستہ و رنستہ چون دُفستہ صاحب دیوان است۔ از
نتایج فکر ان است بالفعل بچار کھنواوقات می گزراند و بتوقع قردادانی میسند
از دست۔ شمرے۔

جلوہ دست نگاریں جو بآنکھوں میں

شمع فانوس ہوا رنگِ خاآنکھوں میں

کیا سبب ہے جو یہ کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی
یہ دبی دل ہے جو رہتا سفاک آنکھوں میں

لڑتی ہے برقی آہ سے گردوں کو ٹال کر
خورشید حشر گیند جو پھینکے اوچھال کر

حسرت اے تازہ اسیران نفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کے برس آتی ہے

گا ہے غم نہ راق گئے آرزوئے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے

ہوئے ساقی سے خجل واہ ری کم ظرفی دل
بوسہ لب کی طلب پیپے ہی پیما بنے پر
دھوم دیوانے اڑاتے ہیں پری زادوں کی
شع محفل کو لگا دیتے ہیں پردانے پر

زکی جعفر علی خاں

زکی تخلص جعفر علی خاں نام۔ درایام شہسریاری شاہ عالم بادشاہ امیر
بودہ در سخن بے نظیرے از دست نہ فرد۔

عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پر دانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ جہر میں جلتی رہے

حیابانے سینے مہملہ

سامی مرزا محمد جان بیگ

سامی تخلص، مرزا محمد جان بیگ نام۔ پڑدانش از چچاک است۔ والدش در کشمیر
جنت نظیر مقیم بوده۔ ذاتاً او بدلی رو نموده غاشیہ کش ارادت حضرت خواجہ میر درد
عالیہ الرحمۃ شدہ بسنخوری برہمہ فائق و فبائے شاعری بر قنات اولائق گوہر
آب دار اشعار از دریائے ذخائر انکار برمی آرد و لعل آبدار مضامین از گنجینہ سینہ
دارد قصیدہ آبدار در مدح خرم خاں صوبہ دار کشمیر با نواع صنائع و بدائع دل پذیر گفستہ
اسی دو بیت از فکرت او نوشتہ۔ شعر:-

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے درد دیوار تمہارے گب
مرغانِ قفس دن کو کھپڑ کتے ہیں ولیکن
دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے

سامان۔ میر محمد ناصر

سامان تخلص، میر محمد ناصر جو ن پور لیت۔ در عہد سلطنت محمد شاہ بہ
شاہ جہاں آباد ہم گزر کر کردہ بود بیتے از وثبت نمود۔ فرد:-
رتیب اس طرح جلتے ہیں ہیں کچھ مگر رشتے میں ہیں اس شمع کے
(محمد ب)

مذ قصیدہ در مدح خرم خان صوبہ دار کشمیر باس صنت کہ از ہر مصرع دو تار نیخی بر آید از پیش
ملک شاہ عالم پادشاہ سامور بہ نظم شاہ نامہ مشتمل بر وقائع ایام خلانت گشتہ و با تمام رسیدہ بود کہ
سال عرش با تمام رسید۔ گلشن بے خار

سبقت مرزا مغل

سبقت تخلص مرزا مغل فرزند مرزا علی اکبر اخوند شاگرد ارجند جرات است۔
ایرانی است احمد اچان آبادی است مولدا۔ طبعش سلیم و در فکر سخن مستقیم از دست
شعر۔

ناجکبایہ اضطراب دل نہ ہواستم ہوا
حسان لبوں پر آگئی تو سبھی متلق نہ کم ہوا گب

میں ہی کچھ تنہا نہ اس کو دیکھ مفتوں ہو گیا
ہر کوئی اس عنیرت لیلیٰ کا مجنوں ہو گیا

قصہ مجھ سے بے گنہ کے قتل کا جب دل میں ہو
کیوں نہ پھیر خنجر تیرا تل بنے اور لوٹ مٹا

سبقت سناؤں کیوں کہ خبر دل کو یاس کی
احوال حسانت اہوں میں امیدوار کا

سجاد۔ میر سجاد

سجاد تخلص میر سجاد اکبر آبادیت۔ نہ گام اقامت دہلی طرح شاعر
می افکند۔ از شاگردی آبرو آبرو یافتہ دارچند۔ ابیات۔

۱۔ کذا۔ کیوں نہ پھیر خنجر تیرا تل بنے اور لوٹ جائے۔ گلشن بے غار

ششابی سے دے لے کر جاتا ہے ابر جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب گب

جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں سب مزے درکنار ہوتے ہیں

لب شیریں پہ اس کے مزا ہوں زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں

سخن حکیم مرزا محمد حسین

سخن تخلص، حکیم مرزا محمد حسین کشمیری الاصل بزرگانش بشاہ جہاں آباد نقل
کرد۔ بطن طب کما ہی آگاہی داشت۔ ایں بیت از وی نگاردر۔ شعر۔

جو ہیں جان نکلی وہی آن نکلا بھلا مرنے مرنے تو ارمانے نکلا گب

سخنور۔ دیوالی سنگھ

سخنور تخلص، دیوالی سنگھ نام، سرد فرزند مشیان دفا تر شاہی است۔ و نظر
کردہ لطف ظل الہی از کا بیستھان است۔ سخن خوش می گفت۔ بیٹے از یادگار است۔

شعر۔

گڑیاں رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آئے ہے اب کھیر نظر مجھے

سرسبز۔ زین العابدین خاں

سرسبز تخلص، مرزا زین العابدین خاں فرزند رشید نواب سالار جنگ۔ از کتب
دنی آگاہ و عہد یقینی راہ داشتے بزرگانش زمان دولت فرخ سیر بہ ہند آمدہ نامور

شدند۔ صاحب دیوان است۔ صاحب تذکرہ گلشن بے خاری نگار کہ مصحفی سارے
چند از حاشیہ نشینان بیاض فیض مناطا و لہودہ و زلہ از خوان نعمتے ر لہودہ از دوست۔ فرد۔
ہاری آہ پر ہنستا ہے کیا تو دکھا دیں گے تجھے اس کا اثر ہم گرب

میں رونا ہوں مگر سبزی آتی ہے جب یاد وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی ۔

سراج۔ سراج الدین علی

سراج تخلص، سراج الدین علی سراج بزم دانائی و شمع شبتان مبینائی روزے
حسن انشیں روئے پردانہ وارے گرد سر شعلہ عذارے چرخ میزد ورہ بہ بزم ادنیائے
آخر بارشاد مرشدے چوں نوبت با اتصال رسید شمع پردانہ شد و پردانہ شمع گشتہ
اعنی ہر دو عاشق و محبوب جاودانی گشتند ازیں جہاں با بختانی رخت بستند۔ منزل
از مشہور است کہ مطلعش اس است۔ مطلع :-

مصحفی چار سال در زمرہ شراح نجد منش مشرف حضور داشتہ۔ گلشن بے خار۔ فقیر پیش ازیں
مدت چار سال بیضہ شاعری ملازم و رفیق ایشان ماندہ مصحفی تذکرہ ہندی
مدت خوشی کی نہ شفیقہ کے بیان کردہ واقعہ کو بہت مختصر طور پر لکھا ہے شفیقہ کا بیان ہے کہ سراج پردانہ شمع
روئے اطالعہ ہندو گشت چوں مخالف مذہب در میان بود مدتی آن شر بخمن اُنتا ہ ہمدہ می سوخت
آخر تا بے عشق بخیر بچی پسند دئی سوز دل مرشد پدر آن ماہوش انداخت کہ برائے بصلت آن ہر دو خواستہ
آتش فراقی پدرش را ہدایت ساخت وے نظر بغیر اعتقاد اعراض نزوات کرد و در دم شمع را بہ پردانہ داد
یعنی دخترش را بسراج دیوانہ چوں کام پردانہ از وصل جانان غیر از جال دادن نیست سراج پردانہ
دار گرد آن سپر راغ محفل حسن گردیدہ جال بجان آفریں سپردا و نیز شمع کو دار بجگتے بر سر نقش سوختہ
خویش گویستہ مرد :-

جرہ تجر عشق سن نہ تو جن رہا نہ پر سے رہی
 نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی
 بھی سمت غیب سے اک ہوا کہ چین سرور کا جل گیا
 مگر ایک شاخ ہمال غم جے دل کہیں سوہری رہی

سرور اعظم الدولہ

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد نال خلف نواب ابوالقاسم خاں
 از تلامذہ محمد جان بیگ سامی است۔ کہ از امرائے معظم ارکان سلطنت بودہ است۔
 شاعر قدیم و طبع حلیم و اوصاف جزیل و اخلاق جمیل داشت۔ بجاہ شوال سن یک ہزار
 و دویسد و پنجاہ ہجری ازین دارنشا بعالم بقا شتافت و صاحب دیوان است۔
 ایں ابیات از نتائج طبع آن است۔ ابیات :-

اس کو شاید کہ ہے پیاں شکنی اب منظور
 اور کے چاہنے کا مجھ پہ جو بہتاں باندھا

۱۔ کذا۔ چلی دشت عشق میں وہ ہوا کہ چین سرور کا جل گیا۔

۲۔ یہ غزل سراج اوزنگ آبادی (متوفی ۹۳۳ھ) کی ہے اور اس کے دو شعر لہجی نرائن شفیق نے
 ہمستان شعرا میں سراج اوزنگ آبادی کے ترجمے میں نقل کئے ہیں۔ ان اشعار کو سراج الدین علی سراج
 سے منسوب کرنے میں خویشگی اور شفیقتہ دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

۳۔ خویشگی نے تذکرہ سرور کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں
 آتی۔ شفیقتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ "تذکرہ مسبو طے مشتعل بر اشعار رجستہ گوین مانفدم
 و مانا خسر نوشتہ بہ نظر رسیدہ"۔

میں رہوں محروم دے بوسہ چشم یار پر
دیکھ کر یہ رشک آیا روز نے دیوار پر گ

دیہ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور
یار کے ہاتھ کا کھایا ہے مبادا مٹ جائے

غیر لایا اسے یاں بہر متا شاد م نزع
دوستوں سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سید قاضی سعید الدین خاں

سید تخلص، قاضی سعید الدین خاں پور نامی قاضی القضاۃ نجم الدین علی خاں
بہادر است۔ ازار باب کا کوری عبیش و نشاط تام و وضع و قار تمام بساط انبساطش
بیض بود۔ گویند چشم از حلیہ نور عاری است و از پی رودر گوشہ خانہ متوازی از دست
فرد۔

بے زبانی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مرے
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کے بو گ

جو سونگھے اس گل زیباکے پیر مہن کی بو
خوش آوے کب اسے نرین و نترن کی بو
خط آگیا ترے چہرے پہ اے گل خنداں
گئی مزاج سے اب تک نہ با لے پن کی بو

سکندر - خلیفہ محمد علی

سکندر تخلص، خلیفہ محمد علی برٹنیہ گوئی مشہور از معمرہ پنجاب است۔ مزاج ہزار حش
موفور و نسبت نلکد بہ محرم شا کر ناجی دارد۔ بکشر بدمام میل تمام داشتے از وطن بریلی
شتانفہ و از آل جارخ بہ حیدر آباد تانفت۔ در راں جا از باط دنیا چہرہ حیات
چید۔ این از دثبت گردید۔ شعر۔

قیس صحرا میں رہا کوہ میں فر باد رہا
یہ بگوئے کی طرح عشق میں بر باد رہا گب

دیکھا جو کسی نے حساب میں دریا
وہ دیکھے مری چشم پر تب میں دریا

سلطان - نواب نصر اللہ خاں

سلطان تخلص، نواب مرحوم دالاجاہ عالی مقام غفران پناہ نواب نصر اللہ خاں
بہادر از اقربائے نواب فیض اللہ خاں مغفور والی رام پور بودہ۔ اشعارش منظور نظر اہل
شعور است۔ از خیالات اورست۔ شعر۔

اس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر
دیکھا تو تہیں اس کے یہ پاسنگ برابر گب

سیلیاں - سیلیاں شکوہ

سیلیاں تخلص، مرزا سیلیاں شکوہ بہادر خلف رشید شاہ عالم بادشاہ جنت آرام گاہ
است۔ دست ہارونق افزائے نکھو بودہ اکثر شعرا از خوان نعمت ادبہرہ می ربودہ۔
بوجہ بات چہ دل از نکھو بہر کند و رخت با کبر آباد افگند۔ در آل جانفہ حیات
را ازیں مرے سپنج چوں گنج بگور سپردہ این اشعار را از فکر او آورده۔ شعر۔

جنازہ تیسرے دیوانے کا اس توقیر سے اٹھا
کہ سوز نالہ ہر اک خانہ زنجیر سے اٹھا گب

گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا
دیکھو جھبڑتے ہیں کیا منہ سے مرے پار کے پھول

رستم گر ایک شہر اس کو اپنا درود غم کیجے
تو پھپھریہ چاہیے سارے نیتال کو قلم کیجے

سلام۔ نجم الدین علی

سلام تخلص نجم الدین علی خاں بن شرف الدین علی خاں نام۔ نزادش اکبر آباد
ارت۔ در سخن فکر سا داشت۔ اور است۔ شعرا۔

حدیث زلف چشم پار سے پوچھ درازی رات کی میرا سے پوچھ گب

سودا۔ مرزا محمد رفیع

سودا تخلص سرخیل سخن دران نامی سرد فتر شعرائے گرامی شاہ بازادج برتری
سخن شاہین بلند پرواز سپہاں فن۔ بلبیل نزانہ سخن چنستان نازک خیالی خوش
میان۔ عندلیب چین رنگین مقالی بانی مہمانی سخن دانی طراح مضامین و معانی میر

۱۔ گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگے۔ گلشن بے خار

۲۔ بن شرف الدین علی خاں پیام۔ گلشن بیجار۔ لفظ نام غالباً مہمو کتابت ہے۔

نوش بیانی علم یکتائی در وادی دانائی افراخته و مشہور فکرت در شش جہت اس فن
 پرداختہ طبعش چوں ناز دہراں علالت انگیز کلاش چوں چاشنی نوشیں لبائے
 فنکر رنیرہ طرزش مضمون موزوں نقاش اول است و بطراوش اشعار لطافت
 مشحون ہے دل جنس اشعار او در چار سوئے سخن گراں مایہ و بالعل آب دارد ر آب
 وز گہم پایہ اغنی مرزا محمد رفیع کہ تو قیام ملک الشعرائے بنام نامی او مزین و سواد بیاض
 طبع وسیع او بر صغیر و کبیر و بزنا و پیر روشن - در اہامی بے نظیر و بقصائد ہمسرہ ہر
 اصلش از کابل و مولدش شاہ جہان آباد است - و آل کہ صاحب گلشن بے خار داغ طعن
 چوں لالہ بر آن گلشن ہمیشہ بہار نہادہ کہ مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نہ داشت
 نہ لائق فکر او نہ سزاوار آل یکتائے زمان است - آری مرزا در مثنوی مرتبہ داشت کہ از آل
 زمان تا اس زمان بل تا بہ قیامت مثلش در انشائے مثنوی عدیم الوجود است - و خواہد بود اگرچہ
 توجہ اش بآں کم باشد - فاما عدم توجہ دال بر فکر معقول نہ بودن نیست شتی ثانی را
 نہیں کہ ذل از عقل ربودن است - و خلافت خلافش در ایامی کہ سلطنت دہلی بر ہم خورد و
 کار زمانہ و زبانیان در ہم چرخ و آژگون بر سکناے آل جاستم ہائے پیہم رنجتہ و طرح تنبہ
 ہائے تازہ و دماوم انگیزتہ دل از وطن مالف برداشتہ عنان بارگی عزم معطوف بہ کھنوساختہ
 قصائد در مدح عمائد آل جابنظم آوردہ خامہ تحریر و صف عالی اشش مقطوع اللسان و
 بیگانہ صغیف البیان مختی ازال بر صفحہ اعلان دریں خبر و زمان با سخن سنجان گزارش و
 نگارش یافت - اس اشعار و در بار از دریائے ذخائر افکار آل برگزیدہ روزگار نگاشت - شعز -

مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نہ داشت - گلشن بے خار شقیقہ کی اس رائے سے
 اختلاف تو کیا جاسکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ سودا مثنوی میں عدیم الوجود میں محض بدلتہ ہے جسے کسی طرح
 بھی درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا -

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
 کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
 سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں غم لیب
 مت آشیاں چین میں مرے متصل بنا
 اپنا ہنر دکھا دیں گے ہم تجھ کو شیشہ نگر
 ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
 لب زندگی میں کب بلیں اس لب سے اے کلال
 ساعہ ہمارے خاک کا تہہ کر کے گل بنا

نے بلیں چین نہ گل نو دبیدہ ہوں میں موسم بہار میں شاخ بریادہ ہوں
 گریاں لبشکل شیشہ و خزاں بطر جام اس میکے کے بیج عبدت آفریدہ ہوں

مرحباں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
 ٹپکے ہے خوں پڑا مری ہر شاخسار سے

سونے میں ترے گھر کی طرف رونہ کروں میں
 تادد سے ترے ملنے کو کیونہ کروں میں
 اٹھتے ہوئے لٹ دیکھوں دھوئیں کی سبر شمع
 کاکل پنظر تیری سرمونہ کروں میں
 نظارے کروں نرگس شہلا کے شب و روز
 پردید تر ی نرگس جادو نہ کروں میں

تجھ وحشی نگہ سے جو میں اب آنکھ لڑاؤں
 دل بستگی اپنے کو بہ آہو نہ کروں میں
 مہینہ ان خسرو میں جو کروں حسنِ تباں وزن
 تجھ حسن کو پاسنگ ترازو نہ کروں میں

ڈرتے ڈرتے ترے کوچے میں جو آ جاتا ہوں
 صیدِ غالف کی طرح ردِ بقضا جاتا ہوں
 طائرِ رنگِ حنا کی منطاب اے صیاد
 ہوں تو میں ہاتھ میں تیرے پاؤں جاتا ہوں
 صفحہ ہستی پر اک حرف غلط ہوں سودا
 دیکھئے بیٹھے جو محب کو تو اسٹھ جاتا ہوں

بادل مرے آنسو کی گھٹا دیکھ کے گھٹ جائے
 سمجھے مرا نصیرہ تو حُبِ رغبت کا سچٹ جائے
 اس ساعدِ سیمیں پہ ہے یوں جوڑی مقیش
 جوں ناگنی بن کھاکے چنبیلی سے لپٹ جائے

نہ کھینچ اے شانہ زلفوں کو یہاں سودا کا دل اڑکا
 اسیرِ ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا

تد کو تیرے جس جگہ مشق خیرام ناز ہے
 اس جگہ شوق قیامت فرش پا انداز ہے
 شاعران ہند میں تو گر چہ پیغمبر نہیں
 پر سخن کہنے میں اے سودا تجھے اعجاز ہے

تو کیوں جیتی رہی سبیل چین میں دیکھ کر شبنم
 کہ وہ دامانِ پاکِ گل جسے کرتی ہے تر شبنم
 سمجھا گل تو تو نہنتا ہے ہماری بے ثباتی پر
 بتا رزقی ہے کس کی ہستی موحوم پر شبنم
 نہ دیکھا اس سوا کچھ ہم نے اے صبح چین تیرا
 ادھر گل لے گئے گل چین گئی رزقی ادھر شبنم

ہمیشہ ہے مری چشمِ پیرِ آب درتہ آب
 سوائے اس کے نہ دیکھا حجاب درتہ آب
 تو اپنا روئے عسقی ناکِ اَلینہ میں دیکھ
 کہ گل سمیت ہے پیارے گلاب درتہ آب
 گرہ جو تو لبِ دریا پر زلف سے کھوئے
 رواں ہو موز ز شرم و حجاب درتہ آب
 جو دیکھے مرغِ ہوا کو وہ دام میں تیرے
 تو مو دے رشک سے ماہی کباب درتہ آب

اگر نہ چرخِ دلی ہو تو کمر لقیں سودا
گم ہو بر کفن دریا حباب در تہ آب

سمجھ کے رکھو قدم دشتِ خار میں محبوں
کہ اس سودا میں سودا برس نہ پا بھی ہے

اشکِ آتش و خلِ آتش دہرِ محنتِ دلِ آتش
آتش پر برستی ہے پڑی متعلّ آتش
دلِ عشق کے شعلے سے جو سہجڑ کا تو رہا کیا
مے جان نکل جا کہ نگہ متعلّ آتش

گب

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سوزا سوز ہو گیا

گب

کس کے ہیں زیرِ زمین دیدہ نمناک — مہنوز
سوت پانی کے جو حباری ہیں تہ خاک — مہنوز

سودا زدوں کو لاؤ نہ ہر گز سخن کے بیچ
جو غنچہ سوز بان ہے اس کے دہن کے بیچ
سودا میں اپنے پار سے چاہا کہ کچھ کہوں
ایسی کہ اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

صورت میں تری کیا کہوں تجھسا کوئی کب ہے
 ایک دھج ہے سو آفت ہے قیامت ہے غضب ہے
 یوسف جو نکھوں تجھ کو زلیخا کو نکھوں کیسیا
 عاشق ہوئے وہ وال کہ جہاں جائے اوبہ ہے

خود ہنستے ہو اور ہوتے ہو بس خود ہی خفا تم
 آفت ہو، قیامت ہو، غضب ہو بخدا تم

بجلی کی طرح سنے کبھی یاں ہو کبھی داسے تم !
 اس چھوٹے سے فتر پر تو بڑے شوخ ہو میاں تم

یاں سہپراس شرم سے عیسیٰ نے گزارا نہ کیا
 چشم خروباں کے جو ہیمیار۔ تھے چار نہ کیا
 مجھ گلانے سبھی کسی شاہ سے ڈالانہ سوال
 گو مجھے بخت نے اسکندر و دارا نہ کیا

آتش عشق پہ خوں ہے دل بے تاب مرا
 ماتم النار ہو س نے یہ پارا نہ کیا
 سپرنج بانٹے مقام متاع دو جہاں اے سودا
 بے نوائی نے مری اس کو اشارا نہ کیا

سوز۔ محمد میر

سوز نخلص، محمد میر نام۔ سوز عشق در سر داشت۔ حسن شعلہ رویاں نظر

زمانہ فکرشش شعل افروز بزم سخن و دم آتشیں او چسراغ برانجن نکتہ سنج ترانہ ساد
 رمز شناس عشق باز و کام را بجلالت چاشنی کلام و زبان را بچرب و نرمی تمام در شکر
 شیریں سختی می چسپید۔ بخوش زبانی و روشن بیانی شہر و شہر و در سخن فصیح و مضامین
 بلج یکتائے دہر زوی بازوئے کہ وہ مرد تو ناماں کمان اور ازہ نکر دندے عالمیان اورا باستاکا
 می گردیدندے نیچہ بخط شفیعاً و نستعلیق می کشید معاصر سودا و میر بود۔ از دست شعر۔

نہیں اپنے اشکوں سے ترکی ملی نکھیں تری نذر کو مگر گہر کی ہیں آنکھیں
 لمے گا و لیکن رقیب اس کے ہمزہ کہ کیبارگی دونوں پھر کی ہیں آنکھیں

خفا میں دیکھ لیاں بے فزائیاں دیکھیں کھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں
 تری گلی سے سدا کے کشندہ عالم ہزاروں آتی ہوئی چار پائیاں دیکھیں
 شہاں کہ کھل جواہر تھا جن کا خاک قدم
 انہوں کی آنکھوں میں پھرتی سلاٹیاں دیکھیں

بندہ خانہ میں کرم منرا بیئے آئیے حضرت سلامت آئیئے
 کیا تلاش دل کو نکلے ہو کہیں دل بھی حاضر ہے یہ لیتے جا بیئے
 ایک بوسہ پر ہی خط کش دیجئے دیجئے اور شوق سے لے جا بیئے
 بیچ کے ہونٹوں کے کھالوں کے نہیں عارضی بوسہ پر منت سہلا بیئے
 گالیاں دینے کی نیت ہے اگر ماں بہن کی سوز کو دے جا بیئے

دعا دیتا ہوں تو کھڑے کو ٹیڑھا کر چڑھتا ہے
 جو بوسہ مانگتا ہوں ہونٹ دانتوں میں دباتا ہے

ادھر دیکھو تو کس ناز و اداسے یا ر آتا ہے
 مسیحا کی موتی اُمت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
 کہا جا کر کسی نے سوز بھی اب شعر کہتا ہے
 لگا کہنے کہ ہاں وہ بت بنا باتیں بنا تا ہے

نفسا را وہ تاتل ادھر آن نکلا کہ لینے کو اس کی مراجان نکلا
 کھڑا لاش پر پہرے بولا کہ ہے یہ کشتہ تو کچھ جان بچان نکلا
 کھڑے رہنے والو گر سوز ہے یہ مہلا اس کے دل ہا تو ران نکلا

میری جان جاتی ہے یار و بچا لو کلیجہ میں کانٹا گڑا ہے نکلا
 خدا کے لئے میرے اے ہم نشینوں یہ باز کا جراتا ہے اس کو بلا لو
 اگر وہ خفا ہو کے کچھ گالیاں دے تو دم کھار ہو کچھ نہ برونہ چا لو
 نہ آدے اگر وہ تمہارے کہے سے تو منت کرو گھیرے گھیرے بلا لو
 کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے اسے جان کتہ رن سے چل کر بچا لو
 جلوں کی بڑی آہ جوتی ہے پیارے تم اس سوز کی انہی حق میں دعا لو

ہوں کس سے حمایت آشنائی شو صاحب یہ باتیں ہیں حرا کی
 دعا دی تو لگا کہنے کہ دور ہو سنی میں نے دعا تیری دعا کی
 کہا میں نے کہ کچھ خاطر میں ہوگا (رقص) تمہارے ساتھ جو میں نے دفا کی
 لگا کہنے کہ بس بس چونچ کر بند دفا لایا ہے دت تیری دفا کی
 عدم سے زندگی لائی تھی بہلا (رقص) کہ دنیا جاتے ہے اچھی نفا کی

نقش کرمبری سرراہ میں رہنے دینا
 گر کرے میں وہ کچھ رکھ کی گناہے گا ہے
 سنتی ہے باد صبا خاک کو ہے میری عکارت
 ابھی روندے گا وہ باخیل سپا ہے گا ہے
 ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے (ن)
 اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گا ہے گا ہے
 دیکھ کر منہ کو ٹھہری ایک میں بھر کر دم مرد
 یوں اشارت میں بتایا سرراہے گا ہے

سوزان - مرزا احمد علی خاں

سوزان تخلص مرزا احمد علی خاں شوکت جنگ بن مرزا علی خاں از مرزا یانے
 نکتہ است۔ قباے سخن بزم قات خوزیبا داشت و کلام عاشقانہ بعد سوز و گداز
 می نگاشت۔ بنیہ از یادگار است۔ فردا۔

نرقت میں اس کے سوزاں ناخق نوجوان دے ہے
 اس بے وفا کو صنم ہے مرنے سے کیا کسو کے کرب

سہراب - سہراب بیگ

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلی نژاد است۔ احکام رمل خوب گفتے و اشعار
 ۱۔ گر کرے رکھ کے وہ کچھ قتل گناہے گا ہے اردوے علی۔ میر سوزنبر۔ مرتبہ خواجہ حنفی مطبوعہ دہلی ۱۳۴۲

۲۔ منت باد صبا خاک کو ہے میری غار۔ " " " " "

۳۔ در فن رمل بہارت تمام دارد۔ گلشن بے خار

با اسلوب چوں در سقے مشورہ بانصیر دارد۔ این ابیات از دمی نگارد۔ ابیات
 تا عسر میر ہی تری چھوڑیں گے ہم نہیں،
 ہی سایہ دار ساتھ ترے گو بہم نہیں، گب

ہم آئے تہنگ زبیت سے پر اے خانہ خراب تو نہ آیا گب

سیادت۔ میر مجاہد الدین

سیادت تخلص، میر مجاہد الدین از ملا مذہ میر نظام الدین ممنون است شعر موزوں گفتے
 از کلام اوست۔ شعر:-

ممثل نسیم صبح کھپرا میں تو بر کہیں
 پروہ گل شگفتہ نہ آیا نطر کہیں گب

سید۔ میر غالب علی خاں

سید تخلص، میر غالب علی خاں نام، بید الشوار ملقب سر آمد منشاں دفتر شاہی
 بود ریاد الہی می نمود چندیت کہ دل ازین جہان فانی برداشت۔ و علم قدم برافراشت
 اور است۔ فرد:-

نے عزاۃ گل گوں ہے نہ ہے رنگ حنا تو
 اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا گب

نے خون ہوا نکھوں سے بہا ملک نہ ہوا داغ
 اپنا تو یہ دل مسیر کو کام نہ آیا میر

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے مہیرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھ کو ہے آزار رونے کا گپ

زلف و کا کل و خط و خال ابرو و چشم و گیسو
اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

نہ ہیں گردوں نہ سنگاں سیاہم دے رہتے ہیں گردش میں سلام

میں اور ترک عشق یہ امکان ہی نہیں ناصح کے بندہ سننے کو یاں کان ہی نہیں

جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہیں تو ہم بھی کہیں دل لگا جاتے ہیں

یارو مری بالیں سے نہ اٹھو نہ حُبابو
حالت مری اچھی نہیں کیا جانتے کیا ہو

مہائے کفر و دیں اک تار سے ہے کہ سچ منفق زنا رست ہے

تیغِ قتال کی مرے تن نے ہے لذت پائے
کہ کھبرا آئے ہے ہر زخم کے منہ میں پائے

ابرو کا شارے ترے لڑتے ہیں سبھی سے تلوار ابھی یزید میں چلتی ہے کسی سے

مرکش کیولین

مرکش تخلص کیولین، مژم زارداراکن بجنور کہ از حصہ شامی مرآد آباد است۔
خوش لغت راست۔ و اشعار پر کار موزوں می کنند و بانامہ نگار آشنائی دارد از
ناملازم زمانہ ختم برگوش دارد و بصفت پسنیدہ داد صاف حمیدہ سراسر ہوش
اکثر مشاعرہ میرسد و بمشاورت برمی خورد از دست۔ شاعر۔

کس طرح یار قیس اور منہا د	ہاتھ سے عشق کے ہوئے برباد
چشم خونخوار دیکھ کر تیزی	دل پر خون نہو مرا کیوں شاد
دل سے ہر دم دعا ہے یہ مرکش	جاہ و دولت رہے تری آباد

سلامت۔ شیخ سلامت علی

سلامت تخلص شیخ سلامت علی نبلہ سی است۔ شاید مکانش در محلہ کترا پورہ
است۔ بہ ہنگامے در مشاعرہ مرزا طپاں مغفور کہ بالائے سقف چوک قدیم می شدہ بخوردہ
بودم و این حلیہ سبجی نواب صاحب والا منانتب عظیم الشان عالی مناصب و ذوی لاشان
نواب نصر اللہ خاں بہادر صورت می بست۔ در آں حال مطلعے ہندی آل بزرگ خوش
گفتہ بود خدائے کریم در اخوش دارد۔ استغلا و بلند در مندی و فارسی دارد و مضامین
عجیب بنظم غریب می آرد آں مطلع ابن است۔ مطلع :-
درد ہو دل میں تو دوا کیجئے دل ہی نہ ہو پاس تو کیا کیجئے

حبیبانے شیرینے معجمہ

شاد۔ الہ یار بیگ

شاد تخلص، الہ یار بیگ نام اشاعرے زبیر خوش کلام۔ شاگرد غلام بہدانی مصنفی

است۔ کہ بانی مہمانی سخن سخنمندی است۔ از دست۔ بیت ۱۔
 اگر چاکہ سینے کا ہم داکر بیے تو نہنگامہ حشر پاکر بیے گب

شاد داں میر جہلی

شاد داں تخلص، میر جہلی شاگرد سہو رے خان آشفٹہ شعر خوش گفتہ درویشانہ
 و آزادانہ میر سیت از دست۔ فرد۔

دل نہ دیکھے آہ شاد داں طفل ابر کو کبھی
 یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد کا گب

شاگرد شاگرد علی شاہ

شاگرد تخلص، شاگرد علی شاہ دہلوی ست کہ براہ خدا شاگرد و مجدد معبود ذاکر و
 از ابکار از کار است۔ شعر۔

اس کی آنکھوں نے نہ اک خلق کو بیار کیا
 زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا گب

مشاہد۔ شاہ سعد اللہ

مشاہد تخلص، شاہ سعد اللہ درویش دل ریش دختہ جاتے دنا کیش بودہ اپن
 شعر از دست نمودہ۔ شعر۔

داہستہ ہے تجھ سے اپنی یاں ز سیت جب تو مجھ نہیں تو پھر کہاں ز سیت

۱۔ یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد سے۔ گلشن بیخار

شائق محمد ہاشم

شائق تخلص، محمد ہاشم نام۔ شاگرد میر عزت اللہ خاں مشق است بہ پیشہ
خیاطی ہمیشہ نان و نفقہ بہم رساندے و ایام زلیت گزرا ندے از دست۔ شعر:-
سراپا اس پری رو میں لطافت ہے صفائی ہے
تصدق میں ہم اس کے جس نے یہ صورت بنائی ہے گب

شائق میر حاجی

شائق تخلص، میر حاجی نام۔ نسبت تلمذ از ہدایت علی کتبی تخلص دارد بر صنف
نیک مشہور و با خلاق زبان زد نزدیک و دور۔ بہ ہوس مہوسی کامل عیار بود و مس
وجود خود را بحقیقت خاک کردہ بجائے اکیر دریں دیاری نمودہ از دست۔ شعر:-
اس سنگ دل کے دل میں ذرا بھی نہ راہ کے
تا شیر ہم نے دیکھی بس اپنے آہ کے گب

شائق میر محمد

شائق تخلص، میر محمد است۔ بشاگردی ہاشمی اولاً خود را منسوب می نمودہ آخر
فاشیہ تلمذ جدت برداشش برداشت از دست۔ فرد:-
نماشا دیکھ کر صراح کے مرہم لگانے کا ہمارے زخم مانگے توڑ کر کھل کھل کے سنتے ہیں گب

۱۔ بشغل خیاطی نان و جامہ بہم میرسانید۔ گلشن بے غار۔

۲۔ در فن مہوسی کامل عیار بود۔ ” ”

۳۔ اولاً شاگرد ہاشمی نام شاعر ہے بودہ آخر زانوے ادب بخدمت جرات نہ کرہ۔ گلشن بے غار۔

شرافت مرزا اشرف علی

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرہ میر مشرف علی کہ بنام نامی خود معروف
است۔ دبشہر مکنوگرہی و موصوف سخن موزوں گفتے و دشا گردی ممنون بودے۔
از دست۔ شعری۔

چمکے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات
نظر میں کشید گئی زامن کی وہ کتاہی رات

منہ تجھے صید انگنی کی جو صنم چڑھ جائے ہے
سیل خون صید تا یا م حرم چڑھ جائے ہے

شرر مرزا جعفر

شرر تخلص مرزا جعفر نام۔ کوچک برادر حکیم مرزا محمد عشق دہلوی است۔ بامید
فلاح راہ لواح حیدر آباد طے نمودہ ازیں دار فنا رخت سرفست و راہی عدم گشت
از دست۔ فردا۔

اے عشق جبکہ سوز شرر کی تجھے سو گند
اک شعلہ جہاں سوز کہ مشتاق فنا ہوے گب

شرر مرزا صادق

شرر تخلص مرزا صادق در سخن برہمہ فایق بود بیشتر ترک دنیا کردہ و لعنہ

دارشکی از خوان آزادی خورده از دست - بیت ۱-

گئے در دل جان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی بلانہ وصال صنم نہ از صحر کے رہے نہ ادھر کے رہے

شعر - مرزا ابراہیم بیگ

شعر تخلص 'مرزا ابراہیم بیگ' ہواوش نوارش حسین خاں نوارش تخلص بنارک خیالی با
خیال مزدوں فن سخن از قانون سینہ ترا دیدے از دست - شعر -

جھوٹی یہ محبت تم یاں کس کو جتاتے ہو
تقریر میں لکنت ہے کیوں باتیں بناتے ہو
شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرابِ مردم
یوں اس شکر میں لب کی اب گالیاں کھاتے ہو

ساعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے

سبر گزشت اپنی جو بکھیں تو قسم رکتا ہے

شعلا - امر ناتھ

شعلا تخلص امر ناتھ نام کشمیری کھنوبیت - شعر خوشے و طبع دل کشے دارد - نیکیو
روشنے و بدل از محبت خواباں کشٹے در سر کار سجان علی خاں او بلکہنوکامران و خوش
گزلان روزان و شبان بوداں ابیات از نتائج طبع او ثبت نمود - شعر

۱۔ جھوٹی ہی محبت یاں تم کس کو جتاتے ہو - گلشن بے خار

جہاں دی شمع نے حسن سبز سے پر مہینہ کر گدب
 تو میں اس بیاز کے پر مہینہ کرنا سم ہوا

تھے نہ سیلاب مہوئس نے طلا زر گر کے ہم
 کیا سمجھ کر چرخ نے ہم کو ملایا خاک میں

مہوہ نگار ابرار ایم آنا ہے نظر اے بہار حسن تیرے روئے آشاک میں

رخ محبوب کدوہ دیکھتے ہیں عین زینت میں
 کدوہ دست ہیں دنیا میں خوب آئینہ داری سے

غبار راہ ہیں پر اے ہوائے عالم بالا نلک پر پنچیں گے ہم اس خاکساری

شفیق منظر علی خاں

شفیق تخلص منظر علی خاں نام کہ از تلامذہ ثناء اللہ خاں فراقی است۔ کثیر الاتفاق
 و وسیع الاخلاق بودہ۔ اور است۔ شعر۔

آناہیں جن میں مرا گلہ ارجیف جاتی چلی بہار بے یوں ہی ہزار جیف گدب

شکوہ محمد رضا

شکوہ تخلص محمد رضا لکھنؤ نژاد است۔ مرزا قتیل اور استاد است۔
 اس اشعار انویاد است۔ فرد۔

گر چہ کہتے ہو پھر بھی آؤں گا ہے یہ انکار میں سمجھتا ہوں گے۔

نہ اس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الہی غلاب ہے دل کو

تھوڑی بھی نیکی و بد کی گروہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اس سے دل کو عزیز رکھے

نہ دم میں دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جسم رہا ہے آنکھوں میں

شکیا۔ شیخ غلام حسین

شکیا تخلص شیخ غلام حسین نام دہلوی است۔ از فیض یافتگان میر تقی
بدلہا محبوب بود و لشعرائے پائے تخت حضور محبوبہ اور است۔

چپکا ہوں میں طبیب یہ اسکان ہی نہیں
تو نبض دیکھتا ہے یہاں جان ہی نہیں گے

۱۔ یہ مطلق قائم چاند پوری کا ہے اور یوں ہے۔

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھو جو روئے تھے خوں جسم رہا ہے آنکھوں میں

کلیات قائم مرتبہ اقتدا حسن۔ جلد اول ۱۳۴۴ء شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور

۲۔ بزمہ شعرائے پایہ تخت حضور والا محبوب بود یگلشن بے غار

نری چین جیسی ہے موج طوفان اسی سے ہم کناہے ہو رہے ہیں گب

نہ لپچھو ماحیرا حیراں کی شب کا سخت آفت ہے
 مہ نایاں بھی میکر سر پر خورشید نیامت ہے

شوق بشیخ الہی بخش

شوق تخلص، شیخ الہی بخش اکبر آبادی بادی مخدومہ لود دادی، اس فن کتابے لطیف
 تصنیف کردہ بہ شکمش شوق، بجال آباد رسید و برسم درہ آورد مشکیش شاہ کرد۔
 وفاتش در سن یک ہزار دوصد و چہل و یک ہجری اتفاق افتادہ از تراوش رگ
 کلک است۔ گفتار او خوش نظم بس نیکو است۔ شعر :-
 دیکھے جوزگ اس مژہ آشکبار کا دل خجلتوں سے آب ہوا برہار کا گب

شوق جوہریگ

شوق تخلص، جوہریگ بکھنوی گوہر گراں بہائے اتھاراد مشورہ مصحفی جلائے
 دانی دکانی یامنتہ۔ لغز او لغز و معمائے ادب پر مغز لودہ اور است۔ شعر :-
 تجھ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات تر پکیا مراد دل مضطر تمام رات (گب)

۱۔ کاتب تقدیر منصب نامہ نگاری مرزا مظفر خٹ بہادر خلف مرزا جواں نخت بہ نخت دے
 نوشتہ۔ گو تید ویوان رنجیہ فارسی فرام آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بہ تو انین السلطنت بہ کامیکہ
 بہ شکمش شوق بہ تخت گاہ جہاں آباد میر سد برسم درہ آوردہ مشکیش شاہی کند وفاتش در ۱۲۴۱ھ
 اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک است۔ گلشن بے خار

شرق بھوگی لال

شرق تخلص بھوگی لال کا چھ نثر ادبش از عظیم آباد۔ باتفاق یاران تبتلاش
معاش بایں دیار گزار افتاده در ضلع کول بعبده منشی گری فوجداری پانچ بڑی داشت۔
نچین مزاج بود و کلام نمکین از دندانش می نمود و خوش مذاقے کہ باده دوستگاہی بہمان
گری می پیود در مزرعہ ضمیر یاران ہم پیشہ ہمیشہ ریشہ محبت قائم داشتے و قدم در بزم
خلان با و ناصفا گزاشتے در آزاد صبیق زار و نزار بود و در نصیحت ایں مرض گرفتار
بہمان حالت پر ملالت مرض الغرض جہان فانی بعالم ثانی شتافت از نتائج طبع
اولگاشت شعر۔

ہوا جو ہم کنار آ کر ہمیں گلبدن میرا
نہیں سپو لاسما یا حبیب سے تن میں پیریں میرا
کہیں مرتد پہ آنکلا بت پیاں شکن میرا
گلے میں ہو گیا ز تار ہر تار کفن میرا

شرق حافظ غلام رسول

شرق تخلص حافظ غلام رسول نام۔ نہال وجودش از خاک پاک دہلی نوخیز است۔
زمیان زبان آوران سلاش چاشنی ریزی محال بہ تعلیم اطفال فارغ المبلات۔
و نسبت شاگردی ابشاہ نصیر دارد اور است۔ شعر۔

کھکھا ہوا خفا یہ اس نہ جیس کے پردے پر
نہیں ہے کوئی اب ایسا جس کے پردے پر

شوکت منشی منیف علی

شوکت تخلص منشی منیف علی نام خلف منشی رستم علی بھٹوری ابودہ مشورہ از غلام

علی عشرت ساختہ از جادہ اسلام رونافتر برش نصرانی شتافنتہ و بدست غریشان
نقد اسلام در باختہ درختہ درناکوس پدر انداختہ منیف مسیح نام یافتہ بود ناما بحکم
الحق یعلو ولا یعلل باز رجعت باسلام کرد و ایمان را بخیر برد و الغیب عند اللہ مزاش
اندرین قصہ است کہ وطن گاہ اوست - از دست - شمر :-

کات ہے جو ابروئے خمدار میں ہے یہ برش کہ کسی نلار میں گب

شور - مرزا ملہو بیگ

شور تخلص مرزا ملہو بیگ - معروف بہ محمود بیگ - موسوم ایرانی نژاد و مولدش بلدہ
شاہ جہاں آباد - مردے ترک و متبع بودہ - این ابیات از وثبت نمودہ شعور :-

اک - آہ سرد کھبر نا اور دل کو محفام لینا
ہوتا ہے گاہ ہے گاہے یوں تیرا نام لینا گب

غضب آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے

شورش - غلام احمد

شورش تخلص غلام احمد - فرزند اکبر محمد اکبر تالو بیس - نقش وجودش از نگار عشق
است - عاشقانہ کلام معشوقانہ از دہن در بارش منیر نیرد - گویندش اور انصون خال
است - انجامش بسلامت باد اور است - شعر -

مرزا محمود بیگ - عرف مرزا چھو بیگ - (گب)

نایاب جو نیا لانے ہے ناصد تو صنم کا
ایمان نہ کھونا کسی مالکوس کرم کا گرب

جب وہ بے خواب غنم دوری اغیار سے ہو
شکوہ بھیر کیوں نہ مجھے طالع بیدار سے ہو گرب

کھور کھے گا مجھ کو میرا دیدہ ترا کیب دن
شمع ساں گھل جائے گا یہ جسم لاغیرا کیب دن

شہرت امیر بخش

شہرت تخلص امیر بخش است کہ سپر نامور عیسیٰ خاں بودہ ہم راہ پر بدکن فرستہ
زیر و شاہان بدر بار دیوان حیدر لعل باریا نتمہ صلاہ و انعام ازاں مرجع انام گزشتہ
نوجوان مرد و نقد جان ازیں جہاں برد اور اتفاق کسب سخن از ثناء اللہ خاں فراق شدہ
از دست فرستہ:-

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے
آمینہ کو حبلاد و ہمارے غبار سے گرب

شہیدی کرامت علی

شہیدی تخلص بکرامت علی نامور نہال وجودش از خاک نکھو است۔
د سخن او بحضرت ارباب سخن مقبول و در عروض بین الشعراء منقول۔ با استعداد معقول
در بلاد پنجاب و ہجرات پیشتر بیشتر بسر بردہ مرد بے تکلف و آراستہ و نہال تصوف
در باطن خاطرش رستہ آزادانہ و دلخستہ میزبیت۔ این ابیات از نوشتہ شعر

کافروں سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اگر کشتے
آنکھوں سے تری نرگس فنتاں نے دکھایا

شہبازی میں تو کیا مجھ نے کے بوسہ سنگ سود کا
کیا خوشنود اس بت نے خدا کو ایک بوسہ میں

سونہ دو تم دو ہی ہو سے دو لے اکے ڈھب کے دو

ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

ایک لپنے کا نہیں دونوں ہی دیتے ہو تو دو

خواہ تم سیدب زقن کے خواہ تم غنغیب کے دو

دو ہی دو درجی اچی در سبھی شتابی در کہیں

خال کے درد خط کے درد خسار کے دو لب کے دو

آٹھ بوسوں کا ہوں نوکر اس بیت ادبائش کا

شام کے دو صبح کے دو روز کے دو شب کے دو

شہیدِ انوارِ فوابِ معین الدین خاں

شہید انجمن نواب معین الدین خاں کہ نضال جلال شان بقرع سمیع صغیر

کبیر بر نادپیر رسیدہ بکاچی سکونت پذیرا است۔ این شعر از تراوش

۱۔ نبیرہ نواب غازی الدین خاں مرحوم متخلص بہ نظام کہ جلالی ماثر ایشانیہ
مقروع سحر خاص و عام است۔ یہ کالی سکونت دارد۔ گشتی بے خار

ضمیر ال بے نظیر است۔ شعرا۔

اتنا نازک ہے مزاج اے بہت فانی تیرا کہ ترچہ اپنی دل کھول کے سبیل تیرا گرب

شیفتہ۔ حافظ عبدالصمد

شیفتہ تخلص، حافظ عبدالصمد۔ اہل قلم است۔ و علم علیٰ فراختہ و استعداد کامل
در فن شاعری حاصل ساختہ بہرہ سخن از بھورے خال آشفۃ اندوختہ و ناترہ آشفنگی
ببینہ بے کمینہ خود اندوختہ از دست۔ شعرا۔

بے سبب سا کل شاکیں کو یہ شاناکیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہاناکیا تھا گرب

شائق۔ نذیر الدین حسن

شائق تخلص، نذیر الدین حسن نام، ابن شاہ غلام محی الدین حسن سرسبندی وطن۔
نثر و نمایاں تہ بیلی است۔ در سخنوری بیگانہ و بخیر پروری بیکتائے زمانہ طبعش مزور
و اشعارش پر مضمرین فصیح بیان و تیز زبان بگفتہ ہر فن و ہر گزیدہ زمن۔ لباس
زیبائی بیکتائی و دیبائے زیبائی و انائی بر اندام تمام او دوختہ و بسا شعرائے
نامی و گرامی از فیض آل و حمید سامی بہرہ اندوختہ و علم و ادب آموختہ در
قیان و عروض و قوافی علم علم فراختہ شہرہ آل بشہر ہا انداختہ۔ رسالہ چید و لپند
لطیف و لطیف بہ فن سخن تصنیف نمودہ کہ ہر شائق ازل زلہ دانی و کافی مجلائے اصلی

حسین اس دل کو نہ اک آن ترے بنے آیا
دن گیارا ت گئی رات گئی دنے آیا

یہ کون رنشا کہ مہر ہے گزرا سمنہ پر
جوں نقش ستم ہلال ہے چپرتے بلند پر

یادہ غلوں پہ چہچہ تھے عند لب کے
یا آب پڑے ہیں باغ کے کونے میں چنڈ پر

کل حضرت شائق نے ہاران کے کہیں دیکھے
جو آج مسلسل ہے آنسو کی لڑی ان کے

خمسہ غزلے تالیاں

دنیا کے درد و غم سے جو دور تر رہیں گے

سب آنت و بلا سے وہ بے خطر ہیں گے

اپنی تو کیا کہیں ہم کس طور پر رہیں گے

محفوظ عشق سے ہم یار و اگر رہیں گے

تو کوئی دن جہاں میں بے درد سر رہیں گے

سنبھل چن میں ہونگے ماتم سے مو پریشاں

سپھاویں گے غنچے اپنا انوس سے گرمیاں

تربت پہ بلبلیں مل سب ہونگی مرنیہ خواں
لوٹیں گے خاک پر گل اور شمع ہوگی گریاں
مرنے کے بعد بھی ہم صاحب اثر رہیں گے

شیفۃ نواب مصطفیٰ خان

شیفۃ تخلص، نواب مصطفیٰ خان خلع الصدق سر فرزا الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر۔
نکتہ سنج زباں دان در نظم و نثر یکتائے زمان نصاحت و بلاغت از طرز کلاش پیرست
دوست خاطر و جدت طبع از رخنۂ قلمش ہویدا۔ عذیم المثال کریم الحصال دانائے
رمز معانی بنیائے غز معن نکتہ دانی۔ تذکرہ گلشن بے خار بہار تشریف
رفتہ دآب دار یادگار است۔ فاما خالی از خار نیست۔ چنگش را خار لازم و آں
لزدیم تعصب است الحق کہ جز ذات حق از عیب خالی نیست لیکن آں نیز گسار سی
خوش گفتہ گویا کہ در سفتہ چہ دریں حسرت و زمان شغفے از امرائے ہندوستان چنیں
بے نظیر برنخواستہ خدائے تعالیٰ گرامی اورا پاسبیدہ دارد و چمن طراز اسکان گردے
بر دامن اوراق گلشن از باغ ہمنراں روزگار نہ رساند از دست۔ شعرا۔

کیا ہووے شام روزِ حبرا دھبِ نجات کا
باقی ہے انتقام بھی عشرت کی راست کا

نیہ ما فیہ لہ

اس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کروں تھا مرے دل میں سوز باں پر آیا
متبر سے اسٹھ کے یہ بے دھیان مکر آیا
وہ تو آئے نہیں میں آپ میں کیوں کر آیا

نہ دیا ہائے مجھے نڈتہ آزار نے حسین
دل ہوا رنج سے خالی سبھی توجہ کھبر آیا

شعلہ رویا رو شعلہ رنگ نثر ب
کام یاں کیا ہے دہن نثر کا
نقش تنخیر غیر کو اس نے
خوں لیا تو مرے کبوتر کا

بس کہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا

پردانہ دار علنا دستور ہے ہمارا
اس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا

راہ ہائے کیوں نہ ہمیں جاں آ کے لب تلک
ہے آرزوئے بوسہ بہ پیغام اب تلک
کہتے ہیں بے وفا مجھے میں نے جو یہ کہا
مرتے رہیں گے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تلک

شہید فتح جنگ خاں

شہید انخلص، فتح جنگ خاں نام۔ از اولاد امیر کبیر شیخ کبیر رام پوریت
کہ شہرہ اش مشہور تر از ہر منیر است۔ حانا خان موصوف بسبب گردش و دراز کہ
سفلہ پر در دہمت است عزت گزین بر عہدہ کوتوالی نجیب آباد۔ آشنا پرست
و مافر دست خوش اخلاق و منیکو خوست امیر طلعت و درویش خصلت اگرچہ
صوفی مزاج است فاما چیزے تابیس بدنیا دارد اگرچہ دنیا دار است۔ ولیکن

بقدر امتزاج دارد بارے خوبک شخصے است بانیاز مندی سرے دارد و سہ بار بمشاعرہ
 دہی اتم تشریف آوردہ دل دوستان را بکلام نصیح خوش کردہ - پروردگار دل اور ابھرو عالم
 خوش دارد آں چہ از یاد دارم نہ نیست کہ می نگارم ابیات :-

خفا ہوں سب سے اس بن روٹھ جانا اس کو کہتے ہیں

نہیں لگتا کہیں دل جی کا جانا اس کو کہتے ہیں

میں اپنے رنک لیسنی کے جنوں میں تھا سر اسیمہ

غضب ہے ہائے عاشق کا جلا نا اس کو کہتے ہیں

مجھے مجنوں سے بھی آئے پریشاں دیکھ لیسلی نے

کہا دیکھو میاں مجنوں دوانہ اس کو کہتے ہیں

بلایا تھا مجھے تو غیر سے کھپرنہ لگانا کیا

اسی منہ سے بلایا تھا بلانا اس کو کہتے ہیں

پریشاں حال مجھ کو دیکھ صحرا میں لگے کہنے

طلب میں اپنی آوارہ کھپرانا اس کو کہتے ہیں

مرے خوں کو کفِ پاسے کلا اس نے پینے زینت

نئے انداز کی منہی لگانا اس کو کہتے ہیں

کردموقوف اب تم طبع آرائی میاں شیدا

کمال شاعری بس ہم نے جانا اس کو کہتے ہیں

تم نے باتیں جس سے کیں کل مفت جھنجھلا کے کہیں

آج وہ مر ہی گیا کہتے ہیں کچھ کھا کے کہیں

کرقتل مجھے شمع منطشوق سے قاتل
دیوان قضا سے یہی پردانہ ہوا ہے

سلاک دندان گیسر کا اس کے جب آیا خیال
اشک باری پر مہیا دیدہ گریاے ہوا
فیض چشم اپنے کا یہ دیکھو کہ ہر اک اشک کا
جو گرا دامن پہ قطرہ گوہر غلطاں ہوا

شمس - نرآن سنگھ

شمس تخلص نرآن سنگھ نام، قوم کہتری متوطن مراد آباد است۔ خید است کہ در بجنور
بہ جمع و سرچ نویسی فوجداری ممتاز بودہ خوش گزران است۔ مرد با اخلاق و
دارستہ مزاج است۔ گاہے اشعار موحدانہ می گوید بمشاعرہ نرولیدہ بیان ہم می
رسد و مزاج و دستاں را خوش می کند از دست۔ اشعار:-

پڑ گیا ہے ابر غفلت سے حجاب چھپ رہا ہے اس بشریں آفتاب
غیر دریا کچھ نہیں ہے موج آب عین دریا جان امواج و حباب

مشید - میر عابد حسین

مشید تخلص، میر عابد حسین نام۔ باشندہ موضع پیدی حوالی تحصیل بجنور اشعار
خوب می گوید و مضامین با اسلوب می بندد۔ در کچہری تحصیل محال بجنور زمرہ متصدیان
ملازم سکارت دولت مدار است۔ و بار قسم نثار فے دارد اشعار اومی رنگارذکی الطبع
استفید از مشورہ شیخ مہدی زکی است۔ اشعار:-

ساقیا نھج کو پلا ایسی شراب جس کے پیتے ہی جگر ہرود کا باب

نئی دن سے نظر آتی نہیں اس ماہ کی صورت
الہی کب تلک دیکھا کریں ہم راہ کی صورت

شفاعت، شفاعت خال

شفاعت تخلص شفاعت خال نام۔ مقام اصلی او افضل گڑھ است۔ از دو مان
نواب افضل خال۔ برنختہ گوئی میںے دارد خمیے طبعش ہمار بشورہ کرم خال گرم۔ بازار
مشاعری او گرم است و زبانش نرم و بانفعل بجمہاری تھانہ افضل گڑھ ملازم سرکار
دولت مدار صاحبان عالی شان است۔ اور است۔ شعر ۱۔

گرے جو اشک خوں آلودہ اپنے چشم گریاں سے
ہوے برتر در دریا سے اور لعل بدخشاں سے
میں وہ بیچار الفت ہوں کہ میری دیکھ کے صورت
سیحانے بھی بات اپنی اٹھائی میرے دریاں سے

نہ آیا رات وہ مجھ تک کسی اغیار کے باعث
تڑپتے صبح تک ہم یاں رہے اس یار کے باعث

حیا بانے صادمہ

صاحبقران۔ امام علی

صاحبقران تخلص، امام علی نام، از سادات بلگرام در پجاوہ نزل بے بدل و در کلام

نحش ضرب لشل کلاش براسنه جوانان بے باک و مردان ہوسناک جاری رساری
 است۔ اگرچہ ایراد حال اس چنیں بے باک پیش ارباب ادراک ترک ادب بود
 ناماچوں نقلے ازان یگانہ زباں بہ یادم رسید و شعر دلم خواستہ کہ نویسند و آن ایں است
 کہ روزے صاحب قرال بحاجت بشری پیش رائے بن چند کہ خدمت اخبار از سرکار
 نکلنو است۔ رفتہ سوال کرد رائے مذکور ایسائے عطائے فلو سے چند نمود۔ صاحب قرال
 بشکرانہ فی البدیہہ قطعے موزوں کردہ ہر سند نہاد و مضمون او نجاس و عام افتاد۔ قال
 این است۔ قطعہ :-

کیوں رفتہ آصف نہ ہو اس وقت میں ردی
 ڈالی ہے رتن چند نے اب راج کی گدھی
 اک بوند بھی پانی کی سپر مکھ میں نہ دیوے
 گر۔۔۔۔۔ تلے اس کے بہے گومتی ندی

صانع نظام الدین احمد

صانع تخلص، نظام الدین احمد از بلگرام است۔ کلاش نصاحت التیام دیر
 پارسی و ہندی مشہور بین العوام و درایام پیشین با شیخ علی حسینی اصفہانی و والدہ
 داعستانی صحبت ہانگاہ داشتے و اشعار خوش نگاشتے۔ اور است۔ نسر :-

صنم کی اس محبت پہ دیا سفا جان و دل صانع
 نہ سفا معلوم ہو جائے گایوں نامہر ہاں اپنا گب

صبا۔ کانجی مل

صبا تخلص، کانجی مل فیروز آبادی اصل و کھنواست۔ وطن شاگرد مصنفی

است۔ درایام جوانی آنجہانی شہر اور راست۔ فرد:-

ابھی تکیں ہوئی تھی اک ذرا نریادو زاری سے
لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر دردِ جگر اٹھا گب

چلے دامن اٹھا کے یہ کہو اس شوخِ قاتل سے
کہ یہ مدفنِ نظر آتا ہے رنگیں خونِ بسمل سے

صبا۔ مرزا راجہ شنکر ناتھ

صبا تخلص، مرزا راجہ شنکر ناتھ خلف مرزا رام ناتھ بہادر بے بہا دردیائے ذخار
معانی در منصبِ پیشکاری نظارت نامی نوبتے بزمِ مشاعرہ می آراست۔ اور راست
شعر:-

کب پوچھتے ہو جو دردِ ستم مجھ سے بیمار کا
دیکھو نہ حالِ میگردل بے قرار کا گب

دل جب اس کی نگہ مست کا مخمور ہوا
سر خوش کیفیتِ بادۂ انگور ہوا

صبر۔ مرزا غلام حسین خاں

صبر تخلص، مرزا غلام حسین خاں فرزند حکیم بوعلی خاں کشمیری نژاد کہ مولدش خطہ
شاہ جہاں آباد۔ صحبت شعرا دیدہ بود و اشعار خود از نظر میر عزیز اللہ خاں
گزارانیدہ اور راست۔ شعر:-

مجھے قصہ حرم گاہے سرے خانہ رکھتے ہیں
فرض ہم بھی عجب ہی مشرب زندان رکھتے ہیں

صدق

صدق تخلص، اہل تذکرہ ازاہالی حیدر آباد نوشتہ باند و بود۔ اوکما ہی آگاہی بنود
از دستہ قطعہ :-

بدقت الکتاب نکلے میں شاید ہوا آنکھوں میں آنخت جگر بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل کرے پرواز کیوں کر مرغ پر بند

صفدر میر صفدر علی

صفدر تخلص، میر صفدر علی از قصبہ سوئی پت است۔ کتب فن سخن از شاہ
نصیر پذیرفتہ مضامین دل پسند و اشعار خاطر پسند و ناخن آل سینہ در دمنده است
ایں چند بیت از قلم بند شد۔ ابیات :-

مورخ یار ہوا چاہیے نقش بدلیوار ہوا چاہیے
جہانکنے کو ہم سہمی غضب میں ولے رخنہ دلیوار ہوا چاہیے
صنف سے صفدر تہیں کہنے کی تاب پشت بدلیوار ہوا چاہیے

بغل سے لے گیا اک دل ربا دل عجب دل مہرباں دل آشنادل

یکے ازاہالی حیدر آباد است۔ گلشن بے خار

غریبگی نے شیفہ کے اس بیان پر عاشیہ چڑھایا ہے اس ایک فقرہ بڑھادیا ہے۔

دیا تو نے وہ ہم کو اے خدا دل
 جو تھا حسرت بھر درداستان دل
 طپش ہے شور ہے شعلہ ہے یا برق
 فغاں ہے درد ہے زاری ہے یا دل
 مجھے کیئے دل پر درد صفا
 مبارک ہو تمہیں ایسا ملا دل

کیوں ہے دشمن ہماری جان کا تو
 چھوڑ دے قصد استخوان کا تو
 یا مجھے مار ڈال اے ناصح
 در نہ ایسا دکھا دے بانکا تو
 اے سر پر ہوس بلا سے کہیں
 سنگ ہوتا ہی آستان کا تو
 فائے منت غبار بھی نہ ہوا
 کسی پر سرف کے کار زماں کا تو

شجر سوختہ شمع سے جب گل نکلے
 چاہیے ہیفتہ نائوس سے بلبل نکلے غلب

کھول دیتے گروہ زلف صبا کیوں نہ ہوئے
 تنہا پادل سے لگے رہتے حنا کیوں نہ ہوئے

صفدری میرصادق علی

صفدری تخلص میرصادق علی کہیں بنادر میر نظام الدین ممون در فکر سخن موزوں
 بود از ہمین برادر خود فیض این فن می رلود سر راہ از دست کافرے بے گناہ آہ کشتہ
 شد۔ این بیت از دو شتہ۔ بیت :-

آنکھ اپنی کیس کے درد ندان پر پڑی ہے
 جاشاکہ سلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے غلب

۱۔ در عین شباب از دست کافرے بے گناہ کشتہ شد۔ گلشن بے خار

صنعتِ کریم الدین

صنعتِ تخلص، کریم الدین مراد آبادیست۔ پیشہ ورے است بجلجلیہ گری مشہور
 بہ فن زرگری محرف است، مسلم و بشاعری اعلم است۔ اور است۔ شعر:-
 یہ مانا کہ ہیں آپ دبر و لیکن ہمارا ہی دل لے کے دلدار ہٹے غب

صاحب۔ سعادت یار خاں

صاحب تخلص، سعادت یار خاں خلف حافظ محمد یار خاں ابن حافظ الملک حافظ
 رحمت خاں بہادر علیہ الرحمۃ است۔ کہ جلال ماثران والانتباحتاج اظہار ذکر و نسبت
 ازد و دمان فنجیم و خاندان عظیم ہر سپہر مجدد علی سالک مناجیح زہد و تقویٰ منظر اوصاف
 پسندیدہ و مصدر اخلاق حمیدہ علوم و انوار قبول رانوار و الہام خداوند کرم در شہر سربلی
 نشو و نما یافتہ رہیسا می ماند و بقناعت و استغنائی گزرا ندگاہ گاہ طبع موزن و متنوہ
 بنظم می شدہ است۔ از نتایج طبع عالی اوست۔ شعر:-

گر کہنیے کہ بیٹھہ ادبست مغرور ورے ہو
 تو رک کے یہ کہتا ہے کہ چل دور پرے ہو
 صاحب تو نبیا زخم بھی کھپ کر کھایو لیکن
 پہلا ترے سینے کا یہ ناسور کھپے تو

خیابان ضاد معجمہ

ضمیمہ۔ شیخ مداری

ضمیمہ تخلص، شیخ مداری نام اکبر آبادی وطن از دلہ ربایان محل دلی محمد نظیر است کہ شعرش
 دل پذیر۔ اور است۔ شعر:-

ابھی ہے نوگل آرزو، وہ ہنوز تازہ بہار ہے
 نہ کچھ آئینہ سے اسے خمیر نہ حیا سے کچھ سسکار ہے

ضمیر گنگا داس

ضمیر تخلص، گنگا داس از عوام الناس است۔ شاگرد شاہ نصیر دانش
 درہل دس بے بدل از دست۔ فرد:-

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال
 چشم خواب آلودہ اس کی فتنہ بیدار ہے

ضیا میرضیا الدین

ضیا تخلص، میرضیا الدین است۔ از شاہ جہاں آباد لعظیم آباد شتافہ ہما نجا
 طرح سکون انداختہ در فکر سخن بیکتا دریں فن بے مہتا از پر توے اصلاح از ضمیر
 شاگرد دانش ضیا پیر پر است۔ از دست۔ فرد:-

صاف تھا جب تک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا
 اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

لیا عباڑ ضیا کے گھر کا جس دم بعد مرنے کے
 خزانہ غم کا نکلا اور داغوں کے درم نیلے

ضیا۔ مرزا ضیا بخت

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت پور مرزا فرخندہ بخت از خاندان تیموریست اور است

نسرہ۔

حچڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن
مبدها جراثک کا تاجیب تار رہتا ہے

ضیا۔ ضیاء الدین

ضیا تخلص ضیاء الدین نام۔ از شوریدگی مستی بود و مے پرستیہا می نمود در
خمر خانہ دداں جام بالابل اجل پیو و بگور آسود اور است۔ شعر۔

جون چنہاں جانہ کھولے ہیں نہ کھیل لاتے ہیں ہم
جیہ مراد اپنی کو پہنچے ہیں تو جل جاتے ہیں ہم

ضامن۔ غلام ضامن

ضامن تخلص غلام ضامن نام۔ بزرگ زادہ است۔ از اولاد حضرت قدوہ الساکین
شاہ ابوالعالی قدس سرہ وطن آل معارف آگاہ قصیدہ انبیٹھ است۔ زاد یہ گوہر د
سجادہ نشین است۔ جلدے منثوری در شمایں نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خوبے نوشتہ است
حق آل آنت کہ سبقت برافتراں خود بردہ است۔ اگرچہ ملاقات ندوام فاماشاق
آں عاشق رونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام از دست۔ ابیات :-

رسال یارب بہر شام بہر گاہ	صلوٰۃ خویش بر روح شہنشاہ
محمد مطلع نور الہی	محمد محسن راز خدائی
وجودش مظهر شان الہی	بکونش بہر صدر شاہی گدائی

ز رویش نذر دے حر و غلمان ز دانش استیلا خلد و صوا
ز تید آب و گل بیگانه گردید بچشم صدق بر کس چشم او دید

خیابان طے معمولہ

طالب - قناب رائے

طالب تخلص، قناب رائے کشمیری منشاے او کھنواڑ چیل سال بشت سخن جبہ
کمال بردہ او از طبع رسا بسا خدمت شعرائے نامدار بار یافتہ و آخر با بغیض صحبت
شاہ نصیر کلاش رونق پذیر است۔ کہن مشق با نوط مرصع در ریختہ از کلک زبان
در ریختہ در شر و صاب زمرہ اولی الالباب مایہ عالی دارد و طبعش از صفایں پرکن
خال صاحب دیوان است۔ لیکن بنظر احقر نہ رسیدہ ناچار تینے یا دگا رشتہ گردیدہ۔
بیت :-

ہے عشق کا کھنپا مری لوح حبیں پہ خط
کینچوں نہ کیوں کہ بکیتسم اب کفر و دیں پہ خط

طالب - طالب حسین

طالب تخلص۔ طالب حسین فرزند عسکری التخلص بنا لال اصلاح شعری
از نظم اشارہ اشعار است۔ اس بیت ازال است۔ فرد :-

دشت میں آہ شرر بار جو طالب نے سہری
ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ گب

طرب - جمبوعل

طرب تخلص، جمبوعل نام کا جیفہ کھنوی از تلامذہ نوازش حسین نوازش

است۔ درمیشہ دیگر تخلص دارد و بفرط افتقار زین پیش از کیش آبائے خویش
زرگدشته بشرف اسلام بجدہ شوق تمام مشرف گشته۔ مشرف این ابیات
اولو شتہ شعر:-

مطر اس کے نہانے سے بس کتاب ہوا حباب بھر ہر ایک شیشہ گلاب ہوا گلاب

گئے جاں سے گزر ہم جو نہ دے پردہ بست آیا
بہانا اس کا گویا موت کا اپنا بہانا تھا

طبایاں - مرزا محمد علی بیگ

طبایاں تخلص مرزا محمد علی بیگ۔ نام از مرزایان قصبہ سیون است۔ نسبت تلمذ
بمعتمدی مہدائی دارد۔ مرد کی بود بمعنی شناس و متین فصاحت اس در نظم و نشر
ہندی و فارسی ثانی خود داشتہ و بہر زمین تنعم مضامین اعلیٰ کاشتنے اکثر اوقات عزیز
خود را در بنارس گزرا نہیہ آخر کار کالبہ غرضی خود را بزمین آباد سپردہ
رحمتہ اللہ علیہ بانیا ز مندا قاتہا بودہ اناں والا منش است۔ فرد:-

تن کو بھی اے روح لے جا جانب ملک عدم
چھوڑنا اچھا نہیں ہے راہ میں اسباب کا

عذر دارم کہ سزاوار نیوشیدین نیست
کر وہ ام حبرم کہ مستوجب بخشیدین نیست
بملف را سر و کارے بطپیدن نبود
ست صہبائے ترا کار بہ لعنیدین نیست

اے طپان سریدہ با آبلہ پا داریم
ورنہ مارا ہوس بادیر گردیدن نیست

طبرز اہل ایراں گر غزل گفتیم حبا دارد
طپان تا نیم مرزا فارسی باشد زبان ما

طوباس

طوباس تخلص ترسا بچہ الیت کہ اشعار سادہ و پیکار ز افکار بیدون
زادہ شاگرد شاہ نصیر است۔ بیتے از و تحرییر پذیر گردیدہ۔ فرید:-
سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اس قدر
روتے ہیں ہم کھڑے سر بازار زار زار گب

طالب۔ مولوی شیرانی

طالب تخلص، مولوی شیرانی نام، رام پوری است۔ عالم بے نظیر و فاضل دہلی
کہ چشم از کثرت بستہ متوجہ بوحث گشتہ۔ آزاد منش و عاشق ریش است۔
حافظ مصحف ہوشان است۔ وقاری شنائے گل رخان۔ گوینہ حصول علم در سب
و حفظ قرآن و یاد سرقان از برکت صحبت مولانا حسن کھنوی است۔ رحمۃ اللہ علیہ
بطرز فارسی بردش ہندی غزلہائے عاشقانہ می گوید از دست۔ بیت:-
آؤ اک طرز نیا عشق میں ایجا د کریں
تم ہمیں یاد کرو ہم نہ تمہیں یاد کریں

فرنگی زادہ الیت۔ گلشن بے خار

سمبائی طالب کی جو مجنوں کو پریشاں حالی
دشت میں دیکھ کبسا آئیے سمبائی صاحب

خیابانے ظائے معجم

ظاہر۔ میر محمدی دہلوی

ظاہر تخلص 'میر محمدی دہلوی' است۔ مگر ازل جاہ اکبر آباد قتل کردہ دھن
کلی بشعر سخن دارد دریں فن بے مثل۔ اور است۔ فرد:-

یہ تو سب جو در ہفا ہو گئے خوگر ہم کو
چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرد

ظفر۔ مرزا ابو ظفر

ظفر تخلص 'خاقان بن خاقان' و سلطان بن سلطان حضرت ظل سبحان سریر
آرائے بندستان مرزا ابو ظفر بہادر ادام اللہ سلطنتہ و فیضانہ و افاض اللہ علی العالمین
برہ و احسانہ ذات بابر کات حضرت بندگان والا بصفت حمیدہ و بہ لغوت
پسندیدہ و محامد برگزیدہ حضرت اعلیٰ معروف۔ از خوان احسان مہین بندگانش
و ذیفہ خوار شیخ ابراہیم ذوق است۔ کہ نتیجہ طبع آں حضرت باصلاح قلم اور ذوق افزائے
روزگار۔ پیور دگار وجود عاطفت بندگان عالی را بر مغارق عالمیان ظل گستر باقتدار
و العزم و ارادہ و ایں اوراق چند را بنظر انور ظل سبحانی رسا باد بحکم کلام الملوک
ملوک الکلام از لطائف حضرت می رنگار دتا ایں نامہ رونق پذیرد منہ۔

اب بھی وہ آنکھ نہ می آئینہ رو ہے کہ نہیں
اگلے طوروں پہ خدا جانئے تو ہے کہ نہیں

بمنہ

دل دے کے اس کو ایسی اذیت ہوئی ہمیں
اب دل کبھی نہ دیں گے نصیحت ہوئی ہمیں گب

بکراہ

پی لاکھ بار صہب، کی لاکھ بار توبہ
اب کر چکا ہوں توبہ، توبہ ہزار توبہ ”

بعثۃ

بیتن دن وعدے پہ عنیر دل کے پھرایا ہے مجھے
جب ہوا چاند تو غنڈہ ہی بتایا ہے مجھے ”

بجودہ

جنوں میں کیا ترے پیوند سپیر ہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے ”

ظہورِ ظہور اللہ بیگ

ظہور تخلص، حافظ ظہور اللہ بیگ کہ از خاک توران است، فنا مانتراد جاعے دلاوش
شاہ جہاں آباد۔ بحفظ کلام و منقبت خیر الانام ایام می گزرا ند از دست شعرا۔

ایسا نہ ہوتا صد کہ مرا کام نہ ہو دے
گم نامہ حال دل گمنام نہ ہو دے گب

خیابانے عین مہلے

عزیز۔ بہاراج سنگھ

عزیز تخلص، بہاراج سنگھ نام، مرد لائق است و نستعلیق خوب می نگار
داشعار با اسلوب دارد و در میان دو آب معروف است از دست، شعر:-

آمرے پاس کہیں محفل اغیار کو چھوڑا
شیعہ سال تو ہوس گری بازار کو چھوڑا

لڑکوں سے گیا فنیس نکل آج ہی لڑ کر
لا حلقہ زنجیر کہیں پاؤں تو پڑ کر

عالی

عالی تخلص، از دودمان امیر تیمور شہور است، و فوق شاعری اواز مشورہ
شیخ ابراہیم ذوق است، از دست، شعر:-

صریح اس کو اگر حال دل جتانہ کے
تو کیا غزل میں بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا کے
پیوں تو دل کی بجھے آگ آہ اس پر سے
ذرا سا دار کے پانی بھی یار لانا کے

عالی جاہ

عالی جاہ تخلص، فرزند ارجمند نواب نظام الملک والی دکن کہ علوئے مجلس
اہرمین شمس و از ہرمین الاس است، ازاں مصدر فیوض است، شعر:-

رات دن اشکوں سے آنکھوں میں تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہسری رہتی ہے

گب

عارف - محمد عارف

عارف تخلص، محمد عارف نام، اصلش از کشمیر رسولہ شش بلدہ جہاں آباد دہلی
برفوسازی معروف و بفکر سخن مالوف بود، درست - شعر۔

اس ابر میں بے ساقی دے جی پہ بنی ہے
ہر لونڈ کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے

گب

عارف - میر عارف علی

عارف تخلص، میر عارف علی از سادات امر دہ چنڈے بمبراد آباد نقش مرادش
درست بود - در عروض و قافیہ چست بخت - بہر سخن از مصحفی حاصل کردہ حالا
لمبغش بہ پند و عنط در اوقات بعض مائل - شعر۔

ہاتھوں کو چاک جیب تلمک و ترس نہیں
میں کس کے بس میں ہوں کہ مرا کچھ ہی بس نہیں

گب

عاجز - زور آور سنگھ

عاجز تخلص، زور آور سنگھ نام، قوم کہتری از مہاراشٹر اندرام مخلص تخلص
غزلش در شعرا از لمبید شیخ نصیر الدین عزت است - از دست - شعر۔
شب مہتاب کس کم نخت کو ہجران میں بھاتی ہے
کہ اس سے گرمی روز تیا منت یاد آتی ہے

گب

عاصی منشی امداد حسین

عاصی تخلص منشی امداد حسین بین انحصار و العوام نام و مقام اور تحقیق شائع
نہیں۔ ازیں جہت از ارتام بارماندہ از دست۔ شعرا۔

میں کس کس شعلہ رو کو سنیہ صد چاک دکھلاؤں
رہا تھا ایک دل سوجل گیا کیا خاک دکھلاؤں

عرب

عاشق بخشى بھولانا تھ

عاشق تخلص بخشى بھولانا تھ نام۔ نوم نپڈت۔ فرزند رشید راجہ گپ نام تھ
سیرکار مجد الدلہ بچہ دیوانی سسر فراز بودہ بشعر و سخن برہم ممتاز۔ اور است۔ فرد۔

تیس نادان سراسر نظر آیا ہم کو
جائیے دشت میں کیوں کو سپہ دلدار کو چھوڑ

عرب

عاشق۔ رام سنگھ

عاشق تخلص رام سنگھ کہتری زویر سخنش باصلاح غلام حسین تجلی متعلی بودہ
آخر شاہ نصیر با استاد گزیدہ از دست۔ فرد۔

حسرت زدہ میں دیکھتا ہوں اس کو بزم میں
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عرب

عاشق۔ مہدی علی خاں

عاشق تخلص مہدی علی خاں از خاندان مرحوم نواب علی مردان خاں موصوف

بجز اسم از رسمش پہنچ آگئی نہایت۔ گلشن بے خار

خلاق رہے خصال حمیدہ و لغوت پسندیدہ و طاق برنجیتہ و دردی بی پایہ برتری مشہور
 نان حملہ حیدری بہ انشاگر می خود یادگار گزاشتہ این بیت از نتیجہ طبع او نگاشتہ شود۔
 ابر آتا ہے آفتاب چھپا ساقیامت شراب ناب چھپا لب

عاشق۔ نبی بخش

عاشق تخلص نبی بخش نام۔ فرزند شیخ محمد صالح اکبر آبادی است۔ شاعر دہلے
 لطیف و نظیر است اور است۔ فرد:-

اب یاد کئے سے چیتے ہیں سو خاندامت سینے میں
 اس محل کو جو دنت رخصت ہم چپاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق۔ آغا حسین قلی خاں

عاشق تخلص آغا حسین قلی خاں نام خلف آغا علی خاں از منول عظیم آباد است
 نژادش از خراسان بہرہ اندوز عشرت و کامرانی و بانی سبائی مضامین و معانی بودہ بیشتر
 بیشتر بر سرہ کار فیض آثار صاحبان حلی الشان و ملاقات دار بود و فکر سخن می نمود
 صاحب تذکرہ سیر عشق است۔ از دست فرد:-

حس سے کہ میں پوچھوں مزا عشق کا کیا ہے۔
 رور و کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

۱۔ خوشامی نے شیفۃ کے بیان کو مختصر کر دیا ہے اور بعض اطلاعات سے نامہ نہیں اٹھایا یا بقل
 شیفۃ۔ تاویض وہ سال مقل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بہ کاشانہ ایشان انعقاد می یافت۔
 اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بہ نظر راقم در آمدہ مشتمل بر سرہ دیوانے
 ریختہ و دودلوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مشنریاست۔ ۵

بدحواسی ہے یہاں تک کہ پوچھنے کو اشک کے
چشم کو میں سہول کر رکھتا ہوں سر پاستیں گب

عشق غلام علی محی الدین

عشق تخلص، غلام علی محی الدین پیش ازین لوائے اعتلا تجلّص مبتلا می
افزشت و معرکہ آرائی سخن در میر سٹھ کہ موطن اداست می داشت صاحب تصانیف
است و بطبع لطیف اگرچہ بعضے سر و طبعان دیوان اور اقبال عدم تماشا نوشتہ
اند۔ فاما حق آنست کہ بہ نسبت دیگر خوش نی گوید۔ کلامش از جریاں نیست
از ان عاشق مزاج است۔ شعر۔

کہے ہے سن کے وہ یوں مبتلا کے قصے کو
کہ خواب تازہ کو یہ تازہ یہ اک فناء ہوا گب

پتھر اگتی ہیں اپنی تو آئینہ دار چشم
قیمت میں کس کے ہے ترا دیدار دیکھتا

۱۔ صاحب نہایت بسیار است۔ آنا نظر کیے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ و این ابیات از ان
منتخب گشتہ شاید کہ آں ہم قابل تماشا نباشد۔ لکن بے خار

خوشگی نے شیفۃ کمر و طبع ہونے کا طعنہ تو دیا ہے لیکن اپنے دعوے کے ثبوت میں عشق کے منتخب
اشعار پیش کرنے کے بجائے جن سے عشق کے شاعرانہ مرتبے کا تعین آسے ان ہو جاتا انہوں نے شیفۃ بے منتخب
کردہ چھ اشاریں سے صرف چار شعر نقل کر دیے ہیں جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ عشق کا دیوان
ان کی نظر سے نہیں گذرا تھا۔ لیکن یہاں شیفۃ پر اعتراض کرنے کا ایک موقع بہت آگیا تھا۔
لہذا اس سے فائدہ اٹھایا گیا۔

داں برسرفساد میں زندانِ بادہ فوت
اے محنتِ نہ جائیوے غلّی طرفِ گرب

دل کا تختہ ہے مرا جوں غلّی کا غز کا چین
یاں بہارا کیب ہے چینیٹے میں خزاں ہوتی ہے گرب

عشرت - میر غلام علی

عشرت تخلص میر غلام علی از بریلی است۔ بفصاحت و بان و بلاغت بیان
کہے از میزان شاعران ربودہ و جامہ بیکتائی این فن بزیبائی قاتش ربودہ نمک
ریختہ ادسوزے بہر سر ریختہ این ابیات از نتائج طبع ادقلم ریختہ۔ ابیات:

شب دصال میں دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگِ نق ابھی سے ہے گرب
میں کھ چکا ہی نہیں راز دل کا اس کی طرف
ہوائے شوق میں اڑتا ورق ابھی سے ہے
منور دفن ہوا ہی نہیں تر اکثرت
کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے
چلا نہیں وہ ارادہ ہے سیرماہ کا، ہم سے
یہ ناز کی کہ حبیب پر عرق ابھی سے ہے
کسی نے شام کے آنے کو گو کہا عشرت
جو منہ پہ آپ کے سھولی شفق ابھی سے ہے

مفتی شہر دمرزا الحسن علی کہ دے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گزشتہ صاحب دیوان است ملاحظہ

نہ مشد کٹش بے خار مٹا کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت۔ گلشن بے خار

اکٹی جو بوئے دل سوختہ محفلے میں تو لوگ بولے کہ عشرت کیا جلتی ہے

تجھ بن اب سیر حینِ مہمکو بُری لگتی ہے
جنبشِ سبزہ نودل کو چھپری لگتی ہے

غبیروں سے ہنسا وہ جو مرے ساتے عشرت
کچھ پس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے ! گب

عظیم۔ مرزا عظیم بیگ

عظیم تخلص، مرزا عظیم بیگ نام۔ نژادش ازقوران و مولدش شاہ جہاں آباد
کبرِ شاعری بیا را لا طبعش سختے ہموار۔ اور است رہیت :۔
سوزش سے مری لک بے ہوئی منفعل تیش شیشہ میں نہیں مے یہ ہوئی مضحمل تیش گب
بھڑکا ہی دیا آنے داماں شفق کو اے چرخِ سبھلنا کہ مکی منفصل تیش

اکرمباری نقش پہ کیا یار کر چلے
خواب۔ عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے گب

بالیں پر مسیری آکے دم نزع کل عظیم
رد کر لگا وہ کہتے یہ کیا یار کر چلے

۱۔ از تلامذہ شاہ حاتم غرور شاعری بسیار و سختے طبع ہم ہموار داشتہ۔
گلشن بے خار

عظمت میر غفلت اللہ خان

عظمت تخلص میر غفلت اللہ خان خلف عزت اللہ خان تخلص بجزب در بریلی از
مدت باطن سر بنظور کشیدہ حضور طبیعت داشت۔ ہر گام سیاحت سرزمین
بلخ و بخارا و کشمیر چمپودہ و ازاہل وقع و قار بردہ۔ از دست۔ فرود۔
نام عظمت ہے، نہ شکر تہ شکوہ کیا ہی اس نام سے گہرا ناہوں گے۔

عیشی۔ طالب علی خاں

عیشی تخلص طالب علی خاں از اہل کھنواست۔ خوش خورد و فصیح گوشت بختہ داں
خوش بیاں سخن پنج سینہ از مضامین و معانی پیر گنج۔ بلبل بوستان سخن، عندیہ
چمنستان ایں تن۔ فکرش شائستہ تخمین و نظمش دلآویز و دل نشین۔ دیوان بہر
دور بان دارد۔ اشعارش می نگارم۔ بیت :-

دل گرفتہ ہوں کردں گاہو کے میں آزاد کیا

محبو کیماں ہے چمن کیا خانہ صبا و کیا

رخسہ کاری جسم پر کشتوں کے جان تازہ ہے

آب حیوان میں کجا سخا و خنجر جلاؤ کیا گے

۱۔ در بریلی از ہماں خانہ لبون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ۔ در آدان صبا بمعیت والدین و گوار خود
اکثر ملا و مانند بلخ و بخارا و کشمیر و غیر اہل دریافتہ۔ اکنوں در جہاں آباد و بوقع و دقت تمام می گزرا ند۔ گلشن بخارا
۲۔ بہار سی استفادہ از تفتیل و درختینہ از معصوفی نمودہ از اعزہ آں دیار بردہ۔ صاحب
دیوان بہر دور بان است۔ گلشن بے خار

عبرت - میرضیاء الدین

عبرت تخلص، میرضیاء الدین پر توے از نور فیض نواب محبت خاں یافتہ و شعاع
شاعری اور ضمیر صغیر و کبیر زانفہ از دوست - بہیت -

بے تاب نہیں شے کوئی سیما بے کے مانند

پر وہ بھی نہ ہو گا دل بے تاب کے مانند گب

عزالت - سید عبدالولی

عزالت تخلص، سید عبدالولی نام۔ صورتش از سورت است۔ از سرزدان
شاہ سعد اللہ۔ بسبب اختیار نمودن عزالت آخر تخلص بغزلت ساخت۔ اکثر بلاد
سیاحت می پیمود۔ جہاں گرد بود از جہاں آباد رہ نور حیدر آباد گردید در شاعری فرد
و مرد پُر درد بودہ۔ از دوست - فردہ -

شانہ اس زلف میں پھرتے یہ سجا کہتا تھا

بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے گب

نکتہ گر ہوا دل اب نظر نہ کر مجھ پر

یہ لوٹے آئینہ میں منہ تری ابلا دیکھے

عزیز منشی عزیز اللہ خاں

عزیز تخلص، منشی عزیز اللہ خاں نام۔ عزیز دل ہائے اہل دکن است۔ آخر
بہ بنارس وطن گزیدہ نطش بہ نثر ریخت یعنی متاع جان خود را از پی سرائے
نانی لعبا لم جوانی انجمن تہجدہ خوش بزبان اُردو و کش بر گلستان سعدی را کردہ

درجہ ہمارے مشہور تر از آفتاب است۔ از دست بیت :-
 ایسے بے درد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے
 عشق میں جس کے کبھو چین نہ پایا ہم نے

عشق۔ خواجہ رکن الدین

عشق تخلص خواجہ رکن الدین نام، معروف بمزاج میٹا بیگ رحمتہ اللہ علیہ، از سخن
 بردازان عظیم آباد است۔ و باد صاف درویشی موصوف روزگار بوتار گز راندے
 و بیاد رب العباد ماندے۔ جذبہ باطنش کار اعجازی می نمود و نسبت سلوکش کرامات
 فراوان می نمود۔ بسلاہ البوالعلائ و حید بورہ و بطریقہ نقشبندی فرید۔ مریدانش
 فی زمانہ از انداز ستارگان فلک اند و ہر یکے از خصائل بشری گزشتہ منقوت
 بہ صفات ملک گشتہ از شعلہ ہائے جوالہ اوست۔ غزل :-

انانیت پر اس کی ہمیں آئے	بڑی نعمت یہاں یہ ہم نے پائے
ہمارے عشق کی گرمی کو دیکھو	جہاں میں آگ ہے اس نے لگائی
دراوسہ ہمارے دل کی دیکھو	سمائی اس میں ہے ساری خدائی
ہمارے شعبہ کثرت تو دیکھو	نادانیت کی دھوم ہے محپائی
کہا ہے علم الاسماں بھی کو	ہمیں سب باتیں اس نے ہیں بکھائی
نفخت و فیہ من روحی سنایا	عجب دولت میاں یہ ہم نے پائی

۱۔ یہاں خوشگی نے شفیقہ کے بیان پر اضافہ کیا ہے۔ شفیقہ نے صرف یہ بکھا تھا، عزیز تخلص
 عزیز الدین از دکنیان است۔ خوشگی نے ذاتی معلومات کی وجہ سے تفصیل دی ہے۔

تمہارے واسطے اے جان ہم نے کمائی جتنی تنگی ساری لسانی
 ذرا تک دل سے اس کو غور کرنا روبریت سبھی تجھ میں ہے سمانی
 چھپانا راز کو میرے تواسے یار اسی میں ہے گی اب تیری بھلائی
 ہمارے دم سے وابستہ ہے سب کچھ نہ ہوتا میں نہ ہوتی یہ خدائی
 ہوں انہی شانِ عبدیت پہ نازاں ہماری عبدیت ہے گی خدائی
 شہر برہان دیں ہادی برحق بدولت تیرے یہ دولت ہے پائی
 خطاب آتا ہے مجھ کو ہر دم اے عشق مبارک ہو تجھے یہ مسبب زائی

چشم میں خلق کے میں مثلِ حباب آتا ہوں
 عین دریا ہوں حقیقت میں بہا جاتا ہوں
 چشم انصاف سے اک دم ذرا مجھ کو دیکھو
 رنگ بے رنگی کا کس رنگ میں دکھلاتا ہوں
 معنی لفظ انا الحق کو نہ پوچھو مجھ سے
 ڈھونڈتا ہوں جو اسے آپ میں پاتا ہوں
 کیفِ دکم میرے ہیں جوں موجِ حباب دریا
 مجھ ہی سے اٹھتے ہیں اور میں ہی بہا جاتا ہوں
 شمع کے طور حبلاتا ہوں جگرِ آتش میں
 سخنِ عشق زباں اپنے پہ جب لاتا ہوں

عشقِ نامرئش سیرِ دیدکھا جلوہ گر تو ہوا حیدرِ دیدکھا
 قشریوں کی نظر پہ حیراں ہوں دوسرا ہے کہاں کدھر دیدکھا

تیسرے نام پر پڑتا ہے اس طرح کا کہیں جگر دیکھا گب

تڑے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
نہ دیکھا سودیکھا، جو دیکھا نہ دیکھا
وہ آیا نظر بارہا پر کسی نے
یہ حسرت ہے اس کا سراپا نہ دیکھا
تری حسین ابرو مر اغنیچہ دلے
یہ عقدہ ہے وہ جس کو کھلتا نہ دیکھا

کیا کیا حفاتیں نظام ہم نے تری سہی ہیں
لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہیں گب

عشق میر عزت اللہ خاں

عشق تخلصاً میر عزت اللہ خاں حکیم فرزند فرخ قدرت اللہ خاں قاسم دہلوی
است۔ در شعر شعور موفور دارد از حکیم ثناء اللہ خاں فراق اتفاق کسب سخن
ادب فادہ و از دالہ ماجد خود مائدہ فائدہ بقاعدہ این فن رلودہ۔ در طب طبیب
آزمودہ بودہ۔ زکی موزوں سخن است و در نکتہ سنجان یک فن است از نتیجہ
فکرت او این است۔ بہت :-

سبز خط کی دل سے آفت ہم اُٹھا سکتے نہیں
جو خدا نے کھ دیا اس کو مٹا سکتے نہیں گب

تم غنیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کر دو گے
ہم کون ہیں صاحب ہمیں کیوں یاد کر دو گے

عشق - منوال

عشق تخلص منوال نام از قوم کا بیقصر با شنہ امر وہ طبعش در سخن سنجی
مستقیم و اخلاقی عہم - مردے جوان پیر عقل است اشعار تابل سماعت اجل
است - مستفید از صحبت زند است - کلام خوش می گوید و نہال سخن موزوں از
زمین و لش خوشنما می رود با الفعل بہرہ پر تا از نویسی کلکتری بجنور ماسر است -
وہا حشاش از ذات خود را بطوریکہ می شود گزرا نندہ بحضرت باری بصدر محبت دزاری
منکور از دست - فرد

جب سے پی ہے عشق کی میں نے شراب
ہو گیا حبس سخن کے دل میرا کباب

عیاش - سید یعقوب

عیاش تخلص سید یعقوب نام کھنوی نژاد است - اشعار خوب گفنتے
و مرائی با اسلوب چوں در سنتے با او بنچوردہ ام فاما سماعت شمرش خطے وافر
بر دہ - ازال است - شعر :-

خنجر بیداد کو سنگِ نساں پر تیز کر
وقت قتل اتنا رحم مجھ پر اے خوں ریز کر

مپیرے خانہ بھی کہتا ہے یہ ہر ایک زند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر ،

عقیقہ - وحیہ الدین

عقیقہ تخلص وحیہ الدین نام از فاضل زادگان بجنورا است۔ ہمت برجستہ
می نگارد و فیض سخن سنجی از خدمت حضرت مولانا محمد ذریعلی بجنوری دارد و طرز
استاد از کلامش می بارد بیتے از دمی نگارد۔ شعر در۔

ہے بے خودی سے جسم مرا یا رجاں سے دور
مستی میں ہر دین بلبلیں جو آشتیاں سے دور
گل رخ منور حسن پہ کرتے ہو تم عبث
گلشن میں گل نہیں کوئی باد خزاں سے دور

عاجزہ کاشی ناستخہ

عاجزہ تخلص کاشی ناستخہ نام۔ اصالت از شیرنا مابدلی سکونت پیر پورہ
ممبر صورت جوان سیرت است۔ در پیری دم عشق بازی می زند۔ در موسیقی
دعوائے بیس کمنہ می کند۔ بہر کیف با خلان دمساز است۔ داز عرصہ دراز بچاگری
سراکار نامدار سرسراز۔ درآیا میکہ مشاعرہ می شد مع نرزدان نامی و عزیزان
سامی خود کہ یکے خود را فقیر و دیگرے عاجزہ بحکم آل کہ این خانہ تمام آفتاب
است۔ بمشاعرہ آورہ دل دوستان را خوش می کرد تا در قدیر جل شانہ دل اورا
شاد و تکیہ نرزدان اورا آباد دارد اورا است۔ شعر در۔

جس قدر ہے صنم کی بات لذیذ ہے کہاں اس قدر نبات لذیذ
مست ہیں ہم نشے میں الفت کے کیوں نہ ہو ہم کو مسکرات لذیذ
سیاہی خط ابرو کی ہے بسم اللہ کی صورت
قد رعنہ سر امر ہے الف اللہ کی صورت

عاشق - احمد یار خاں

عاشق تخلص ابراہیم زماں شبلی دوران پشت پازن دنیاے دل کنارہ
 کشور از دورات گردول آزاد از تعلقات دور از تعلقات امیر فطرت درویش
 حصلت حافظ احمد یار خاں است کہ فرزند ارجمند امیر الملک نواب محمد امیر
 خاں والی ٹونک رضوان اللہ علیہ است کہ بچشم بصیرت و دیدہ عبرت دنیا را
 بحکم جبلت اصلہ بیچ انگاشتنہ ازل دست برداشتنہ بدامن شاہ اللہ نور مجاہد
 پیچہ ارادت زردہ نام خود شاہ عبدالرحمن قادری کردہ در منہ ہب شامی مجاہد
 قادری گویے سبقت بر پیشینیان بردہ نیماز مند یجناب او ظاہر ملاقی شدہ ام
 ناما با ستارہ اصاف گرای آغوز بہر لوجود از ہر پناد مپیر خصوصاً از پیر و مرشد
 قبلہ اصحاب طریقت کعبہ ارباب حقیقت حضرت سیدنا شاہ عبدالعظیم صلی
 دام فیضانہ نہایت مشتاق ملاقات نام - قادر قدیرہ میسر آرد گویند بسیارے در
 فارسی و کترک در ہندی زبان آوری می کنند از دہند مطالع می نگارم باستعداد
 عالی اش ازاں پے باید برد - قطعہ :-

نگاہ لطف ز من داشت آن نگار درین

ہزار حیف و صد افسوس صد ہزار درین

بلوچ دل چو نویسم کتاب خندہ گل

و خندہ تو کنم انتخاب خندہ گل

گر طپم می دھد دگہ جگر مے سوزد

عشق ہر لحظہ لطیف دگر مے سوزد

عنایت سید عنایت علی

عنایت تخلص سید عنایت علی نام۔ از سادات مہین است۔ پیشہ طبابت
دارد۔ صاحب طبع عالی و مملکت سخن را دالی کلام فصیح می گوید و راه بلاغت می پوید۔
نبیازمند دروہام پور ملاتی شدہ بودم۔ عنزلے کہ از دور مہندی و فارسی شنیدہ ام
جبہ نیا ازاں برائے تنگفتگی خاطر خلان می نویسم۔ عنزل ۱۔

درد نوشتاں را نظر بر حسن روئے دلبر است

میکشان جام معنی را خیال جوہر است

لب فرو بستن نباشد دال بر بے مایہ کسیر

غنچہ لب سینہ را باطن پُر از گنج زراست

گراں خواہی زرنج خلق شو عنزلت گزیں ،

سفتہ کیں بنید نہ ہرگز در صدف تا گوہر است

خاکاری شیوہ خود ساز گر خواہی علو

خاک زیر پانہی بینی کہ بر جسم دسراست

اے صبا خاک من دیوانہ از کوبش مسر

کیں طریقہ بوسہ پائے صنم نیکوتر است

اے چہ می پرستی نشان دلبر طناز ما

غنچہ لب شیریں سخن جادو نگہ ہمیں لبر است

شعر

ہم نفس اٹھ گئے کس کس کے تمیں یا د کریں

غم کریں تمیں کا یا ماتم نہر ہا د کریں

نظر آج بادے اگر حبلہ تصویر صنم
قصہ تصویر نہ سمیر مانی دہسزا د کریں

خیابان غنیمت معجمہ

غالب بہادر بیگ خاں

غالب تخلص و مکرم الدولہ لقب بہادر بیگ خاں نام خلف نیاز بیگ خاں
کہ از عاید خاندان مرزا نجف بیگ خاں ذوالفقار الدولہ بہادر بودہ گوشت رچوں پرش
دریں مضبوط دنیا بادۂ اجل چشید داد کامرائی دادہ شراب و دستگاہی ہامی
کشید۔ امیر عاشق مزاج بود و مشاعرہ شعرا رمی نمود از دست۔ شعرا۔

رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ دد چار آپ
تہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے
یاں تلمک روئے کہ اس کو سبھی رلایا ہم نے

غالب۔ مرزا نوشہ

غالب تخلص مرزا نوشہ کہ نام سامیش اسد اللہ خان است۔ ناز پرورد
دار الخلافہ شاہ جہان آباد۔ مکتہ سنجی مزاج است و موزونیت کلام از جوہر طبع
و ہاج او شاعر است۔ کہ مانند شش دریں خبر و زمان معدوم و عالی طبع است۔ کہ
ندیش تا قطع دور و درال غنیمت معلوم و نظیری در تغزل پیش او بعلوئے نظر شش
از شعرائے عامی است۔ و عرفی در تشبیب بعرفان مضامین عالیہ و وجید الکلامی

غیر نامی در فکر سخن نام بر آوردہ و دریں عرصہ گوئے سبقت از ہمدان بردہ صاحب
وہان منیف است و ایں اشعار ازاں استاد شریف است۔ بیت :-

د دست غم خواری میں مسیری سعی فرمائیں گے کیا
رخسم کے بھرتے ملک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا

نالہ حُسن طلب اے ستم ایجاد نہیں
اے تقاضائے جفا شکوہ بیداد نہیں

بے اعتدال ہیں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوئے

غُضنفر غُضنفر علی

غُضنفر تخلص، غُضنفر علی نام کھنوی از ملاذہ نامی دشت گردان سای جبر آت
است۔ و در مجلس سخنوران گرامی بردہ و از کلام بحر نظام ذلہ کافی رُبدہ اشعارش
دل فریب و کلاش تمام زیب۔ از دست شعر :-

۱۔ کدار ہے تقاضائے جفا شکوہ بے داد نہیں۔ اے غالباً سہرکتا بت ہے۔
۲۔ از دشت گردان حیرات است۔ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاکر دانش ممتاز
است۔ و فقیر شعرے ندیدم کہ نظریاں ایں معنی باید پذیرفت۔ شنیقہ کا یہ اشارہ عمدہ
منتخبہ کی جانب ہے جس میں یہ جملہ ہے۔ شاکر دقلندہ بخش جرات از جملہ شاکر دانش
مشائرا لیبہ در شعر گوئی رتبہ عالی دارد۔

زیب و زینت سے مسترا ہے مہ و مہر کا حسن
 سادگی پر ترے صدقہ گئے زیور والے
 لاکھ شہر یا تو تم اب کیوں نہ مری جان والے
 اب تو مشہور ہوئے آپ غضنفر والے

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
 بگئے اس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ

غملین - میر سید علی

غملین تخلص، میر سید علی نام، نر نزار جند میر سید محمد برادر شاہ نظام الدین
 احمد قادری است، اشعار آبدار از طبعش می طراود، در گوانیار باعتبار دتسکین
 است، دکلاش عشق آگین نگین شاعری آل دیار بدست اوست، این بیت
 از دوست، شعر:-

تو نے صیا دنیا ظلم یہ احباب کیا بال و پر تو و نفس سے مجھے آزاد کیا

غفلت - احمد

غفلت تخلص، احمد اخوندزادہ افغان نژاد رام پوری است، کسب سخن از مولوی
 قدرت اللہ رام پوری نمودہ در فصاحت گوئے بلاغت از پیشینیان ربودہ از دوست،
 قطعہ:-

مد خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہد مرہٹہ
 با اختیار نظم و نسق صبیہاں آباد بادے بودہ، گلشن بے خار

سکندر آدے زمیں نا اپنے جو تالاب گور
 صدایہ کان میں پہنچے دھان تربت سے
 اب آگے کیجوزہ حمام درسن سے پیانش
 یہاں تو ہوگی مساحت جریب قامت سے

لے ہجوم پر تیر اپنے بدن پر لایا قاصد آیلے ہے دے بن کے کبوتر آیا

غمی۔ مولوی عبدلقدار

غمی تخلص، مولوی عبدالقدار نام۔ عالم علوم عقلیہ و انف فنون تعلیمیہ میر
 صورت۔ درویش سیرت تناعت گزین دارستہ آئین از مغول رام لہراست۔
 مدنتے بچہ صد الصدودی مراد آباد ممتاز بود آخر چوں دانشگی مزاج برد غلبہ
 کردن ترک منصب سرکاری نمودہ بالفعل سیاحت را پیشہ خود ساختہ متنو کلاً
 علی اللہ می گزیراند حالاشنیدہ ام کہ بدلی می ماند اکثر طبعش بہ ہندی مائل و نیز
 بیشتر بفارسی قائل چیزے از کلام ہندیش می نگارم بشتو۔ امبیات :-

تیرے دیوانے کے کوئی پئے آزار ہے کیا
 دیکھ تو شہر سا تیرے پس دیوار ہے کیا
 میں کہاقتل مجھے کر تو غصوں سے چھوٹوں
 بولا اس لطف و کرم کے تو سزاوار ہے کیا
 قتل کروا مری آنکھوں کو جو دیکھا تو کہا
 اب بھی کچھ جی میں تیرے حسرت دیدار ہے کیا

(قطعہ)

میں نے پوچھا کہ ان ایام میں ملتا ہے کم
 کچھ خفا مجھ سے تو اب ان دنوں اسے پار ہے کیا
 بولا رنجش تو وہاں ہو کہ جہاں ہو کچھ ربط
 میری اور تیری بھلا دستی اور پیار ہے کیا

میں خسرا باقی رہے باک ہوں اور لوگ مجھے
 پارسا سمجھے ہیں اللہ تری ستاری

خیابانے فکا

نارغ۔ میرا حواں

نارغ تخلص، میرا حواں نام۔ سپرکلاں اعظم لردہ سردار است۔ مردی
 شور بوردہ حضور طبیعت داشتند و در بیت از کلامش نگاشت۔ شعرا۔
 خط لے کے نہ اس سے جو مرے نامہ بر آئے
 یاں شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر آئے
 کیا چین سے جہاں قبر میں آرام کر دے گا
 دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

فدا۔ فدا شاہ

فدا تخلص، فدا شاہ کہ اسمش سید محمد علی است۔ موطنش قلعہ لوہاری از
 متعلقات سہارنپور است۔ در زمرہ سپاہ سال و ماہ ببری برد۔ نو تے عشق

آتشیں روئے شر رہے پر منش ریخت کہ دل از تیو داین و آل انجخت بفس در پشی
اندلس و عزم سیر و سفر ساخت و در محیط عشق غریقی لہ حیرت گردید۔ بیتے
از وہ بہت رسید۔ بیت ۱۔

اس سے میں اور مجھ سے وہ باہم رہا
ایک مدت تک۔ یہی عالم رہا

فدا۔ ٹیکارام

میں نے تخلص، ٹیکارام نام۔ بزرگانہش از دہلی رو بہ کھنوا آدرہ طبع موزوں دارد
راکون بہ منظر نگری گزارد و در پارسی نسبت شاگردی بہ پیر دانہ می گوید از وہیت
دومی نکارد۔

دشنام میں رکھتے ہو اثر قسم سے زیادہ
عینی میں کرامات ستم کب تم سے زیادہ

گر صدر نزاکت پہ شہ حسن نہ جاوے
کچھ خوب وہ سمجھا تری تعظیم بجاوے

۱۔ شیفینہ نے ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ بقول شیفینہ "فدا تخلص معروف بہ فدا شاہ آتش سید
محمد علی از سکنائے لوہاری من مقلعات مہار پرور۔ پیشتر معاش بہ پیشہ سپاہگری میکرد و آخر خوف مواد غالب
آدرہ دنیا را بہ اہل دنیا گزشتہ مجر دانہ بسیر و سفری گزرا نیدر عذریہ حکایت کند کہ بہ ہمیں تقریب دیایں مصر
ہم کردہ۔ مردے بود خوش اختلاط، بلکہ شیخ از دانیان فن شعر ایات خشک فدا از طبعش می تراوید۔ احباب
بظرافت زیادہ از انداز می مستورندش۔ عاقبت مائل بہ ہزل گشت۔ رفتنش را ازین دیار یا زہم سال و ست
بیان مکر آمدن زردہ بود چوں فدا شد بجان اسے فدا نامش از لوح ہستی زردہ باشد"

فدا۔ لکھی رام

فدا تخلص، لکھی رام دہلوی مدتے بہ بنارس و بریلی گزرانده۔ طبعش برنجیتہ
مائل بود بہرہ سخن سنجی از سودا حاصل از دست۔ شعر۔

گزشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے

نہ ہوں منرفیتہ کیوں کر کہ آن باقی ہے

فدوی

فدوی تخلص، متحد بالا اسم است۔ پسر غلہ فروشے از زمین لاہور بورہ
از ظلمت کفر برآمدہ روائے نور اسلام بردوش انگندہ۔ بجوش محبت محبوبان
ہم آغوش چوں مدہوش بارقیباں طرح جنگ انداختہ سنگ برسینہ نہادہ
بے درنگ زخم ہاروہ و برداشتہ آخر ہا در رکاب نواب ضابطہ خاں کامیاب
بورہ گوہر اشعار از صدف دہانش میرنجیت و در دہلی با سودا طرف شدہ در آدینت
چنانچہ مزار فیح کہ تویح ریع ملک الشعرائی بنام نامی خود داشت۔ اہاجی ریکیہ
تجوہیک بعض بنام آن ناکام گفتہ مشہور است۔ از دست۔ شعر۔

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے

سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

۱۔ دریں مومرہ آمدہ با سودا طرف شدہ۔ سودا برائے اہاجی ریکیہ گفتہ کہ مشہور است گلشن بے غار
خویشگی اور شہیتہ کے بیانات صحیح نہیں ہیں۔ فدوی اور سودا کا مقابلہ و مجادلہ فرخ آباد میں ہوا تھا، سودا کے
سوانح نگار شیخ چاند کے بقول (فدوی) مانڈے سے فرخ آباد سودا کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ کرنے کے

لئے آیا تھا۔ سودا از شیخ چاند ۲۵۹ طبع اول

بعد مرنے کے بھٹکتا ہوں تہہ خاک منہ ز
ساتھ سھیرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

یہ سرد نہیں باغ میں ہے آہ کسی کی
نرگس نہیں نکتا ہے چمن راہ کسی کی

فردی۔ مرزا محمد علی

فردی تخلص، مرزا محمد علی نام، مشہور بمرزا بھو کر دقائع نگار حضور احمد شاہ
ہر دہلی پورہ و باستان صلاح شاہ گھیسٹا عشق رحمتہ اللہ علیہ سخن خود درست نمود
سوز عشق در سر و حسن خویاں مد نظر داشت۔ ازال عزیز است۔ شعر:-
گلہ آپس میں ایسا ہی کبھو تھا تکلف بر طرف ایسا ہی تو تھا کب

تجھ سے ہوتے ہیں درد مند جدا گو کیسے کوئی بند بند جدا ”

فرحت۔ امیر علی

فرحت تخلص، امیر علی دہلوی است۔ کہ ادا از فیض گیران صحبت حکیم میر حسن اللہ
خاں عشق پورہ از وطن تن بسفر بکھنودا وہ۔ از دست۔ قطعہ:-

۱۔ ہر دقائع نگاری در حضور احمد شاہ مامور پورہ۔ آخر الامر عظیم آباد سکونت و استصلاح از
شاہ گھیسٹا عشق نمود۔ شعر عشق در سر داشت عاقبت خود را بہ دامن یکے از صاحب دلال آویخت
و گلشن بے خواہ۔ خویشگی نے شیفہ کے آخری فقرے کو نظر انداز کر دیا ہے۔

ملا جس کو تلواروں سے گرس مجھ کو
سناہم نے وہ چشم نر تھی کسی کی گب
نہ پنپا دل اپنا نہ پنپا یہ فرحت
لگی کیا ہی کا فر نظر تھی کسی کی

فراقِ حکیم ثناء اللہ خاں

فراقِ تخلصِ حکیم ثناء اللہ خاں دہلوی است۔ از سخنوران نامی و زباں آدرال گرامی
بودہ در ریختہ گوئی فرد بود از خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ کسب سخن نمود گویند مردے
صاحب درد بودہ اوصاف گرامی ہائیش برد اصف قافیہ تنگ نمودہ عنصر اللہ از دست
شعر:-

آنا یہ چھکیوں کا مجھے بے سبب نہیں
بھولے سے اس نے یاد کیا ہو عجب نہیں گب

آنکھ اس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہیں
بس چلے یا نہ چلے جی تو حبلا بیٹھے ہیں

فیضِ مرزا جعفر علی

فیضِ تخلص، مرزا جعفر علی بکھنوی است۔ از شعرائے راسخ است۔ دشتاورد با
ناسخ۔ اور است۔ فرد:-

یہ تو مست میں کہاں تھا کہ کسب کمال
بے کالی میں بھی انوس کہ کامل نہ ہوا گب
مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ دفا دار ہوں میں
تم میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

نقاں - اشرف علی خان

نقاں تخلص اشرف علی خان نام۔ کوکہ احمد شاہ بادشاہ بود۔ سرنراز مخاطب
 کوکھن شش خان تلمیذ علی قلی خان قذیم است از دہلی بعظیم آباد طرح اقامت انداختہ
 دیر است کہ ازیں خاکدان بہ بہشت نقل کردہ از آہ و فغان اوست۔ شعر:-
 عشاق تیری گرمی بازار کر گئے اس جنس کو گراں پی خریدار کر گئے گب

تخت آتش غم میں دل بے تاب کیا جانے
 ہٹنا ایک دم بھی آگ پر سیما کیا جانے

نہ کھولتے ترے بند تبا کو کیا کچے
 دل گرنتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے

تیرے ہی دل سے پوچھیے اس غم کو ہاں نقاں
 لغت بُری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے

فقیر - میر شمس الدین

فقیر تخلص، میر شمس الدین نام۔ مولد شش خاک پاک دہلی است از شیوخ
 عباسی بودہ در درمی پائین برتری داشتے گویند کہ بعد کس سعادت زیارت
 حرمین شریفین بہ ہنگام باز گشت رد خود بطوافش دادار حمتہ الشہ

مذ کذا اندیم، حملش بے غار

علیہ اور است۔ فرد

خال اس کی بیاض گردن کا نقطہ انتخاب ہے گویا گب

ہے عرض دید سے یاں کام تکلف سے نہیں

خواہ ادھر بلٹھ گئے خواہ ادھر بلٹھ گئے

کم ہے آواز ترے کوچے کے باشندوں کی

نالہ کرنے سے گلے ان کے مگر نہ بیٹھ گئے

نگار سید حین

نگار تخلص، سید حین نبیرہ میر تقی اللہ نقیر است۔ مردیت طرح دار بکمال
باطن صاحب انوار وطنش خط پاک شاہ جہاں آباد است۔ ہنرمند آں را طالب و
استادش اسد اللہ خان غالب است۔ فرد۔

کرنا ہے غنچہ تنیرے دہاں کی برابری گب
شاید یہ اپنی سہول گیا ہے دہن کی بو

۱۔ خوشگئی نے یہاں بھی شیفقت کی اطلاعات سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ بقول شیفقت
میر تقی الدین دہلوی از بنی عباس است در دری زبان دست گاہے معقول دارد و لایب ماہر عروص و ذانیہ
بے نظیر و قطع خویش است۔ رسالہ حیات تصنیف کردہ دے بدیں مدعا گواہ در ۱۱۰۰ لجد کسب زیارت
حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تظییاً بہ نہر صام باز گشت زورنی جیانش طوفانی شد گاہے رنجیہ ہم گفتم۔
۲۔ نگار کے حالات مالک رام نے تلامذہ غائب میں مختصر طور پر لکھے ہیں ان کے بقول سخن نعر میں نگار
نورن کے شاگرد بیان کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ دونوں سے استفادہ کیا ہو۔ تلامذہ غالب ص ۲۲۶

دیکھو آئینہ کو اس لئے اس نے کیا ٹکڑے
یعنی مجھے کس واسطے مجھ سے نظر آیا۔

فیض۔ پنڈت کرپاکشن

فیض تخلص پنڈت کرپاکشن نام۔ کشمیری نثر و داستان۔ فاما و طش خطہ دل
کشاف رخ آباد است۔ زباں دان فصیح بیان در فارسی بیگانہ و برجستہ سہری
مستثنائے زمانہ۔ از دست۔ شعر۔

ترے داغوں سے گلہ سنتے ہے سرتاپا بدن میرا
لحد میں کھول کر دیکھے اگر کوئی کفن میرا

لوٹتے خون میں تہہ خاک سے بس آ کر
دیکھتا میرے تڑپنے کو جو تاتل آ کر

فارغ۔ فارغ شاہ

فارغ تخلص حضرت پیر طریقت و مرشد حقیقت امام المحققین مددۃ
المدققین مرکز دائرہ ولایت۔ نقطہ محیط کرامت بیہود الغیضان منبع الاحسان و یکتائے
میدان توحید موحد ثنائی تغرید عامل غزمن منبع تارک بحکم دل من طبع شبلی زانی
صوفی لاثانی حضرت فارغ شاہ است۔ قدس سرہ۔ اصلش از حسن پور ضلع
مراد آباد آنکہ بعضے نا آشنا یاں از بریلی نوشتہ۔ رہ خطا

ہیمودہ پہ پہ تحقیق نبرہ نژادش کا تہہ بودہ است۔ لعنفوان جوانی با خواجہ غفرین
 و سرور محققین سرتاج ادلیا مقبول بارگاہ کبریا حجاب نفیس مآب شمع دین
 مزار ستم بیگ صاحب رضی اللہ عنہ بر خوردہ ترک سوم شرک کردہ مستغرق بہ دریا سئے
 توحید شدہ۔ در بریلی چلہ ہاکشیدہ آخر کار لب وفات شریف حضرت مرزا
 صاحب قدس سرہ بر مزار آل حضرت تا دوازدہ سال در کھنو بحالت جذبہ
 مقتکت بودہ زان بعد منشی عبد الرحمن رحمۃ اللہ کہ برادر خالہ زاد فارغ از وسم و
 گمان بودہ با مزار تمام و بھمائش نام بوطن خود یعنی در خوجہ آورده تجدید نکاح
 کنانید۔ از آن زمان آنحضرت علیہ الغفران در خوجہ متوکل خوش گذران و زاویہ گزیں
 بودہ این تہ و نسیدہ بیان بارہا فیضیاب شدہ است و اجازت طریقت حاصل
 کردہ چلہ بزنگینہ درس یک ہزار و دوصد و نیچاہ و شنش ہجری نبوی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم بود از خطوط مولانا سراج احمد کہ تہ زیدار جمند آنحضرت است
 دریانتہ کہ بتاریخ ہشتم محرم من صدر جان پاکش قدم در علیین نہادہ یعنی اول
 پانزدہ پاس بلا فصل روح آنحضرت مشغول بذکر اللہ ماند۔ من بعد نبض از دست
 رفت و نزع شد و گر دیدنیج باردیگر ذکر الہی بر زبان آورده آنگاہ جان بجان
 سپردہ و روح پاکش بحیب محرب حقیقی جاگزین شد۔ وقت موت بر آنحضرت
 باران رحمت الہی آن خیال بارید کہ جسم مبارکش نافہ مشک شدہ و طیب و ممتام
 خانہ را بلکہ نہنگام بر دن خبازہ اش ہر کوئے و برزن را گرفت آخر جم مبارکش را مدفون
 باغ خوش فرمودند طالب اللہ شراہ و جعل الحبتہ مشواہ۔ داعی اثم را مولانا محمد روح کہ
 صاحب زادہ محی السنہ جامع شریعت و قاض بدعت است در ان نامہ غتر لے

مدانہ خطابہ چلے والے وانا آشنا یان سے شینتہ مراد ہیں جنہوں نے لکھا ہے "اصلش از بریلی است"

نیز پاول غنزل دیوان پدر نبرگوار خود بہ ہندی گفتہ فرستادہ بود کہ آنرا برائے
یادگار فلان و از سپہر آتش این ژدلیہ بیان می نگارم۔ اینست۔ غزل:-

چکانقا ب حسن سے خورشید نور کا	دکھلا دیا حجاب سے جلوہ ظہور کا
بحر فلک حباب ہے موج قدیم سے	نے دو ہے یہ آتش دریائے شر کا
اس دلربا کی فکس کی بجلی کے رد برد	کس منہ سے میں بیان کوں صغور کا
برہا ہوئی ہیں ہجر میں سو سوتیا متین	صبح وصال ہے مجھے روز نشور کا
کیا جانتا ہے تومرے طوفان اشک کو	گوہر ہے چار موج حسن و سرور کا
فارغ رہا زبان و مکاں سے وہ ذات پاک	اس پاس ذکر ہی نہیں نزنے کیلئے کا

آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان و مثنوی بود چنان کہ دو مثنوی دیکھ
دیوان کہ از بیقات آں حضرت آوردہ بودم ہمراہ خود اکثر پیش چشم دارم و باہنگام
حب حال خود اس غزل را بر زبان می آم۔ غزل:-

بس کہ دل میں ہے ترے تشریف فرمانے کی دھوم
ملک میں پڑ جاوے جیسے شاہ کے آنے کی دھوم
دیکھ کر اس کی تجلی جوش کرتا ہے جنوں
شمع کی جوں روشنی میں ہووے پروانے کی دھوم
جام بھر بھر دے ہے ساقی آج مستوں کے تئیں
ہو رہی ہے مے کدہ میں دیکھ پیمانے کی دھوم
مست شیشہ مست ساقی مست مفضل مست جام
کیوں نہ جادیں ہوش فارغ دیکھ مے خانے کی دھوم

مطلع میندا آں حضرت می نگارم۔ مطلع

اے زاہد ہمارا دل تو اِلَّا اللہ جانتے ہے
 نہ بہت خانہ کو جانتے اور نہ بیت اللہ جانتے ہے
 (دیگر)

دیوار و در پہ جلوہ درآت ایک ہے
 شان و صفت کئی ہیں ملے ذات ایک ہے

دلا اس بے نشان کا کیا نشان ہے ہر اک شے میں عیاں ہے پر نہاں ہے

رہ گیا بس کہ فقط حسرت و اراں محبہ کو
 چین دیتے نہیں نس پر سہی دل و حباں مجھ کو

ہم نظر کرتے ہیں اے چشم سوئے یار کہ تو
 دیکھیں اب ہم ہیں یہاں طالب دیدار کہ تو

چشم ہے بادہ یک رنگ میں سرشار کہ بس
 نظر آتا نہیں جس صورت دیدار کہ بس
 (دوسرے)

تیرا چشم اس پر نہایا تو ہوتا	تھیل عشق اٹھوایا تو ہوتا
تن بے جاں کو کھنایا تو ہوتا	پڑا ہے خاک و خول میں بے سراپا
لہو کا رنگ دھلویا تو ہوتا	ہر سرخ و سفید شمشیر کا گھاٹ
ذرا یوسف کو سمبایا تو ہوتا	ہوا ہے ختم اس پر حسن عالم

مصور گو ہوئے ہیں نقش تصویر
کب آتی ہے تصویریں تری شان
دلے نقشے کو دکھلایا تو ہوتا
خیال شوق شرمایا تو ہوتا
بخوف غمزہ غمازاں صبح
کہاں ہے طاقتِ شکل صنوبر
نشانِ سرود پدایا تو ہوتا
در دلداز تک آیا تو ہوتا

دل

دل لے گئیں سقین ہم سے تری دلستانیاں
جادو کی بانیاں ہیں تری مہر بانیاں
آئنا نہیں وہ یار نکلتا نہیں یہ جمے
پتھر سے بھی گراں ہیں مری سخت جانیاں

مرغ جاں پردہ مچلتا ہی رہا
دم شمشیر کمان ابر سے
صید بریاں کو یہ تلتا ہی رہا
جو دم آیا سو نکلتا ہی رہا
دل ہے یا شعلہ ہے یا سوختہ ہے
جوشِ خوں ہے مری آنکھوں سے
تہ دل میں سے المبتا ہی رہا
تزالہ آب کہ مگلتا ہی رہا
سرسید اترے قدموں سے جدا
میرے بوسے سے وہ شوخ عیار
محب کو وہ شور جنوں ہے سر میں
شرکت یار سے احتم ہر دم
دل چوں کوہِ دلہتا ہی رہا (کنا)

لایا نقاش جو یوسف کا دکھانے لکھتے لکھا نقشے کو ترے دیکھ چھپانے لکھتے

نذیر مرزا محمد بیگ

نذیر تخلص، مرزا محمد بیگ نام، از قزلباش است۔ عالی سرشت، برتر نژاد
 عبدالمجیش آقا محمد جعفر علی خاں در عہد سلطنت محمد شاہ ہم پائی قشون نادر شاہ
 بہ ہندوستان حل اقامت انداختہ۔ طبل بلند آوازگی من الملک الیوم نواختہ۔
 بالآخر در خلیل گنج کہ از مصافحات کول است۔ داعی قضا را لبیک و صد یک
 لکھت۔ سپر ش مرزا محمد اسمعیل نام۔ کہ والد فدا بود۔ از دارالخلافہ شاہ جہاں آباد۔
 برآمدہ بہ الہ آباد اقامت گزید۔ ہم در اں جا فدا کب نصاحت و بلاغت نمود طبع
 خودش مائل بکلام موزوں ساخت۔ چون طبعش رسا بود نشیب و فراز سخن را
 دیدہ بہ نظم گوئی زبان خود را کشود۔ و بڑے کتاب این فن خود را بخدمت مرزا قنبر
 کہ استاد وقت خود بود در سانیہ۔ باستعداد کافی خود را بہرہ در گردانیہ حالامدرسیہ
 است و پیش زبان آوران کلاش برگزیدہ از دست۔ شعر:-

یارب بد لے راہ مہر بیتاں را
 برسنگ مزین شیشہ ناموس جہاں را

بر داحیل کہ وداعی ز دل ربا باقی است
 کجاست فرصت مردن کہ کار با باقی است

عمرے بحسن و عشق جدا گانہ سوختیم
 محاہے چو شمع گاہ چو پردانہ سوختیم

ہر روز یادگار مرزا ننگاں منم بانگ درادگر درہ کاراں منم
خیابان قاف

قائم شیخ محمد قیام الدین

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین چاند پوری است۔ کہ از قضاات سبب صلح بجنور
است۔ مردے فیض افسح نصیائے زمان خود بودہ۔ دور مجمع شعرائے ذوالکرام گوئے خوش
گفتاری از میدان زباں آوری ربودہ۔ گوہر شاہوار شعار از دریائے اذکار ادب و ادب
می نمود۔ زبانش نرم و سبزی و کلاش نکین بود۔ از تلامذہ مرزا رفیع السواد است۔
اداست۔ شعر:-

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا
مرتبہ عشق کا یاں حسن سے سبھی دور گیا

سب کو آتا ہے ترے حسن کا یاں طور پسند
گرچہ ہر ایک زمانہ میں ہے اک اور پسند

مے چکودل جنگ کو تو یہ دشوار نہیں
لیک تم دیکھتے سمیڑتے ہو خیردار نہیں

یہ خوشی نے یہ اطلاع شنیفہ سے حاصل کی ہے۔ شنیفہ کے بقول قائم مرزا رفیع سودا کے ارشد
تلامذہ میں ہیں شنیفہ نے قائم کو سال وفات ۱۲۱۰ھ لکھا ہے اس اہم اطلاع کو خوشی نے نظر انداز کیا ہے۔
ویسے قائم کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مولوی عبدالحق نے جرات کے اس مصرعے "قائم بنیاد شہر بندی نہی"
کیا کیے اب آہد کی روشنی میں ۱۲۰۸ھ متعین کی ہے۔

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی تَاسَم لیکن
بے طلب اب بھی جوں جائے تو انکار نہیں گب

شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کراہت کی راہ
کیا مباحثت ہے نکلنے میں خرابات کی راہ

گو ہم سے تم ملے نہ تو مسم بھی نہ مر گئے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے

رودیں گے کب تک اے مژدہ آنکھ بار بس
اب لیا مجھے ڈبوئیں گے جل تھل تو سمبر گئے

قائم آتا ہے سپردہ بن سُن کر دیکھئے کس سے اب بگڑتی ہے

بے شغل نہ زندگی بسر کر گرا شک نہیں تو آہ سر کر

جو چاہیے چاہ کا سرشتہ قائم ہیں تو کر دکھائیں گے ہم

دنیا ہے یہ کار گاہ مینا (تے) جو پاؤں دھرے تو یاں سے ڈر کر
دے طول امل نہ دنت پیری شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر

نگاہوں سے نگاہیں سامنے ہوتی ہیں جب لڑیاں
 چھایا کھل گئیں دونوں طرف سے دل کی گھمبڑیاں
 یہ اب کے شبِ برات اے یار تجھ کو ہم پہ یوں گزری
 ہوائی تو ہماری آہ تنہی اور اتکے پہلے بھڑیاں

کس دل پہ داغِ غم نے نہ تیرے بہار کی
 الشد رے دھوم اب کے برسِ لالہ زار کسے

دامِ رہی زلفِ یارِ تائم جیتے رہے کالے اور کلوٹے

قاسم سید قاسم علی خان

قاسم تخلص، سید قاسم علی خان نام فرزند عطا حسین خاں تھیں است۔
 برصِ رستم مشہور در موسیقی موثر گانی می نمود مدتی سربکار انگریزہ ماندہ و حالیا
 بارگاہِ غنم سوئے نکلوراندہ۔ صاحبِ نوطِ زمرع بودہ از دست۔ فرد:

مرا سہرا بلہ ہے کہہر باکی سبجہ کا دانہ
 نہیں تو کیوں کشش ہے اس قدر کانٹوں کو صحر کے

۱۔ خوشگلی اور شیفۃ کے بیانات میں اختلاف ہے شیفۃ کے بقول قاسم سید عطا حسین خاں تھیں
 ہیں قادر بخش صابر نے گلستانِ سخن میں انہیں "قاسم عطا حسین خاں" لکھا ہے (گلستانِ سخن جلد دوم
 ۲۹۵) شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور، کریم الدین نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ان کے الفاظ یہ
 ہیں: فن موسیقی میں بہت ہمارے رکھتا ہے۔ پہلے تحصیل محالات سربکار انگریزی پر اور پھر نقاب نگار میں رہتا ہے؟

جو ہاں ہوئی تو جیس گئے نہیں تو حباں سے گئے
 مہاری زینت و مرگ آپ کی زبان میں ہے

مرے صراع کو مسئلہ سے فائدہ معلوم
 علاج اس کا کسی سنگستان میں ہے

قاسم میر قدرت اللہ خاں

قاسم تخلص، حکیم میر قدرت اللہ خاں نام۔ از دہلی است۔ با قدرۃ الشیوخ
 حضرت فیلتنا مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اعتقاد وافر پیش نہاد خاطر داشت۔
 حیدر است کہ قالب خاکی را گزاشت و نسخہ در یاد حال خویش نگاشت۔ از نگار
 دوست رشید۔

میں مد نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا
 آغاز محبت یاں انجام نہیں رکھتا

میر سبر قول تراے بت خود کا غلط
 دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

دشنام دے مناتے ہو رو کھٹے کو آن میں

کیا جانے کیا منوں ہے تمہاری زبان میں

۱ کذا

یہ جملہ غلط ہے۔ خوشی صاف صاف نہیں کہنے کہ قاسم نے ایک تذکرہ شعراء
 میں مرتب کیا ہے۔ حالانکہ شیفتہ کا بیان ان کے سامنے موجود تھا۔

مسلمانوں اسے پروا ہے کیا احیائے عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسیٰ نفس تو ہے پہ کا فر ہے

قاصر۔ مرزا بیر علی بیگ

قاصر تخلص مرزا بیر علی بیگ نام، دہلوی نژاد است۔ درنلد سخن مشاق و
در زبان آدری طاق اورا انفاق کس سخن از ثنا اللہ حال فراق است۔ بیتے
از وثقت است۔ شعرا۔

یاد کس گل رو کی اس دل کو نراکت آگئی
آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آگئی

قدرت۔ شاہ قدرت اللہ

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ نام۔ در زمرہ شعرائے ذوالاحترام نامی بود و
در نکتہ سبحان زمان گرامی از اولاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار علیہ رضوان اللہ
الغفار متوطن دہلی بودہ است۔ فاما بسرزمین مرشد آباد سکونت خوش آمدہ ہرور
زمانہ آن یگانہ دوزین بہاں سرانے نوشہ راہ عقبی برداشتہ و بسوزش عشق در داشتہ
نسبت توطن عظیم آباد کبکہ باد کردہ قدم براہ غلط سپردہ۔ از نتیجہ فکر است۔ شعرا۔

ہنگامہ پر ہیز درع اب سبر آیا
کچھ دیر ہوئی انکے نہیں کھوں گرتے
اے بادہ کشوڑہ کہ بچہ ابرنر آیا گب
شاہینہ نرگاں کوئی بخت حکم آیا

یہ شیفہ کی اطلاع ہے۔ ان کے بقول آنکہ اورا از عظیم آباد دانستہ اند غلط کردہ اند۔ شیفہ نے
قدرت کا سال وفات ۱۲۵۵ لکھا ہے۔ خوشی نے اسے نظر انداز کیا ہے۔

بے تابوں سے یہ دل بے تابہ گیا اپنی طیش میں جل کے سیلابہ گیا عجب

جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ سمجھ کے نامہ سرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ

آگ اس داغ کو لگیو کہ نہک سود نہیں
” چھوٹے وہ آنکھ جو سخت جگر آلود نہیں

ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ اک جفا ہے
” کوچہ ترا ہے ظالم یا دشت کربلا ہے

” حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غسری کردن چھوٹے ہے
” نوح کشتی سے خبر دار کہ یاں سینے سے
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے
” شب سحران کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت
تن سے جاں چھوٹے ہے اد جان سے تن چھوٹے ہے

قدرت مولوی قدرت اللہ

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رام پور است۔ دم شاگردی قائم میزد
ودائم قدم در شاہراہ فن سخن قائم می کرد۔ از دست شعرا۔

لاکوں جلائے مرثہ صدر الدان میں فیض دم مسیح ہے اس کی زبان میں گب

انصاف سہی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا ،
کتنوں کے گھر تو خالی رہے امتحان میں گب

قربان میر محمدی

قربان تخلص، میر محمدی خلف میر کلود ملہوی تخلص بحقیر سخن دلپذیر یاد نقش
ضمیر پر نادہ پیسراست۔ در مخموری طاق دشاگرد شاعر اللہ خاں نراق۔ مینے ازو
تخریر پذیراں اوراق است۔ شعر:-

کہوں نہ اک سٹھو کر سے دال احیائے صد جاں دادہ ہو
دست بستہ معجز عیسیٰ جہاں استادہ ہو گب

قلندر۔

قلندر نظر بر تخلص در اظہار حال یار و دیار و بدیدہ اعلیٰ الابصار احتیاج
تکرار نیست۔ اشعار آبدار و تخریر پذیر نام نہ نگار است۔ قطعہ:-

جی کو سر زندگی نہیں ہے کیا جی کے کریں کہ جی نہیں ہے گب
تھمتے ہی تھمتے گا اشکِ ناصح رونا ہے یہ کچھ منہ ہی نہیں ہے

قمر مرزا حاجی

قمر تخلص، معروف بمیرزا حاجی مہین پور مرزا جعفر از عمائد کھنواست مشیر
باتدبیر جان بیلی سفیر کھنو بود۔ و در سرکار وزیر با توقیر طبعتش سلیم و کلامش

۱۔ حاجت اظہار عاشق نیست، معاصر خان آرزو است مابین در بیت ازد گزیدہ آید گلشن نیجار

مستقیم: بنکبیل سخن از صحبت فیض قشتیل فیض جزلی یافتہ و آل کہ اور احوال
گلشن بے خار پور مہین مرزا تقی ہوسن لگا شتہ پس کما ہی آگاہی ندا شتہ بحکم
آل کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ از کلام ادست قطعہ :-

صلح کرتے ہوئے آخر درہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے اسے ننگ آہی گیا
کہتے ہیں شب قمر خستہ گلا کاٹ مو
آدمی تھا غم ہجرال سے بہ ننگ آہی گیا

قیس مدار بیگ

قیس تخلص، مدار بیگ است کہ نامش احمد علی بیگ و پدرش مرزا مراد علی
بیگ مشہدی است و او بلکہ تو در وجود آمدہ مجنون نجد سخن بود و کلام بحسرت می
نمود از دست - شعر :-

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب الٹا
ہوا اور مضطرب اس نے جو ذرا نقاب الٹا

۱۔ "مہین پور مرزا تقی ہوسن و تربیت یافتہ قشتیل است۔ گلشن بے خار - شفیقہ کے
اس اطلاع کا پہلا حصہ صحیح نہیں ہے۔ خوشی کی کا اعتراض درست ہے۔ مرزا حاجی کا تذکرہ تاریخ
اور دھیں بھی آیا ہے۔ مصحفی کے بقول ان کے والد کا نام فخر الدین احمد خاں عرف مرزا جعفر تھا۔
دریاض الفضا ص ۲۵۹ شائع کردہ انجمن ترقی اردو

قاضی عبدالودود نے بھی حواشی تذکرہ شعرا مصنف ابن طوفان میں لکھا ہے کہ "شینتہ نے
نجانے کس طرح قمر کو خلف مرزا تقی ہوسن لکھ دیا ہے۔ منہ

کچھ دیرہ پر آب نے رسوا کیا مجھے
 کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے
 آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ گُلب
 اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
 سمپترا ہوں ہر کسی سے میں انصاف پوچھتا
 خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے گُلب
 کہتے تھے متیس یا گے مجنوں پکارنے
 اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

قمر نصر اللہ خاں

قمر تخلص جامہ این ادواق پریشان میان مشہور نصر اللہ خاں است بزرگان
 آثم در عهد صاحب قرآن ثانی از غزنی در قصور آمدند پس از ازل در خوجہ آمدہ
 سکونت در زیدند۔ بندہ خداے کریم بمرہ سالہ بعد وفات والد ماجد غفر اللہ لہ
 خدمت خاں امجد فیاض زمان تابع سنت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیروند بہ
 ابی حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والخیران جناب فتح خاں صاحب تحصیل دار پر گنہ نظام آباد
 از وطن کو چپیدہ با عظم گدھ رسیدہ لعل الطاف ایشاں بہر از اذ و نعم پرورش
 یافتہ تا عمر بہت سادگی از گرم و سرد زمانہ نشناختہ اوقات عمر گزارنمایہ خود
 معنت برباد دادہ بحکم المقادیر کاین دریں وقت شوق کسب علوم متعارفہ پیدا شدہ و
 باندک زمانہ کتب فارسیہ و صرف و نحو در خدمت فصیح زماں سرآمد فضلائے دوراں
 مولانا سراج الملتہ والدین عم فیضانہ حاصل کردہ طغایہ صاحب قبلہ حسن اللہ
 الیہ کما جو حسن الی راقم آثم را سپرد خدمت تاج العلما و امام الفقہا و بذلہ الکاملین

قدرة المحققین حلال عقود عقلیہ۔ کثافت رموز تعلیہ مولانا احمد علی صاحب چریاکوٹی
 رحمہ اللہ فیضانہ فرمودند و ایشان بفرط عنایت خاصہ خویش عاصی پر معاصی راہم پائے
 خود مت بنارس برزید و آنجا اتفاق قیام زیادہ از سه سال گردیدہ کہ دریں عرصہ
 از علوم مزبور یہ نحو منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول و تفسیر و ہیئت و ہندسہ و
 جبر و فتن و حساب و آداب و نصاحت و بلاغت فی الجملہ آشنا گشتہ باز بخدمت
 ملخانی صاحب ممدوح مشرف شدہ بکار دنیائے دہل مصروف گردیدہ بعہدہ نیابت
 ایشان نامور بودہ کار متعلق خود کہ تحصیل و بندوبست بود انجام دادہ در سلازمت و تہیکاری
 چار سال گزارده باز بنیابت آن قبلہ در صلیح گورکھ پور بہرہ تحصیل داری مامور شدہ
 در سال کار با حسن اسلوب انجام دادہ بدعائے خال امجد در الہ آباد از پیشگاہ حاکم
 صدر طلب شدہ مامور بعہدہ ڈپٹی کلکٹری گردیدہ بتلاطم امواج تبدیل از آن جادو بجنور رسیدہ
 و ظاہر دست بکار و بیاطن دل بیمار دارد و آزانہ عمر خود می گزارند حالاً بمرسی سانگی
 است۔ تخریک بعض احباب سخن گو گو ہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید و خود
 اگرچہ بہ بے مانگی رتبہ سخن گوی و شعر فہمی نمی دارد اما بغیض صحبت خال امجد
 خویش میل بہاعت آن بسیاری دارد با مید آن کہ۔ شعر۔

شوہدم پرداتہ تا سوختن آ موزی

با سوختگان بنشین شاید کہ تو ہم سوزی

و آن کہ بفراتش بعضی خلان گا ہے ما ہے کلام موز دل کردہ است۔ لائق آن
 نیست کہ بدال سامعہ خراشی ارباب سخن کند و داد بے جا خواہد آسا چوں کہ نام این
 مزدج خلایق ہر دلیف ایشان آمدہ ناچار طوعاً و کرہاً ضرورتاً انتادہ کہ ابیات چند
 بزبان آوردہ خود را مصداق قد استہدف گرداند بباہر شنید و چشم از زلات باید
 پوشید۔ بیت :-

ہرچہ دردنیاشد از نیرنگہائے یارشد
برہمن شد شیخ شد صوفی شد وئے خوارشد

اے ستم گر بتا سوا میرے کون قائم ہے آشتائی میں
ہے مہامان صورت اللہ اس تیرے نیچہ منائی میں

جب سے دیکھی تری کلائی ہے جان ٹھکونیں کل آئی ہے
تیرے کوچے میں اب مقیم ہوا یہ سبھی مہمت کی رہنمائی ہے

کیا ہے اس لئے میں نے دلانا نامہ کا عنوان سرخ
کہ ہو تعبیر اس سے دلربا کو چشم گریاں سُرخ

ہے اور خاک پاک میں منصور کے اثر کچھ کہہ رہے ہیں اب درو دیوار بے طرح

کو چہ جانان میں جب جاتے ہیں ہم
ٹھو کریں کہا کہا کے سمپڑاتے ہیں ہم
شعلہ رخ دل ربا کا سیاہ کر
خود سبک کر آپ جل جاتے ہیں ہم
دل لگانے میں نہیں کچھ فائدہ
دل لگا کر دیکھ پھٹاتے ہیں ہم
وغرض از تحریر این نامہ نہ آنت کہ نقلی خود ہانت دگرے باشد بلکہ

منقصود آنست کہ صلاح کار دوستان و یادگار مسافران باشد و نزول رحمت
 فرقت ذکر صالحین می باشد و ذکر بے از بزرگان دین متین بخیر دریں اوراق
 آورده شده است۔ تا کاتب الحروف در آن رحمت نازلہ شامل شود و نام زبان آوردن
 در اوراق مثبت کردن و سخن نیک۔ ایشان را بخیر و داد یاد کردن نیکی است و
 نفعی است از افعال حسنه و نیز ظاہر کہ در دنیا حشر نیکی چیزے را ثبات د
 قرار دند کہ وہ یادگار نیست۔ کہ حضرت ظل سبحانی دام ملکہ دریں باب خوش می فرماید
 بند:-

کس کس طرح کے ہو گئے شاہان ذی کرم
 کس کس طرح کے رکھتے تھے ساتھ اپنے چشم

آخر گئے جہان سے تنہا سوے عدم
 دارا کہاں کہاں ہے سکندر کہاں ہے جم

کوئی پہاں رہا ہے نہ کوئی پہاں رہے
 کچھ اے طفلہ رہے تو نکوئی پہاں رہے
 ایں رد خلائق ایں بند را بچنیں طرز در فارسی ترجمہ کردہ۔ بند:-

بس در جہاں شدند ز شاہان ذی کرم
 ہر یکہ بنجویش داشت ز ہر نوع مدح شرم

رفتند زین جہاں ہمہ تنہا سوے عدم
 دارا کجا کجا است سکندر کجا است جم

کس در جہاں نمائند نمائند ہمیشہ کس
 پائندہ است گریہ جہاں نیکی است بوس

اگر خواستہ الہی جل شانہ است بعد چندے پاتکملہ ایں بانی داد اسمائے

دیگر شعرا کہ با ایشان اتفاق ملاقی آفتد بزرگارد یا تذکرہ دیگر باین دامن تحبیداً
تجربہ آرد و ما توفیقی الا باللہ و ہو حسی علیہ توکلت والیہ اٰنیب خداوند تعالیٰ
توکل و ازادی رخصا و قناعت نصیب ماکند آمین۔ شعر:-
پیش صاحب نظران ملک سلیمان باد است
ملکہ انست سلیمان کز ملک آزاد است

خیابانے کافے عربیہ و فاکرے

کامل۔ پنڈت ٹھا کر داس

کامل تخلص۔ پنڈت ٹھا کر داس کشمیری خوش کلام است۔ و لباس شاعری
بر اندام او چست است و نسبت کمال سخن بوجدش درست و از مدت بکالت
عدالت می گزرائند و در شاہ جہاں آباد بغرت می ماند از کلام است۔ فرد:-

پلٹ کر جو دیکھا سہراہ اس نے

لگا تیرا ک بازگشتی جگر پر

کبیرہ حکیم کبیر علی

کبیر تخلص، حکیم کبیر علی نام۔ از سنبل است۔ محمل شوق شاعری او بعدائے
رخیختہ و رنگہ بند است و آوازہ طبابت او آویزہ گوش دانشمند این اشعار از
قلم بند گردید۔ فرد:-

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر زبیت معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے گے

کرم۔ شیخ غلام ضامن

کرم تخلص شیخ غلام ضامن ایام شاہ جہان آباد بفرغ تمام می گزرا ندر ز مکر نظم
کوشید و دبلاس گراں مایہ شاعری از موسیٰ خان پوشیدہ مرد حریف و ظریف است۔
و اہی ابیات از تصنیف دست۔ شعر۔

نام کب آسودہ حباں میں نالہ ہائے زار کا
سر نہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا

ہاتھ ہودے گا مراد۔ تہ ادا ماں ہوگا
چاک جب صبح قیامت کا گریباں ہوگا
زلف مژگاں سے لپٹی ہے خدا خیر کرے
مشک آلودہ کہیں خنجر برائے ہوگا

نبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب
گلوہ سرد و باد سحر دردوں ایک صہیں
داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبت نیست بجائے گل اگر لالہ مزید
می کرد۔ حسن تمام می بخشید یارب کہ استادش از حقیقت مجاز رفتہ کہ بکلام شاگرد
ہاورد مطالعہ اش حرفے نگفتہ۔

۱۔ خوشی موسیٰ کے سلسلہ میں طنز و تعریف سے نہیں چکتے۔ اس طرح انہیں استاد شیفہ
کی تحقیر کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ داغ و لالہ کی مناسبت ملحوظ
خاطر رکھنے سے گل و عندلیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی۔

گرم۔ مرزا حیدر علی بیگ۔

گرم تخلص مرزا حیدر علی بیگ۔ سپر مرزا نیا ز علی بیگ۔ دہلوی است۔ بازار سخن بدم
گرم او گرم تر بود۔ و در شکر نواب میر خاں گزران اوقات می نمود و نالہ مزدوں ادا و مصحفی
است۔ شعر:-

حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف۔
لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف۔ گرب

لو ہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سپح بتا
تر بیت پر کس شہید کی تو نے چڑھائے گل
گل دستہ لادیا جو کل اس کو رقیب نے
ہم نے بھی گرم رشک سے ہاتھوں پہ کھائے گل

گرفتار سنگی بیگ۔

گرفتار تخلص سنگی بیگ۔ دہلوی کہ از گراں سنگی درمیانِ مشاعری احدی ہم رنگ
اونترا اند شد۔ خاتم فن سخن از عطائے حاتم بدست ادرست۔ شعر:-
ررد ہو جس کے کچھ دوا۔ کچھ
جی ہی بے چین ہو تو کیا کچھ برب

کلو۔ میر کلو۔

کلو تخلص، میر کلو در شاعری فرد بود و از اقارب خواجہ میر درد است رحمۃ اللہ
علیہ۔ شعر:-

صدافقیروں کی گرتی سنو گئے کیا ہو گا
زرا ادھر سبھی نظر سے لینا سمجھلا ہو گا

کَلیم - میر محمد حسین

کَلیم تخلص، میر محمد حسین نام، کَلیم پیش لسانی و تیز کلامی اور کثرت گزین است۔
رباعجاز سخنوری، باسیح بہم ترین۔ از خاک دہلی است گویند کہ ترجمہ فصول حکم شیخ
محی الدین عربی طاب ثراہ بزبان رنجتہ از کلک و زبانش رنجتہ صاحب دیوان است۔
ایں ابیات ازاں برگزیدہ زمان است۔ شعر:-

چھپا ہے آمری چشم پر آب میں دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک جناب میں دریا

دیوانہ ترا وعدے پر اپنے اگر آدے
منہ دیکھو فلاطوں کا جو عہدہ سے بر آدے

غرض کہا ممکن کہ اس سے داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

کمال - کمال الدین حسین

کمال تخلص، شاہ کمال الدین حسین نام، کڑا مائیک پور مقام آل اکرم اکرام
است در شاعری کمال داشت وہ درویشی عدیم المثال بتقدیم سیاحت اقالیم
مکر معہم بستہ۔ دارستہ مزاج بود و گاہے ماہے فکر سخن می نمود و راہ این فن

می پیو دایں ابیات از دل تو بدینمورد - شعر :-

جسے شکستہ شیشہ دل کچھ نہ دیکھا اور کام

مرفیع جس دن سے ہے یہ حیرت سینائی ہوا

آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چپکتے دیکھ

ایک دن تم کو نہ شوق کار نسہ مائی ہوا

اور دکھلایا متاشا محب کو دشت نے کمال

میں متاشائی تھا جس کا وہ متاشائی ہوا

کوثر - مہدی علی خاں

کوثر تخلص، مہدی علی خاں از دودمان موتمن الدولہ اسحق خاں است کہ از امرائے

نامی بہ ہند فرس مکان محمد شاہ گرامی بود۔ نسبت تلمذ بناسخ دارد این ابیات

از دمی نگارو - شعر :-

خواب میں شب اس پری نے شکل دکھلایا ہمیں

جاگ اٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں

نامہ بر کوچہ دلبر میں گم آیا ہو جائے

فی المثل ہو دے کبوتر تودہ عنقا ہو جائے

۱۔ ہنگام ورود مکتوا جزا آتہ۔ امدادی خواست۔ گلشن بے خار

۲۔ شیفۃ ان سے ذاتی طور پر واقف تھے۔ دو سال است کہ بدلی وارد شدہ بود تقریب

اعظم الدولہ داعی راہبہا اور تارے سند۔

دل بچٹ گیا کہ وہ طبع نگار ہے حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے گرب

گویا۔ فقیر محمد خاں

گویا تخلص فقیر محمد خاں کہ از امرائے نامی و گرامی بکھنواست۔ و از پیش گاہ
والی ذی حماہ آنجا بلقب حسام الدولہ ممتاز زبیر مرہ عمائد آں جا اعزاز دل خواہ داشت
قدر پسند نہر مند است دشمنائے آل دیار از خوان احسانش و لطیفہ خوار در مراتب
سخن گزری بلہجہ ہندی و دری از متعلقان راسخ شیخ امام بخش ناسخ است۔
بآبیاری سطف سرشارش خطہ کولہا متعلقہ قصبہ ملیح آباد کہ در قرب جوار بکھنواست
چون تخته گل گلزار پر از بار داز آئندہ پر ناندہ اوار باب علم و ذی الارحام از خانان افغانان
ہم قوم از در در نزدیک نصیبی کامل یافتہ و از ہر جہت رونافتہ بر آستانش شتافتہ
انداز دست۔ شعر:-

در دہپلو میں رہا کرتا ہے جب سے تو نہیں
عجب میں بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہیں

اس کو غفلت پیشہ کہہ آتے ہیں ہم
سجول حبانایا دد لواتے ہیں ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤں پر سر
آپ اپنی کھوکریں کھاتے ہیں ہم گرب

صندلیں رنگ پر میں مری گیا درد سر کس کا یہاں سر ہی گیا گرب

میں گوناگوں خوش ہوں اپنی زندگی سے رہے خوش یا الہی وہ جہاں ہے گرب

جی ابھی نکلانہ تقاسن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جاناں سمند عمر سے چالاک ہے گرب

خیابانے لام

لطیف - میرلطیف علی

لطیف تخلص میرلطیف علی نام۔ طبعش لطیف و سخنش لطیف گویند دست۔
ارادت بدامن عقیدت و معرفت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ و شورشاعری
انجمنیت۔ از دست۔ شعر:-

روتے ہیں شیخ و برہن سبھی دل کے ہاتھوں^۱
گبر نکلانہ یہ کافر مسلمانے نکلا گرب

رہتا ہے درد زور دلِ ناتوانے میں
کیوں کراثر نہ ہووے مہاری زبان میں ”

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے
تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے ”

۱۔ میں گوناگوں خوش ہوں اپنی زندگی سے۔ گلشن بے خار

۲۔ روتے ہیں شیخ و برہن سبھی دل کے ہاتھوں۔ گلشن بے خار

روتے ہیں شیخ و برہن سبھی دل کے ہاتھوں۔ مجموعہ نغمہ ۱۵ (جلد دوم)

لطف۔ مرزا علی

لطف تخلص، مرزا علی۔ اصلش از انتر آباد است۔ دہلی نژاد و عظیم آباد سکن
داشت و از آل جاہجید آباد شتادنت۔ و بذریعہ قصائد مدح عمائد از والی والا
مقام انجام داد و انعام یافت و این اشعار بنام ادارقام پذیر شد۔ فرد:
کیجو اس زلف کو مشاطہ سمجھ کر شانہ
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مولوٹ گیا

بڑھایا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن
فسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا
نہیں سمند رو پر زانہ پر وہ آتش ہوں
کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا
” نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی در نہ سدا
” در قبول تو اس آرزو میں باز رہا

ہے کون سبزہ رنگ خراباں کہ رشک سے
چوں شمع سبز جلتا ہے ہر سرد باغ کا
” ساق لگا دے خم مرے منہ سے کہ بار بار
” احسان کون کہینچے سبر اور ایانغ کا

۱۔ خوشی نے شیفتہ کی اطلاعوں سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا شیعتہ نے بصراحت مکمل ہے
کہ نسبت شاگردی بہ میر تقی میر داشتہ۔ تذکرہ در حال رنجہ گویاں زبان رنجہ نوشہ است بہ نظر سیدہ

کس کو دیتے بلا جو جانتے ہم دے کے دل اس بلا میں پڑتے ہیں گرب

خوب کا تیری بس کا ایک عالم گواہ ہے اپنی بغیر دیکھی ہے حالت تہاہ ہے

خیابانے میم

مائل۔ میر محمدی

مائل تخلص، میر محمدی دہلوی ازاہل فضا مائل است۔ و دریں دنیاے مجاز بعشقی حقیقی
مائل ریشاعری او مخموران مائل و سقم از کلاش زایل او استناد بے نظیر شاہ نصیر
است از دست۔ شعر:-

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہو س
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہو س گرب

مائل۔ مرزا محمد بیگ

مائل تخلص، مرزا محمد بیگ ازاہل کھنوا است۔ نسبت تلمذ بجرأت دارد۔ بییے
از و بخامدی سپارد۔ شعر:-

پیتا ہوں جامے کے عوض کا سہ بنگ کا
مائل ہوا ہوں جب سے میں اک سبہ رنگ کا گرب

۱۔ شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی۔ گلشن بے خار

۲۔ محمد یار بیگ۔ گلشن بے خار۔ محمد یار بیگ عمدہ منتخبہ ۱۵۷ مطبوعہ دہلی۔

۳۔ یار بیگ نمونہ نغز ۱۵۲ (جلد دوم)

مبتلا۔ مرزا کاظم علی

مبتلا تخلص، مرزا کاظم علی نام مشہدی است۔ اصلاً دکنوی است وطن
در سرکار دہلی نامدار آن جاداد کاہرانی میداد از دست۔ شعر۔
شیشہ دل چک دیا تو نے سنگدل آہ کیا کیا تو نے گب

مجدوب۔ مرزا غلام حیدر بیگ

مجدوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ نام۔ منشائش جہاں آباد است و نسبت
تلمذ بہ سودا داشت۔ دہمت بفکر ریختہ می گماشت۔ اور است۔ شعر۔
عادات سے تہاری کچھ اگر مہرے تو میں جانوں
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر مہرے تو میں جانوں گب

محرم۔ رحمت اللہ

محرم تخلص، رحمت اللہ نام۔ بذریعہ کسب معاش در اکبر آباد جایش برد۔ چند
نگذشت کہ ازاں درگزشت و بخلقہ فقر انشت۔ مایہ سخن از میر محمدی بیدار دست
دادہ دمت است رو بہ علی نہادہ۔ اور است۔ شعر۔
دل انگار دیا دیدہ خونبار دیا،
سرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا گب

۱۔ مخاطب از پیشکاه وزیر الممالک بہ مردان علی خاں۔ گلشن بے خار

۲۔ شخصے است کہ سودا بفروندیش برداشتہ برد۔ گلشن بے خار

۳۔ بحر ذکب معاشی کردہ از مدت ازاں شغل درگزشتہ دبایس فقر از دہر کردہ گلشن بچار

کی میں نے شکایت توروہ بولایہ خفا ہو
گرم سم ہیں جفا جو تو کسی اور کو چاہا ہو

محزوں - میرزا صر خاں

محزون تخلص میرزا صر خاں خلف سید محمد نعیر رنج کر گنج معرفت از خواجہ میر درد۔
رحمۃ اللہ علیہما اندوختہ کتب ہر علوم آموختہ علم ریاضی و چار سوے بازار ہنر از فرشتہ
درد عمارتہ آن ہمارے داشتہ لب سخن می کشاید دریں فن چنان کہ شاید جد و جد
می نماید از دست - شعر:-

جھوٹ ہے اور سے کب میں نے لڑائی آنکھیں
تم نے بے فائدہ رورو کے سجائی آنکھیں

مثاید اس وقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں
بات کہنے میں جو تم ربط سخن سہول گئے
نہ تو نامہ ہی نہ پیغام ز بانے آیا
جیف محزون مجھے یارانے وطن سہول گئے

محزوں - عالم شاہ

محزون تخلص عالم شاہ نام۔ از مشائخ عالی مقام گروہ مکلیں است قیام

۱۔ میرزا مرجان گلشن بے خار - سیدنا مرجان عمدہ منتخبہ خان غالب سہو کتابت ہے
۲۔ بات کرنے میں ایچ گلشن بے خار، بات کرنے میں ایچ عمدہ منتخبہ۔

مقام او در امر و ہدایت ایام بود این اشعار در افواہ عوام بنام اوست - شعر :-
 بے محابا چاک کرتا ہے گرمی بال کے تئیں
 کس کے آنے سے چین میں گل کو سودا ہو گیا

تم نہ خرید کسی کی نہ نغاں سنتے ہو
 اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہی محزون غم کی داد
 کہہ کن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی

محرم حسین علی خاں

محمود تخلص حسین علی خاں نام - از مقام اکبر آباد است - سخن نیکو می گوید و راہ فصاحت
 می پوید و بنام صاحب علیا در سرکار انگریزی ممتاز بودہ و باقران خود سراسر انداز -
 ز دست - شعر :-

سنگ پھینکے - ہے مری تیر پر محل کے بدلے
 گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قتل کے بدلے

محب شیخ ولی اللہ

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کہ نو تھے رد بلکھن منودہ و مزید شوق و ذوق
 بالکتاب فن سخن شاگرد رشید سودا بودہ - سہرا ان لقبہ بگور اسودہ و درایت
 از وثبت است - بیعت :-

تو ارد تری چہاہ پوچھنا کیا
مرد تے ترے داہ پوچھنا کیا گب

تیرے جو ہی ستم رہیں گے
جیتے کا ہے کو ہم رہیں گے

محبت۔ نواب محبت خاں

محبت تخلص، نواب محبت خاں فرزند رشید سادات آگین حافظ الملک خدا
بیامرزد نواب حافظ رحمت خاں والی بریلی بود و سخن سخن می نمود و کرمیں و فیض خیز
شان محتاج تفصیل و تطویل نیست۔ اظہر من الشمس و ازہر من الاس است۔ ازال
عسزیر است۔ شعرو۔

جس کو تری آنکھوں سے سروکار ہے گا
بالفرض جیا کھی تو وہ بیمار ہے گا گب

عاشقوں میں مجھے کھا تو نے
آج چہر میرا بجاں ہوا

آپ کچھ غیروں کو چھپ چھپ کے قسم کرتے ہیں

یہ جو ہو محبوب تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں

بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو مجھے

تو اسٹا بیجیراے بار خدا یا مجھ کو

محنت۔ مرزا حسین علی خاں

محنت تخلص، مرزا حسین علی خاں جہاں آبادی است کہ بلکہ نثر و نما یا فنہ گلزار

نکرتش با بیاری مشرہ قلند بخش جرات تازی گزنتہ۔ درین ربیان شباب
 بخوشبوئے خویش دماغ عالے را معطر ساختہ۔ از دست۔ بیت ۱۔
 آمدن فصل گل کی نسیم سحر سنا مر جاؤں گا قفس میں نہ ایسی خبر سنا کرب

منظر شاہ منظر اللہ

منظر تخلص: بلبل باغ توحید ہزار داستان بستان تفرید۔ نغمہ سنج ترانہ
 ساز فیح زبان لیمح بیان حضرت شاہ منظر اللہ صاحب منثور ریاست مہم اللہ
 فیضانہ۔ آں یگانہ آفاق و آل کریم الاخلاق آں منبع فیضان الہی آں جنبہ غیوضات
 لامتناہی آں مقبول بارگاہ منان آں عاشق روئے نبی آخر الزمان آں مرجع خاص و عام
 آں تدوہ اصحاب کرام آں سرشار نشہ وحدت وجود آں جام کش میکد وحدت
 شہود صوفی طینت و صفائی سیرت باخلاق پیشینیان سخن در مہدی و فارسی می
 فرماید زبانم را چہ یار اگر وصف کلاش گوید چہ تباہے کتان بر تن ماہ راست نمی آید۔
 اما حکم منزل الرحمۃ عند ذکر الضلعین نام مبارکش را دریں رسالہ آوردم اگر بکلامش این
 اوراق پر آگندہ را آرائش دہم گنجائش دارد لہذا غزلے میباریم۔ غزل :-

عشق میں تیرے کیا سخت گزارا ہم نے

دم شمشیر تلے کانس نہ مارا ہم نے

چشم عبرت میں نظر کی تو سبھی سودا تھا

دیکھا سارا یہ جہاں ہاتھ پکارا ہم نے

پیر ہن مبرک اکسرد بار ہوا مثل کمتاں

دیکھا کیبار وجود ماہ پیارا ہم نے

بے قدری سے ترے ہجر میں اے خرمین گل

بترخار لباباش خارا ہم نے

وصل دلداریتی پردہ ددری میں رہے
 حیف یاں آں کے کیا کام سنوارا ہم نے
 بلبلوں کو غم داندہ سے روتا دیکھا
 خنہ گل کا کیا خوب نظر لا ہم نے
 جام صورت میں تری محو جہاں کو دیکھا
 چین و دردم و حبش و بلخ و بخارا ہم نے
 تابِ غمتا نہیں ہم کو زیادہ منظر
 اب غموشی کا لیا آن سہارا ہم نے

محشر - مرزا علی نقی

محشر تخلص، مرزا علی نقی نام، کشمیری نسل و کھنوی اصل است۔ شہرہ
 شاعری ادبہر شہر رسیدہ و نفس عاشقانہ رسیدہ روزے بہ نرم محبانِ نیشیں
 عنزم زرم با مرزا علی بہلت معصم نمود وہ تیغ خوں آشام کاراں مستہام با محبام
 رسانید وید کہ بنی اعمام او کمر با انتقام خواہند ببت بہ بہت فطرتی بازاں جافزار
 نمودہ وہ بریلی قرار گزید۔ ز تہ باز بلکھنور رفتہ دارثان مقتول بادل پردرد از امیر
 شب گرد ستغیت شد چنانچہ باستغاثہ درتہ اور مجمع عام و خاص بقصاص رسید
 ازاں نیک نہاد است۔ شعر:-

دور میں اس چشم کے گردوں کو آتش نہیں
 کس گھڑی کس دم نہ نیتنے کی فرمائش نہیں

۱۔ شیفتہ کے بقول بدلی رسید و باخواجه میر درد پیوستہ از ایشان ماندہ برداشتہ۔

جہاں منتظر ہے آنکھوں میں وقتِ رحیل ہے
جلدی پہنچ کہ تیسرے ہی آنے کی ڈھکیل ہے

محترم - خواجہ محترم علی خاں

محترم تخلص خواجہ محترم علی خاں کہ درِ عظیم آباد مردے نامی بوزہ است۔ و تلمذ
خواجہ رکن الدین المعروف بہ گسیٹا بیگ عشق گزری از خلاصہ فکرِ ادرت۔ فرد۔
اے محترم اتنی اشک باری کھل جائے ہے اب بھی برس کرے

دستوں نے مرے کہاں سے محترم کو کہو تو یاں لائیں
نگے کہنے کہ شرط کر لو تم ہم جو مجلس میں اس کو بلوائیں
روز دیوے کہ جس کے رونے سے ساری محفل کے چہچہے مہائیں

محمود - محمود خاں

محمود تخلص محمود خاں دہلوی است کہ ادبِ ادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خاں
مردِ ادرت جو آنے خوش سیر۔ دلکش منظرِ شعری از فکرش می ترازد و از افکارِ ادرت
بیعت ۱۔

گھر سے بے پردہ وہ رشکِ مریش نکل
نالہ دل بھی مری جان کا دشمن نہ نکلا

وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
ہم کو مینے سے بھی اب زہر ہے کھانا مشکل

جان کیا چیسر ہے پر عشق میں تاثیر تو ہو
کئی مرہائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

اب تو حد تاثیر کی اے اشکِ خوں میں ہو چکی
سب طراز دامنِ دلدار رنگیں ہو چکی

مرزا۔ آقا مرزا

مرزا تخلص آقا مرزا ابن محمد اسمعیل ماژندران است کہ در کھنؤ
تجارت پیشہ و درست اندیشہ تربیت یافتہ میر است کہ کلامش بے نظیر است۔
از دست۔ فرد :-

پہچانے تانہ کوئی کہ کس کی لاش ہے
سرتن سے لے گیا مراثِ تل تراش کر

مسرور۔ مرزا سنگی بیگ

مسرور تخلص، مرزا سنگی بیگ عاشق مزاج است۔ گفتار خوش و اشعار
دلکش و ارد شعرے از دی نگار د۔ بیت :-

سدا اس چشم میگوں سے یہ دلستانہ کہتے ہیں
صراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ کہتے ہیں

مشیر۔ قطب الدین

مشیر تخلص، قطب الدین نام۔ از جہاں آبادیان است بفیض اصلاح

سرتن سے لے گیا مراثِ تل تراش کے۔ گلشنِ بہار

شاہِ تعمیرِ کلاش دلپذیرِ برناؤ پیرست۔ ازدست۔ فرد:-
 یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤں نکالے
 پھر دشتِ جنوں سلسلہ جنباں نہ ہوا ہو
 عجب

مشتاق۔ عبد اللہ خاں

مشتاق تخلص، عبد اللہ خاں نام دبشتاق علی خاں مخاطب است وہ نکتہ
 دانی چون تائبہ بنان پاستانی در رمل دستے دراز دارد در نیختہ او بند و بستے با سباز
 وہ بہوتی ہوئے در ص و آڑ بے داشت۔ و تخریخِ خطوط کسے را چون او دست رسی نے
 ازدست۔ شعر:-

مٹے ہے دم بدم یاں وصل کی تدبیر کا نقشہ
 دکھائی دے ہے بے ڈھب کچھ ہمیں تقدیر کا نقشہ
 عجب

زنگ کیوں سنبھے چہرے کا ترے اے مشتاق
 کس نے دیکھا ہے تجھے زہرِ سہری آنکھوں سے
 ”

مصدر۔ میراشار اللہ خاں

مصدر تخلص، میراشار اللہ خاں نام، کہ پدر میراشار اللہ خاں بود۔ در معرکہ
 شعرا بدوات و قلم صاحبِ طبع و علم است و در طب دالا پایگاہ و بسخن نیز راہ
 دارد ازدست۔ شعر:-

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کے
 صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کے
 عجب

مصطفیٰ - غلام امجدانی

مصطفیٰ تخلص غلام امجدانی نام۔ اصلش از قصبہ امر دہہ۔ در ایام جوانی طرح نئیام
بجہاں آباد انداختہ آخر باز نام تافتہ طلب سرے بکھنوشیدہ تالفس آخر ہم دراں جا
رغن گزیدہ باجرات و افشارالترخان اور امطارحات و مشاعرات ردادہ در بلاد مشرق
شاعری او مسلم و باستانی علم بودہ اکثر سخنوران آل بلاد آلتساب این فن ازان بخیلے
زمن نمودہ است۔ از دست۔ ابیات :-

اودا من اسٹھ کے جانے ولے تم کہ ہم کو بھی خاک سے اٹھالے عجب

سب اسٹھے بزم سے اور اپنے اپنے گھر کو چلے
دلیک پہنیں معلوم ہم کدھر کو چلے
کمر تری ہوئی یاں تک تو شہرہ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

گرا بر گھرا ہوا کھڑا ہے آنسو بھی نہ لہا ہوا کھڑا ہے
اے روح نکل کہ مصطفیٰ کا اسباب لدا ہوا کھڑا ہے

اپنے عاشق کی چشم نر کو دیکھ تیرے صدقے ذرا ادھر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ میری حسرت بھری نظر کو دیکھ
زلف کا بوجھ منت کمر پر ڈال زلف کو دیکھ اور کمر کو دیکھ
تمہی شب وصل کھل گئی جو آنکھ رنگ نق ہو گیا سحر کو دیکھ

آنکھ اپنی روتے روتے نہ شب تا سحر لگے
 کیا جانے وصل یار میں کس کی نظر لگے
 المشرے ناز کی کہ اسٹا اس نے ایک سچول
 سر پر جو ہنی رکھا تو بچکنے کس لگے

ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہیں
 داں لڑی آنکھ جہاں اپنا گزرا ہی نہیں
 دست و پا کیا کوئی جاں باختہ اس میں مارے
 بحر الفت کا جو دیکھا تو کتنا راہی نہیں
 جس نے کل دی تھی مجھے یاد درگوش اس کی
 آج کی رات فلک پر وہ ستارا ہی نہیں
 مصحفی کیوں میں سبک بارگزنوں اپنے تئیں
 بارہستی تو اسبی سر سے اتارا ہی نہیں

مضمون - شرف الدین

مضمون تخلص شرف الدین ازاد لادیشخ فرید شکر گنج است۔ مرد سخن سنج بودہ
 از منصبہ جاجو محال اکبر آباد و جہاں آباد نمود فکرش بر ایہام است کہ شیوہ شعرائے عالی
 مقام است۔ شعر:-

۱۔ شیفۃ نے سبھی مضمون کا وطن جاجو لکھا ہے لیکن صمیم جاجو ہے جاجو کا تعلق مضامین اکبر آباد سے
 نہیں ہے یہ ضلع کانپور ہے جاجو اعظم و معظم فرزندان اور مانے بیب کی جنگ کی وجہ سے بھی مشہور ہے وطن کی جنگ سبھی ہوتی تھی

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گر یہ یعقوب کیا

تیرے شرکھاں پرستے ہیں مجھ پر
آب پیکاں کا اس طرف ہے ڈھال

مضطر۔ ٹھاکر پرشاد

مضطر تخلص، ٹھاکر پرشاد کشمیری نشوونما لکھنؤ است۔ خوشہ چینی خسرو
 ارباب سخن است۔ و تخم شاعری در مزرع ضمیرش بآبیاری اربابین فن کاشتہ بفیض
 تعلیم برادر بزرگش یعنی پنڈت گنگا پرشاد رند بہرہ شترگ اندوختہ و علم و ادب ازاں
 سر کردہ زمن آموختہ و مایہ و نانہ اندوختہ کلامش عشق انجیز و بیانش رنگ آمیز
 مرنے بصلح اگر در سرکار انگریزی بچہ متعانداری ایام گزاری می کرد و چندے
 بصلح رد ہتک و پیٹیاں در ہمیں سرکار نجوشحانی و فارغبانی گزرانہ و ثانی الحان
 پنج سالہ در مملکت شاہ اودھ دامن دولت سرکار فقیر محمد خاں بہادر فرحتنگ آدرہ
 برزمرہ عمال محال بھڑاچ و سندلیہ باعزاز جمیلہ و امتیاز جزلیہ ماندہ دریں دلاستہائے
 بہادر نکلاں خود در بجنور لہوہ شامل مجلس مشعر و آثم می شود از دست۔ ابیات :-

تری شرکھاں ہی سینے پر لگاتی تیرے پھرتی ہے
 دوستی کیوں نگاہوں کی میاں شمشیر پھرتی ہے
 عجب صنعت ہے شب بازار ل کی دیکھو پانی بہ
 یہ پستی آنکھ کی دن رات بے تاخیر پھرتی ہے
 طلسم ایسا یہ بر پا کر دیا مہار گیتی نے
 بنی ہے آب و گل سے جسم کی تعمیر پھرتی ہے

عشق نے کی ہائے کیا مٹی خراب دل میں بس رہتا ہے درد و اضطراب
طہارمِ اخضر سے تافرشنِ تراب ہے بلا گرداں کسی کا آفتاب
آمنی ساز ہے بزمِ شراب چھڑ چنگ و عود و قانون و رباب

عشق بازی میں جی گونا نا ہے بھکوا اپنا سہرہ کھانا ہے
تن پر اک نحتِ گل ہی کھانا ہے دستِ گل مجھے بنانا ہے
تو نے مہدی رچی ہے ہاتھوں میں کیا نیارنگ اور لانا ہے
باد جو دے کہ دسترس بھی ہے زلف کی کشمکش میں شانا ہے
آہ سوزاں نہ کینچِ گلشن میں عند لیوں کا آشیانہ ہے
تجھ کو اے چرخِ لاتِ دن ہی ہے کیا تجھی پر یہ چرخ کھانا ہے
زلف لہرا رہی ہے اُن بچو دیکھو سانپ کا کھلانا ہے

کیا گل کھلے ہیں دیدہ خوں بار بے طرح
آنسو ترے گلے کے ہوئے عمار بے طرح
واں خط سبز رخ پہ نمود اور پڑا ہے یاں
آئینہ ضمیر پہ زنگار بے طرح
آفت زگاہ و چشمِ غضب قد بلا ہے زلف
پیچھے پڑے ہیں کیا ہی یہ دو چار بے طرح

حسن کی تیرے مہی دھوم پرستان میں آج
کون ہر ہے تر اے عالم امکان میں آج

کیوں نہ مدہوش ترنم ہو روشش پر بلبل
جام گل منہ سے لگاست ہے بتان میں آج
باعبال آتی خنزاں اڑ گئی کیا باد بہار
جو نہ بلبل بے نگل ہے چمنستان میں آج
لوتی سپرخ نے پہنا ہے شب تماش کو
جھومکا عقد شریا کامیاں کان میں آج

عشق نے آگ سچہ لگائی ہے	آنسوؤں سے ابھی بھائی ہے
میرے جانے کی واں منائی ہے	کسی دشمن نے کچھ لگائی ہے
صدف چشم سے سسل یاں	آنسوؤں کی لڑی بہائی ہے
تن پہ کھایا ہے گل جو چھپتے کا	یہ نشانی صنم سے پائی ہے
سانس لڑتی ہے بغض بھی چھوٹی	ہائے کیا مردنی سی چھپائی ہے
کعبہ دریر کا کیا جو طواف	اصل دردوں کی ایک پائی ہے
آئینہ کو نہ دیکھو بہر خدا	جان یہ طرزِ رخنائی ہے
اے جنوں سچہ ہو سلسلہ خنباں	نصیل گل ہے بہار آئی ہے
جب سے پابند زلف ہے مضطر	سر پہ کالی بلا سی چھپائی ہے

نگاہ دل میں گڑے کیوں نہ رخنہ گر ہو جائے
پلک توڑے کے رگ جاں پینشتر ہو جائے
موا ہوں ایک گل اندام کے تصور میں
کہو سزار پہ بلبل ہی نوعہ گر ہو جائے

برنگِ شمع کہاں تک جلوں میں حرّت میں
 شبِ فراق کی یارب کہیں سحر ہو جائے
 ملال کیوں کہ نہ گزرے جو تورِ نیکوں میں
 پئے شراب نہال اور بند ہو جائے
 بقول ذوقِ طپش اور تری تڑپِ مضطر
 جو برق دیکھے تو فی النار والنقر ہو جائے

مضطر کنورسین

مضطر تخلص کنورسین از سکناے کھنواست۔ مدت ہا بہ تحصیلداری سرکار
 انگریزی ہرہ اندوز بود شوقِ شعر فوق از اندازہ بشری داشت۔ بنظر نہر مند اشعار
 دل پسند از خوش آئیدہ ایں ابیات از قلم بند شدہ شعر۔
 خلل انداز و ناکون ساعناز ہوا
 کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا
 گ ب

سوزِ جگر کو دیدہ پر خم کو دیکھئے
 ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے

ابھی سے بیقاری ہے تو ہم نے دل مضطر مقرر است کاٹی

۱۔ از عرصہ دوازہ سال بہ علاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات می
 سازد۔ با فقیر یار با بر خورده شوقِ شعر شش از اندازہ آوردن است و ہم انحصارِ اولیہ دارد فقیرہ در
 دائرہ کربلا نوشتہ در سربیت از اں ہرین خواندہ بود معلوم می شد کہ مضامین معقول یافتہ باشد خود را از تلامذہ
 معتمدی گیرد۔ گلشنِ بے خار

منظرِ مزارِ جانِ جانال

منظرِ تخلص اسمِ شریفِش مزارِ جانِ جانال علوی نسب است۔ رحمۃ اللہ علیہ
 بزرگانِ آلِ حضراتِ اہل منصبِ بودہ نشود نمایانہ اکبر آباد است۔ چندی
 بجا آباد طرح سکون انداختہ و کسب بطون از خدمت سید نور محمد بدایونی نقشبندی
 فرمودہ بہندیب نفس مال و بریا صنت کامل و باہمہ فضائل ہمہ تن درد مجسم دل
 نرم و ہنگامہ عاشقی گرم داشت شور در سر و حسنِ زیبا منظرِ نظری نگاشت۔
 در ماہ محرم بعضی از تعصب کیشاں بیاک و بیدردان سفاک شہیدش کردند
 مات شہیداً عاش حمیداً از دستِ قدس سرہ۔ فرد :-

لوگ کہتے ہیں مومنظاہر بے کس افسوس
 کیا ہوا اس کو وہ اتنا سبھی تو بیا رہ سفاک

ہم نے کی ہے توبہ اور دھو میں مچاتی ہے بہار
 بائے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہے بہار

خدا کے واسطے اس کو نہ لوگو
 یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

اگر میلے تو خفت ہے و اگر دوری قیامت ہے
 غرض نازک مزارِ جوں کی محبت سخت آفت ہے

۱۔ شیفتہ نے مزارِ صاحب کے ترجمے میں پوری تفصیل سے کام لیا ہے اور ان کے بقول مسیر
 قمر الدین منت عاش حمیدات شہید تاریخ وفاتش یافتہ ۱۰

مغنی محمد امین

مغنی تخلص محمد امین از سکناے جوانب شرقی است۔ بقصہ کرل ازیں بے وفا
جا بمرگ مفاجا پیوست و عمرش بخوف درجائی گزشت از دست۔ شعر:-

سرمہ منظور نظر مٹھا ہے چشم یار کو
نبیل کا گنڈا پنہا یا سردم بیمار کو

معروف۔ الہی بخشش

معروف تخلص، الہی بخشش خاں نام۔ کوچک برادر نواب احمد بخش خاں بہادر والا
مقام کہیں پور مرزا عارف جان کہ از امرائے عظام عہد ذوالفقار الدولہ نواب بخش خاں
بودہ بغیض صحبت درویشان آل جلیل الشان بملقہ تائیشان در آمدہ خرقہ خلافت
از مولانا منیا الدین چشتی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ پوشیدہ دامن از دنیاے دل کشیدہ
و بجائے رسیدہ در سن یک ہزار دصد و چہل و دو (۱۲۴۲) از ہجرت خیر الورا
صلی اللہ علیہ وسلم ازیں مہمان سرائے کوس رحیل تبجیل کو نند ماہ دین و دنیا اندخت
اکثر خیالات رنگین و مضامین دل نشیں دارد و اس اشعار از گفتار او انقاد یافت۔
شعر:-

آہ وہ کون تھا خدا مارا جس نے اس سے مجھے لگا مارا گپ

چشم نرے گرچہ آمیز گان پہ پانی پھر گیا اس پہ بھی تو زور کے طرزاں پہ پانی پھر گیا

نیلا گنڈا ہے پنہا یا۔۔۔۔۔ الخ۔ خدا معلوم خوشگی اور شیفہ و دوزن نے اس مطلع کو مغنی کے کس

طرح منسوب کر دیا۔ یہ مطلع کلیات اتھن (دیوان اول ۱۹۵۰) مطبوعہ نول کٹور (دفعہ ۱) میں موجود ہے

محمد حسین آزاد نے اس مطلع کے سلسلے میں ایک پورا واقعہ آب حیات میں کھلے (مد ۳۶)

باغ ہستی میں کھلا گل یہ نیا سیرے بعد
غیر سے وہ مرے پھولوں میں ملا میرے بعد
گدب

اس بڑھاپے میں بھی کم ہوویں گے ہری ہم سے
سبز رنگوں سے چھٹا کرتی ہے گہری ہم سے
"

مغموم - سرست علی -

مغموم تخلص، میرشیت علی مشق کلاش، باصلاح حکیم میرعزت اللہ خان
عشق اوست - از دست - شعر :-

خیال چشم میگوں میں قدم ستانہ رکھتے ہیں
دوانے ہیں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں
گدب

مقبول - مقبول نبی

مقبول تخلص، مقبول نبی نام، فرزند انعام اللہ خاں یقین مرد سنجیدہ و متین
است، برینچہ گوئی مشاق شاگرد شمار اللہ خاں فراق است - از دست - فرد :-

دل گرفت اری کو اس زلف کی کب چاہے تھا
عشق نے ڈالی ہے یہ پانوں میں زنجیر بندر
گدب

ملول - شاہ شرف الدین

ملول تخلص، شاہ شرف الدین درویش بودہ بندیہ نظم خویش زین جاہیش از

بیش مشہور بیٹے از دست مطعات - بیت :-

تری جدائی نے یاں تک مجھے ملول کیا^۱
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا^۲

مکمل۔

مکمل تخلص، صفحہ خاطر مولف از نقوشِ حاشی خالیست مگر مایہ شاعری
او عالی دیوانے دارد مملو با شعار آبدار۔ شعر۔

سرو ساقِ گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس میں لڑایا آپ نے
صحفِ رخسار پر رکھتی تھم ہے بار بار
زلفِ کافر کو عبث سر چہرہ پایا آپ نے گب

منون۔ نظام الدین

منون تخلص، از دو دان سیادت است۔ نظام الدین نام بہین پور قمر الدین منت
اصلش از قصبہ سونی پت۔ کسب فنونِ علمیہ و علومِ عرفیہ از خدمت والدِ بزرگوار
خود اختیار کردہ مدتے بلکہ نو ببری بروہ وزمانے بزمِ مرہ شعرائے پائے تخت
حضور شمرہ طرہ گفتارش دل چپ و دل نشین و اشعارش نہایت عذب و
شیریں از نتیجہِ طبع است۔ شعر۔

۱۔ تری جدائی نے یاں تک ہمیں ... الخ

۲۔ صفحہ خاطر مولف از نقوشِ حاشی خالی است۔ بگشتن بے خار

۳۔ از پیش گاہِ خلافت فخر الشعرا لقب یافتہ اکثر از خید گاہِ بکوستانِ اجیری گزرا ندگشتِ بخار

تصور شب ترا تا صبح یاں کس کس طرح باندا
کبھی کھولی قباگہ طسرہ عنبر نشان باندا

ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہے دلبر اپنا
دل نہیں ہاتھ میں اور ہاتھ ہے دل پر اپنا

دل میں جو جو ہیں نکالیں وہ ذرا بول کے خوب
آج اس شدرخ سے لڑ لیجئے دل کھول کے خوب

بادلا پن ہے تصور میں تر سے ممتوں کو
تو اگر آدے تو ایک سیر دکھاؤں تجھ کو

شب ہم کو اشت و غول رہا افواج غم کے ساتھ
سو حشر میں شہید ہوئیں اپنے دم کے ساتھ

بس حیا زور آزمائی ہو چکی دلبروں سے ہانفہ پائی ہو چکی
رات تھوڑی حشر میں دل میں بہت صلح کیجئے بس لڑائی ہو چکی

جگر کے درد نے زنجیں نشان آہ کئے دل شہید کے غم میں علم سیاہ کئے

تصور شب ترا تا صبح کس کس طرح یاں باندا - گلشن بے خار

منبر - وجیہ الدین

منبر تخلص، وجیہ الدین لوری شعور شاہ نصیر است۔ برنجتہ گوی بے نظیر و شہستان
سخن بدر منیر کلاش دل پذیر یہ شاعر کہنہ مشاق است و سخن گوی بطرز نوطاق بہرہ
اندوز شب و روز از فیض پرورد و بغن سخن ید میضا نمود۔ از دست۔ شعور۔

کہاں ہے چادر گل ہم کنار ہے آتش
کہ دل جلوں کا غلاف سزا ہے آتش
کہاں ہے دیدہ ساغریں بادہ گل گوے
کسو کا کھینچتی یہ انتظار۔ ہے آتش
اگرچہ تیرگی بخت سے جلوں ہوں دے
شب برات ہوں سیری بہار ہے آتش

گرداب نہیں بحر میں ہر جا ہمہ تن چشم
نظارہ ساتی کو ہے دریا ہمہ تن چشم
گوہم ہیں تہہ خاک دے قبر پہ آد
جالی کا محبہ تو ہے اپنا ہمہ تن چشم
اے صید نگن طالب دیدار کو تو نے
تیر دل سے کیا خبتری آسا ہمہ تن چشم
برقعہ کو اٹھارخ سے جو کرتا ہے تو باتیں
اب میں ہمہ تن گوش ہوں تو یا ہمہ تن چشم

یہ چاک کشتہ تیغ نگاہ چشم میگوں ہے
 جو سبز سبزہ مینلبے اور گل جام کلکوں ہے
 زباں سے وال تو آنے کے لئے ہاں ہے نہ کچھ بول ہے
 قلق سے اوریاں بدم بول پر جان محروں ہے
 تماشا سرخ ڈرے سے تری کیا چشم میگوں ہے
 رگ گل نرگس شہلا میں ہے یہ تازہ مضمں ہے
 خیال دشتہ مرزاں ہے دل میں کسی ستمگر کا
 کہ آنسو جو نکلتا ہے ہزنگ قطرہ خون ہے
 اٹھا کر پردہ غفلت کو میں نے جو خدا دیکھا
 نہ غذا ہے نہ دامن ہے نہ لیلیٰ ہے نہ جنوں ہے
 کہاں ہے اشک خونی چشم تریں بدموں دیکھو
 صدف میں دانہ یا موت جائے درکنوں ہے
 منیر اس بحر میں اک مطلع موزوں سنا ایسا
 کہ نااہل سخن تھکوا کہیں کیا طبع موزوں ہے

منیر خواجہ آفتاب خان

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یار خاں رنگین است۔ از دست

شعر۔

جی چاہتا ہے زلف کا متیری بیاں کریں
 شانہ کے دانت توڑ کے اپنی زباں کریں گب

منشی۔ میر محمد حسین

منشی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن معروف بمیر کلن کہ بحسن شعور دین
سمورہ مشہور بود۔ اصلش از ایران دیار است۔ و نیز گانش را بہ دہلی قرار۔ آخر با
روئے سرتے کھنودہ۔ و در سر کار مرزا سلیمان شکوہ بیاسود از دست۔ قطعہ :-

نہ لپوچھا اس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہے !

بلا شرخی غضب رننتار قامت اک قیامت ہے

جو لپوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے

مجھے کچھ اس سے یوں ہی دزد کی صاحب سلامت ہے کہ

منشی۔ میر غلام علی

منشی تخلص میر غلام علی با شندہ سرسی کہ از مصاف مراد آباد است۔
کلاش شنتہ و صاف مزاج عاشقانہ و طرز آزادانہ دار و بحسن خوباں مال گمان ابن
و آل از خاطرش زائل بنمرہ اہل قلم در تحصیل نجیب آباد ملازم است۔ بحال زودیدہ
بیان بسیار عنایت دارد ایں ازال عزیز است۔ غزل :-

حال دل خود بے توجہ گویم توجہوں شد

مضطرب شد و عاجز شد و لاچار و زبول شد

رانندی ز درم تا بدست باز نیایم

دل بار دگر کوئے تو ام راہ ممنون شد

۱۔ خوشی کا یہ نقہ قابل توجہ ہے۔ دریں سمورہ سے دلی مراد ہے لیکن دلی سے خوشی کو ایسا تعلق
نہ تھا کہ اسے دریں سمورہ کہتے۔ دراصل یہ شفیقتہ کا فیض ہے جنہوں نے دکھا ہے از شاہ ایران سمورہ بود

در محبت تو دل خول شد و دخل آب شد و آب
 اشکم شد و اشکم زره دیدہ بر دل شد
 عقلم بدل از عشق بدل گشت و آل عشق
 فکرے شد و آل فکر مبدل بجنون شد
 از رنگ حنا گشته کف پایے تر رنگیں
 یا جان کسے بہر قدم بس تو خول شد
 بسیر نگی وحدت چو کثرت شدہ مائل
 رنگے شد و نیرنگ شد و بونہوں شد
 منشی نمکد مالہ جہاں درد فرانتے
 بسیار شد و از حد اندازہ منزل شد

مشتاق چتر سہج

مشتاق تخلص چتر سہج نام، قوم ڈھوسر کہ از اقوام تاجران است، مولدش
 بلوہ ڈیگ است۔ مگر از سن ہزار و صد و یازدہ (۱۲۱۱) فصلی توطن در متھرا
 گزیدہ است۔ شوق کمال بانشا دارد و بچہ انشا محکمہ را تم معزز و خوش گزرا نے
 است۔ اما چتر فرق محاسبان و انتر تارک شاعران است۔ ارباب سخن با ستماء
 شعروش مشتاق۔ مرد لیت برگزیدہ سیرت و مجسم با خلاق در زبان فارسی بہرہ کافی
 و در ہندی خلاق وافی دارد از ان گرامی خصلت است۔ شعر:-

بیاد شاہد رنگیں تو برگزین تسبیح
 ہمیشہ پیش نظر دار گوہرین تسبیح

دیکھ خوبی حسن تیرے کی گلاب ہو گیا ہے شرم سے مانداب

منتظر۔ نذر الاسلام

منتظر تخلص نذر الاسلام۔ اشعار اولطیف و جبران حریف و طریف کھنوی خُزاد
اور مصحفی استاد۔ دیوانے از تصنیف اداست بعلم و ادب آراستہ و بحکم پیراستہ
خوش بیان و فصیح زبان است۔ اور است۔ شعر:-

رہے منتظر منتظر یار کے یہ دیدہ ندیدہ ہیں دیدار کے

نہ میں ہاتھی نہ گھوڑا مانگتا ہوں ابھی صبر تھوڑا مانگتا ہوں
جنہوں نے دل سر توڑا ہے اے یار میں ان ہاتھوں کا توڑا مانگتا ہوں
کبوتر باز کے لڑکے سے ہر روز مکھی کا ایک جوڑا مانگتا ہوں
جہاں میں منتظر جاگیر اپنی جہاں آباد کوڑا مانگتا ہوں

ملک آنکھ لگ گئی جو روتے روتے تو سر پہ دیکھا کھڑا ہے کوئی
پڑا ہے کیا میرے جی کے پیچھے تصور اس کا بلا ہے کوئی
تمہیں یہ لازم ہے اپنے ہاتھوں سے اس کے نہ پر گلاب چھڑ کو
تمہاری صورت کو دیکھتے ہی ابھی جو غش کر گیا ہے کوئی
ہزاروں جی پر خیال گزرے کر دروں دل پر ملال گزرے
سنا جو ہم نے کہ گھر میں اس کے پھر آنے جانے لگا ہے کوئی

چاہتے ہیں دل کی آزما دیکھ ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ گب

باد خزاں کا ہو برا منتظر
تخت گلزار ہوا کر یا

منعم قاضی نورا الحق

منعم تخلص قاضی نورا الحق شاہ غرلیت۔ ب فصاحت و بلاغت ملحق بقندار
گویند در بر بی خدمت رضا بیداشت بمشق سخن اورا ملکہ تمام پڑھ است۔ از دست شعر
وہ نوک۔ مزہ جب سے مرے دل میں گڑی ہے
ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منصف۔ منصف علی خاں

منصف تخلص منصف علی خاں ذلہ ریلے خوانچہ فیضان نظام خان مجسم
است۔ از افغانہ عظیم آباد کما خسر تن بقدر بلی دارد ہمدرا نجا اتفاق سکونت افتاد
بضیق معاش تعلیم اطفال شکستہ حال می زبیت دستگاہ نظم بفرخ حوصلہ خود رنگ
می داشت کہ بگلشن سپہ حاسدان خارجہ میکاشت۔ چناں چہ پیش نظر منصفان
شگفتگی طبع او ظاہر و باہر از دست شعر۔

خیال جاتے تیرا کیوں کہ میرے سینے سے
جدا ہوئے ہیں کہیں نقش بھی نگیں سے گب

۱۔ یہ شیفہ کے اس بیان کی طرف اشارہ ہے "در نظم اشعار چنداں دستگاہ ہے
مماشتہ۔ فقیر اہم اتفاق درخور دایشان شدہ۔"
۲۔ جدا ہوا ہے۔۔۔۔۔ بخ گلشن بے خار

منت - میر تقی میر الدین

منت تخلص میر تقی میر الدین کہ اولاد و اہل سنت بود۔ پر ہیزگار د پاک گوہر شہدی
نثر ادب نصیب سونی پت از نیستی بہستی رسیدہ برائے نشوونما جہاں آباد مکن گزیدہ و بعد
حصول علوم رسمہ فنون عقلیہ دست بقدرۃ المشائخین مولانا محمد الدین علیہ الرحمۃ داد
آخر بعد مدت چوں از جہاں آباد۔ بہ مکھنور رسیدہ گویند کہ روشن اما میان گزیدہ
تصانیف در مدح عمائد آل جاہل نظم آرزوہ باز بہ کلکتہ شتانت و از ناظم آل جاہل گورنر
جنرل باشد بہ و فوہرانی خطاب ملک الشعرائی یافت۔ و باز رخت بچیدر آباد انداخت۔
و از دانی آنجا صلہ و انعاماً با احترام تمام انداخت۔ و مجدداً کو س عزم بہ مکھنور کشت
و راجہ ٹکریٹ رائے و ادیم گشت و بمرحیل و نہہ سائیگی ازیں جہاں در گزشت۔ و اشعار
آباد بسیار و دیگر تصانیف او بے شمار است۔ و این مشتے نمونہ خروا است۔ شاعر۔
گر اس بت جاں بخشش کی میں بات سناؤں

عیسیٰ بھی اگر بولے تو معلوات سناؤں

مدعی اس سے سخن ساز بسا ہوسے ہے

سپر متنا کو یہاں مزدہ پا ہوسے ہے

تہمت عشق عبث کرتے ہیں جھکو منت

ہاں یہ سپح ملنے کی خوبوں سے تو اک نحو سی ہے

۱۔ از پیشگاہ نواب نظام الملک۔ بہ صلہ نصیب وہ ہزار روپیہ نقد و جنس ذخیرہ انداخت

گلشن بے خار۔ شیفتہ نے منت کی تصانیف کا تفصیلی تذکرہ بھی کیا ہے۔

۲۔ گر اس لب سخن گلشن بے خار

موزوں میرنسرزند علی

موزوں تخلص، میرنسرزند علی نام، یکے از فرزانه ہائے سالن بسمنوری چکاز از ملائذہ
شمس الدین فقیر است۔ اشعار او براسنہ برناؤ پیراست۔ طبعے موزوں دانستہ و
تبارنخ گویا سخن سخن بہرہ کانی برناشتہ از دست۔ شعر۔

ہے محو آئینہ سال سارا جہان تیرا
منہ دیکھے کیوں نہ ہر اک۔۔ اے میری جان تنیہ! گب

شمع ہر نیم نہ ہونا مسرگز دل جلوں کا بھی کہا کیجئے گا

نرگس کا پھول بھیجئے نامہ میں یا رکو
معلوم تاکوے وہ مرے انتظار کو گب

پھول جھڑتے ہیں ترے منہ سے مری آنکھوں سے
حسن از عشق کی کیا خوب گل افشانی ہے

موزوں۔ پنڈت امر پرشاد

موزوں تخلص، پنڈت امر پرشاد نام اصلش از کھنود موبدش فتح آباد از نواح
اکبر آباد است۔ بمشقی سخن می پردازد از غزل بر طرح مشاعرہ می سازد و نرد محبت
بایاران مہدم می بازد و تربیت یافتہ برادرزادہ پنڈت گنگا پرشاد نند است۔
و بغض تعلیم شان سخنش دل پسند ای ابیات از تصنیفات او تحریر پذیر است۔
ابیات۔۔

وہ شہ حسن ہے تو جامہ انسان میں آج
 ملک دھور دپری ہے ترسلا سران میں آج
 دن گپا راست ہوئی آہ ترے دھیان میں آج
 جی نکل جائے گا پیارے اسی ارمان میں آج
 متل عاشق سے لگا ہے کہیں شاید یہ لہو
 سرخ سنجاب نہیں ہے تیرے دامان میں آج

ہزار سوائے عالم آہ حسن یار کے باعث
 دل اب یہ رنگ لایا اس گل رخسار کے باعث
 وہ آیا خواب میں بھی آہ اس شوخی سے حسرت ہے
 کہ ناگہ چونک اٹھا خلیجیال کی جھنکار کے باعث
 تو ناکب ہو جس کے دھیان میں ہو وہ کمر موزوں
 میاں رہتا ہوں میں لائے اسی آزار کے باعث

آئینہ منط ہے جو تو حیران کسی کا
 کس واسطے رہتا ہے تجھے دھیان کسی کا

یہ آنکھوں میں سائی اس بت خوشخوار کی صورت
 کہ ہے ہر قدم موزوں کا الف اللہ کی صورت
 صوبت چاہ کنعاں میں اٹھائی گرچہ یوسف نے
 زلیخا سے مگر پوچھو عزیز و چاہ کی صورت

ہو اکی شکل کب کھینچی ہے پر استاد قدرت نے
ہمارے صفحہ خاطر پہ کھینچی آہ کی صورت

ہو جیسے کہ تم ویسے ہو دنیا میں عیاں تم
آفت ہو قیامت ہو غضب ہو مری حیاں تم
ہو لالہ رخ و سیم تن و غنچہ و حیاں تم
گل پیر بہن دسرو قد و موئے حیاں تم
نے دیر سے کچھ کام ہمیں اور نہ حشر سے
اپنا وہی کعبہ ہے کہ رہتے ہو حیاں تم

جب نگہ دو دہچا کرتے ہیں	منیر سادل کے پار کرتے ہیں
جب سے ہم تم کو پیا کرتے ہیں	کیا کریں دم شام کرتے ہیں
آنکھ نرگس کی تو کھلی ہی نہ سخی	تب سے ہم انتظار کرتے ہیں
ہو سو ہوا ب تو حیاں تم پر ہم	بندہ پر درنشا کرتے ہیں
لالہ ساں اس چین میں غم سے ترے	اپنا دل داغدار کرتے ہیں
بے قرار ی میں دن گذرتا ہے	شب کو تارے شمار کرتے ہیں
ایک گل پیرین کے عشق میں ہم	جیب کو تار تار کرتے ہیں
تجھ پہ گل کھا کے اپنے تن کو ہم	رشتک گلزار یار کرتے ہیں
ہم تو مرتے ہیں بے قرار ی میں	آپ قول و قرار کرتے ہیں

میسر و موزون دسوز فکر سخن

بس ہی تین چار کرتے ہیں

ممتاز۔ عبدالمالک

ممتاز تخلص، عبدالمالک خلف شاہ غلام مرتضیٰ نسبت تلمذ و خواہر زادگی باندہ الہی
حسن شایق داشتہ در موزنی طبع برہمہ فائق گوہر اشعار ابدار از دریائے ذخار آدمی
تراود در بریلی بوجود آمدہ عمر سیت کہ بر فائزہ نواب سعادت یار خاں بہادر
صاحب تخلص بقناعت می گزرا ند از دست رخصت

ہاتھ میں مرجائے گایہ مرغ دل پر مار کے

چھوڑ دو پیارے تم اس کو اپنے اوپر وار کے

(قطعہ)

مانا کہ تو ہے مصوٰر دھر اب کوئی ترا نہیں ہے ثانی

تو کینچ کے گا اس کی تصویر اپنی صورت تو دیکھ مانی

مونس۔ حکیم سعادت علی خاں

مونس تخلص، حکیم سعادت علی نام، از سادات ذوالاخرام است۔

مرد خجستہ و لطیف و سگفتہ و ظریف و دارستہ و حریف است۔ طبیعہ است مسیح

دم صاحب ششم بالفعل بسرشتہ داری بلند شہر شہرہ شہر است۔ بیٹے از حوالہ

قلم شد۔ سرور۔

زمان جوش گریہ ہچکیاں لینے لگا مونس

خلل انداز ہے اب نالہ شب گیسر میں آنسو

۱۔ از اباب بنارس ... بہ تقریب در دہ بلند شہر فقیرا بابا ایشاں ملاقات دست بہم

دادہ بلکہ از جانبین ابواب ربط و دانستہ بر رخ ہم کشادہ۔ گلشن بے خار

مومن مومن خال

مومن تخلص، مومن خال مومن از دو دمان گرامی و از خاندان نامی است۔ از روز ولادت الی ان بسبب موافقت جہاں آباد و اہل آل بہ سکتے حرکت نکردہ و بوصول شاہدان شیریں و وصائل یاران رنگین بلبان نورشیں کام و زبان حللاوت آگین نکتہ داں شیریں بیان سخنگوئے بردش نیکوئے در طب طیبے از مودہ و در ہر علم نصیبے کافی رلودہ دیوانش مملو از اصناف سخن و بشہر مشنویات او بہ اکناف زمین امر و جنس سخن را در بازار سخنگو از دو رواجے و بزمہ عشق بازان ایں دیار عالی مزاجے است۔ اگرچہ باد بہ نغمہ زدہ ام فاما تیر محبتش بر دل خوردہ ام۔ از دست شعراء محو مجہ سادم نظر اٹھ جاناں ہوگا آئنیہ آئنیہ دیکھیے گا تو جہاں ہوگا گب

وصل کی شب شام سے میں سو گیا جاگنا ہجراں کا بلا ہو گیا

روز جزا جو قاتل دل جو خطاب تھا میرا سوال ہی مہرے خوں کا جواب تھا
مہل کیوں نہ محو حیرت نیز گٹائے شوق جو دل میں شعاع نہاد ہی نکھوں میں آ گیا

بے خود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
حبیب وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا

سرمہ لتخیر سے ہم خود سحر کیوں نہ ہوں
آنکھ کی پتلی جو ہے جادو کا پتلا ہو گیا

لاش پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہیں
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں

گرب

دستور لے آؤ تامل کو کسی تدبیر سے
سرکٹائیں گے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے

مسیر - میر محمد تقی

میر تخلص، سرخیل بلغائے عظام، فصیح فصحاء، کرام شاعر، الامقام، در نظم و
نثر ذوالاقترام میر محمد تقی نام مردے ترانہ، سخن لطیفہ گو، ہمیشہ زادہ سراج الدین
علی خاں آرزو دست اول، ابابہ جہاں آباد و فارغ البال می بود، لوبتے از آں جاہلوئے
نکھنور، اگر چہ بنجریج مایحتاج محتاج نہ بودہ مگر روزی از خوان احسان نواب
وزیری یافت، وہم در آنجا بسر ملک عدم شتافت، ایں ابیات از نتائج طبع
آں سرآمد سخنوران راست - ابیات -

جدا جو برسے مرے دلبر بیگانہ ہوا
طیش کی یاں تئیں دل نے کہ درد شانہ ہوا
کھلا جوشہ میں پگڑی کا پیچ اس کے مسیر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

گرب

کیسوت صمد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں
جان دامیان محبت کو دعا کرتے ہیں

عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم ماریں کہ ہم
 شمع تصویر میں خاموش حبا کرتے ہیں
 نرسخت خواب نہیں نہ کرتاں سے ہم کو
 رات دن رام کہانی سی کہا کرتے ہیں
 تو پری شیشہ سے نازک ہے نہ کہ دعویٰ مہر
 دل میں تپسہ کے انہوں کے جودنا کرتے ہیں
 تجھ بن اس جان مصیبت زدہ غم دیدہ پر ہم
 کچھ نہیں کرتے تو انوس کیا کرتے ہیں
 کیا کہیں مہر جی اب تم سے معاش اپنی عرض
 غم کے تنیں کھاتے ہیں اور لو ہو گیا کرتے ہیں

عشق میں نے خوف و خطر چاہیے جان کے دنیے میں حاکم چاہیے

کچھ موج ہو اچھا اے تیرے نظر آئی شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

مشتاق - فرزند علی

مشتاق تخلص فرزند علی نام از نوخیزان سادات کرام تصنیف نگینہ است
 باد جاہت صورت و نظانت سیرت و قہم ذکا و فکر رساطع سلیم بانیازمند
 سرے دارد - مرد حبیب است استعداد تمام اورا در سخن سنجی منہدی حاصل
 از دست - شعرا -

دست قاتل مری گردن پہ جو چیل جائے گا
 خوب ہو گا کہ ہمیشہ کو خلل جائے گا

دعہ سے اپنے جودہ یار بچیل جائے گا
بات رہ جائے گی اور وقت نکل جائے گا

مہر آغا علی

مہر تخلص آغا علی خان نام۔ فرزند ارجمند نواب مستمدا الدولہ آغا میر بہادر
است۔ از امرا یان مکتوم۔ گویند کہ بالغفل در کانپور دولت سرائے ساختہ است۔
طبع خوشے دارد از معدن طبعش گوہر آب دارا شعار دو چار سوئے عالم رسیدہ
است نے تے فکر رسایش ابر نیلے است کہ در دغر گوہر ہائے شاہوار بر سر
عالمے باریدہ است۔ آنچہ مبار رسیدہ پیش جوہر شناسان معانی می ہم۔ غزل:

جوزات ہاتھ تھامری گردن کے واسطے

تکیہ بناوہ اب سر دشمن کے واسطے

ہے چاک تو برائے گریبان اے جنوں

کانٹے ہی چاہیے مرے دامن کے واسطے

دل داغ ہے لب مسی آلودہ یار پر

لالہ کھلا ہے غنچہ سوسن کے واسطے

موسیٰ کو تیرے کوچے میں ہم لا کے پوچھیں گے

کھایا یہ تھوڑا دایا امین کے واسطے

چن چن کے اس کو کاٹتے رہتے ہیں باغبان

جوشاخ ڈھونڈھتا ہوں نشین کے واسطے

خورشید دن کو نکلے ہے یا مہر شب کو ماہ

اس کے نظر اُردخ روشن کے واسطے

منتظر۔ میر خواجہ بخش

منتظر تخلص، میر خواجہ بخش کہ از سبب زادگان سبیل است مشق سخن می نماید
شعر موزوں از لہجہ عشق می تراود بالفعل نائب محافظ دفتر دفتر بجزراست۔ اشعارے
بزم رستم جام محبتش بدر است۔ یادگار درست۔ شعر:-

جو کام کہ ابرو نے کیا جان کسی کا
خنجر سے نہ نکلا کبھی ارمان کسی کا
اندر نہ ہو گل چمن دھرم میں کیوں کر
داغوں سے جو سبز ہے گلستان کسی کا

مے کشی سے بحر میں کبڈل بھرے جو کہ پینا ہو جگر کا خون ناب
منتظر تلبہ الفت میں تری سورہ اخلاص پڑھ بہر ثواب

منظوم۔ منظور شاہ

منظوم تخلص درد ایشیے دل ریشیے از ظلم گردوں۔ در اندیشیے است کہ منظور
شاہ نام دار در الہ آباد زادیہ گزین است مرد خوش اخلاق در سخن سنجی مشہور
آفاق است نہنگام اقامت آل جاشنیدہ بودم کہ بہار دانش را بنظم اردو آورده
است فاما بر بخورده ام۔ ازالہ بزرگ است۔ شعر:-

نقص ناقص دیکھئے اور حسن کامل دیکھئے
داغ مہ کو دیکھئے رخسار کا تیل دیکھئے،

اثبات اسکے منہ سے میان کیا مجال ہے تقریب فلسفی ہے ہیولی خیال ہے

رہا دل کو خیال ساقی دے خانہ تربت میں
 سرشتہ سے کیا میں نے طلب دے خانہ تربت میں
 نظر جس دم سپر اغ دیدہ منکر نکیر آیا
 دل شیدا سہارا بن گیا پر دانہ تربت میں
 نقش خنجر شانہ ہوں درد شانہ ہے مہسکو!
 روار کھناتہ شانہ ہے میرے شانہ تربت میں
 ذرا خواب عدم سے چونک پڑتا تب تماشا تھا
 اڑا دیتا کفن کی دھجیاں دیوانہ تربت میں

خیابانے نونے

نالان محمد عسکری

نالان تخلص محمد عسکری کہ بگڑوش فلکے ناکام بودہ بھینق معاش ایام ببری
 نمود جہادہ شاگردی مصحفی می پمورد دیار است کہ بگڑا سودا از دست - شعر -
 سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے
 شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
 وہ بدگیاں ہوں کہ اس بیت کے سائے پر بھی مجھے
 رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نامی - نواب مرزا احسام الدین حیدر

نامی تخلص، نامور سے کہ بزم دولت وراں گنجور ملقب بہ مبارز الدولہ یعنی نواب مرزا
 مصحفی از اول شاگردان خویش اور اگفتہ دو سال است کہ نود سال فوت کردہ نقشبند

حسام الدین حیدر خان بہادر از اقربائے والئی کھنواست طبع عالی و فکر عالی دارد یعنی
سخن از میر سخن خلیق استفادہ نموده و مرد خلیق بوده شنیدہ ام کہ از چندے ترک
نظم کردہ لذت سماع بردہ از دست شمرہ۔

دم شامی میں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا
جان جانے کو تھی عاشق کی خبا ناکیا تھا گب

ربط محبت جو با ہم تھا ہم میں ان میں چھوڑ گیا
دونوں طرف سے رہے جو کشیدہ رشتہ الفت ٹوٹ گیا

”! بش خور سے نہ کس طرح وہ کھلا جاوے
عارض یار ہے مہ رنگ گل تازہ صبح
تھک گئے ہم تو شب سحر میں نالہ کرتے
کیوں سنا تا نہیں مرغ سحر آواز صبح
امید دل دہی اس سنگدل سے سخت بجا ہے
مگر ان چاہنے والوں کا پتھر کا کلیجہ ہے

” مرید پیر مغال پیر خالفاء کئے یہ بے طریق کئی ہم نے رو بہ کئے
نہ اپنوں سے اسے الفت نہ بیگانوں سے ملتا ہے
دل وحشی کا اپنے طور دلیروں سے ملتا ہے

۱۔ از اجائے والد بزرگوار میں بہ پیچ در حساب است۔ استفادہ سخن از خدمت میر
سخن خلیق کردہ اکثر بنظم شاعرانی پردازد آمار بنیتہ یز شنیدن باقی است۔ گلشن بے خار

ناسخ - شیخ امام بخش

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از کھنواست۔ شلویت غرا دکلاش از سقم
 معراجین طبعش بخت انگیز دشیم فکرش رنگ ریز والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ
 نازک پیشہ در دربار آغا میر بار یافتہ و از پیشگاہ آل دزیر با استخارہ ارباب
 شہر بہر استفادہ بخدمتش می شتافتند و بفیض صحبت او استعدادے می یافتند
 ہر گاہ منشی قضا قلم غزل بر نام آل دزیر اہل فضل کشید گام سنج تردد گردیدہ بالہ آباد
 رسید۔ گویند کہ در آیام فراق کھنوا اتفاق مباحثت احباب او اشعار در
 آمیز عشق انگیزی گفت و طاقش طاق و زندگی او شاق بود دے بے بہدے
 نمی آسود دکا ہش تن می فرود۔ در سن یک ہزار دو صد و پنجاہ چہار (۱۲۵۴) ہجری
 چون بالہ آباد رسیدم خبر وفاتش شنیدم شاید تا بوقتش بسر زمین کھنوا سودا بواب
 رنج دالم ہر رخ شاگردان کثرت ازاں نامی گرامی است۔ شعر:-

مرتب کم حرص رفت سے ہمارا ہو گیا
 آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا

دے دھپٹا تو اپنا مل کا ناتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا

مر گیا ناسخ میکش جو سارے مے فردش
 مسجدوں میں بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

سرگردوں آستان بت نازنیں سے میں
 ہے جی میں داغ سجدہ سائل جبین سے میں

پیشتر نشہ ایجا دے بے ہوش ہوں میں
 " غم گر دوں بھی نہ سفا جب سے کئے نوش ہوں میں

صبح فرقت تیرگی میں شام سے کچھ کم نہیں
 " چاند لکلا ہے افق سے نیلِ اعظم نہیں

قوی ہوں گو ستم آسمان سے زار ہوں میں
 " الجھ کے دامن محشر پھٹے وہ خار ہوں میں

رفت کبھی کسی کی گوار یہاں نہیں
 " جس سرزمین کے ہم ہیں وہاں آسمان نہیں
 دھوکا نہ کھا ظروف و ضو کو تو دیکھ کر
 مسجد ہے مے فروش کی ناستخ دوکان نہیں

دوشب تار سے تشبیہ ہلے دن کو
 " تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو

یوں نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشم یار کو
 " جس طرح ہو رات سبھاری مردم بہار کو
 رحم آجا دے اگر موران کو سے یار کو
 " کھینچ لے جائیں لحد سے میرے جسم زار کو

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
 مہربان مٹھو کر کی آرزو ہے ہمارے سناڑ کو

ہوش اڑتے ہیں جو سنتا ہوں تری آواز کو
 کیا ترے پردے سے نسبت پردہ ہائے سناڑ کو

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
 وگرنہ ماہ کو یک شب کمال رہتا ہے

ٹھوکر ایک پائے حسائی سے لگا یا چاہیے
 سچول کوئی مسیری تربت پر چڑھا یا چاہیے
 داغ فرقت زلیت سمیر سوز جہنم بعد مرگ
 ان بتوں کو کس توقع پر خدا یا چاہیے

باد کی مانند ساقی لے اڑا پانی مجھے
 کشتی دے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے

نشار۔ عبد الرسول

نشار تخلص، عبد الرسول نام از سخن سنجان اکبر آباد است۔ بزبان سلف
 بے نظیر استاد بود۔ از دست بشر۔

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جائیں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلائیں گے ہم

ماہ رو کی جو مہربانی ہے یہ مسدو ہم پہ آسمانی ہے
اس کے عارض کو دیکھ جلتا ہوا عارضی میری زندگانی ہے

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گزرے
ہم تم سے گئے گزرے تم ہم سے گئے گزرے

تم انجمن میں رات عجب آن سے گئے
سبلی کئی پرے ہی کئی جان سے گئے

نشار - محمد امان

نشار تخلص، محمد امان نام۔ فرزند سعادت اللہ معمار دہلوییت۔ کہ در
فن تعمیر نظیر خود نداشت۔ قدیم دروادی شاعری می گزاشت اور است
شعر:

چھوڑ کے تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائے گا
جاں ادھر جائے گی اور پار ادھر جائے گا

خوبی میں ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہ ذرا خط ہے سوا اصلاح طلب ہے

۱۔ گویند کہ سبائے جامع دہلی از پدران ادست۔ ولے نیز در فن تعمیر دست خوشی داشته کب این فن از خدمت
شاہ حاتم کردہ۔ گلشن بے خار

زخمی کو محبت کی ہر طرح سے راحت ہے
 گرنوں بھی تو چپڑ کے تو سنگ جراثیم ہے

گردش کا اس نگاہ کی اب طور اور ہے
 اے ساکنان میکدہ یہ قدر اور ہے

صورت موافقت کی کبھی سو جھتی نہیں
 صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے

نشاط مولوی الہی بخش

نشاط تخلص مولوی الہی بخش عارف ملی مقبول بارگاہ حضرت الداعی
 مدرس و عالم بے نظیر فاضل دلپیر صوفی صافی و ہرچہ گوئم بوضفش غنیر
 کافی یعنی مولانا مفتی الہی بخش کاندھلوی را حصول علوم درسیہ از خدمت مولانا
 شاہ عبدعزیز رضی اللہ عنہا نمودہ و ذلہ معنوی از بطون برادر خورد خود رلودہ گویند
 کہ اوراد و بسیارے خواند ادنائے او این است کہ سوائے درس و وعظ و تفتیش کتب
 انشاد انشاد شعر تحریر انتا آبیہ کریمہ را ہر روز لک باری خواند و سیدی
 شاہ حضرت عبدلعلم صاحب لوہار دی سلمہ اللہ تعالیٰ و زاد قیضانی فرمودند
 کہ آبیہ کریمہ را مولانا زریٰ بعالم مثال دیدند کہ بشکلے از مثال مردم نمودار شد
 مولانا پرسیدند کہ کیستی گفت آبیہ کریمہ ام ہرچہ خواہی بطلب مولانا گفت برو
 از پیش من گاہے بکارم نہ آندہ و نفعی نیانستہ ام او گفت اگر دریں جا بکار تو نیاند
 ام بعتی بکار تو خواہم آمد و دیگرے از ثقات شنیدہ ام دہم دیدہ کہ مولانا ممدوح

دفتر ہمتیں از مثنوی مولانا دم رحمتہ اللہ علیہ بحسب ارشاد باطنی آل بزرگ تعینف
 فرمودہ اند و دو دفتر اولین مثنوی معنوی ترجمۃ اللفظ ہندی نودہ اند کلامے چند از اسے
 بزرگ فی نگارم بہ سمع دل باید شنید کہ نکر عالی داشت۔ رحمۃ اللہ علیہ! اللہم اغفر کسندہ
 خاتم آل حضرت لبدہ است۔ اشعار:

بشنواز نے چوں حکایت می کند و جدائی با حکایت می کند

سینوں سے کیوں حکایت کرتی ہے اور جدائی سے شکایت کرتی ہے

گزشتہ سال تا مرا بریدہ اند از نفیرم مردوزن نا لیدہ اند
 جب سے کی ہے کاٹ کر تن سے جدا
 جس کے منہ لگتی ہے نالاں ہے سدا

سینہ خواہم شرح شرح از فراق تا بجویم شرح درد اشتیاق
 پارہ پارہ کر یہ سینہ سے فراق تا کہوں بے خود ہو درد اشتیاق

ہر کے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید ریزگار وصل خویش
 جس کو ہودے شوق اپنی اصل کا کیوں نہ ڈھونڈے وہ زمانہ وصل کا

ترن من از نالہ من دور نیست لیک چشم و گوش را آل نور نیست
 راز دل نا لے سے میرے دور نہیں پر ترے کانوں کے تنیں وہ نور نہیں

تن ز جان و جان ز تن متنوریت لیکس را دیجاں متنوریت
جان و تن میں گو نہیں طہر دئی دیکھ کب سکتا ہے پرچی کو کوئی

آگ ہے آواز نے کی نے کی باد جس کو یہ آتش نہیں ہے نامراد
آتش است میں ہانگ نائی غیت باد ہر کر ایں آتش ندارد و نیت باد

تیمخ ابرد کا اگر کچھ سبھی اشارہ ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے غم

نشاط الیبری سنگھ

نشاط تخلص الیبری سنگھ است مشہور لبنت سنگھ بود۔ فرزند دل پند
سندراس دہلوی است۔ عوام الناس شاگردان شاہ اللہ خاں داندیشؒ۔ از دست شعرا۔
کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا غم

پانز تک دسترس کہاں ہے نشاط ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا

نصیر شاہ نصیر الدین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی راست متاع گرانمایہ مضامین و معانی در گنجینہ

سینہ اش نہاں جواہر تازہ ہائے الفاظ اشعارش در چار سوئے بانار سخن برائی العین
 مبقران این فن میاں داشتہ در شاعری دست گاہے کہ اور است عکاسے دیگرے را
 بدست نرسیدہ بچار دانگ ہندوستان آوازہ سخنوری آل چاکب خرام میدان بیان
 کر کشیدہ وحید العصر فرید الدہر در جنب جواہر گفتارش لعل کانے دگر ہر عملے را بگامیت
 و ذخیرہ اشعار آب و آتش در مکن بطون چون گنج شایگانے بہر گل زمین شعر لیل طبعش
 بر شاخار مضامین بلند ترانہ ریز و بشتق حسن مکر دیان یعنی بہوائے شاہدان معنی بہزار
 نکتہ دانی نمونہ انگیز شاہین فکرش با وجہ این فن بصید انگنی مرغان سخن قوی چنگ و
 بلبلاں زباں داں را بہ پیروی طرز زوایش قافیہ تنگ و رسن یک ہزار دود صد خچاہ و پنج
 (۱۲۵۵) ہجری نبوی نظم خود را بہ نثر سپردہ پس تن سبارکش حمد گو یان بجنبت بردہ شاید
 مزارش بجید را باد است خاکش باب رحمت تازہ باد۔ اسی ابیات رنجیہ کلکش زنگرش
 پذیر خامہ تحریر است۔ ابیات :-

مژگاں سے ربط لخت دل زار گرم ہے
 بے وجہ صحبت شرر رخسار گرم ہے
 اہ دل مشبک عاشق کو تو نہ جھمیڑ
 نکلا ہے جنتری سے جو یہ تار گرم ہے

میری تربت پر چپڑھانے ڈھونڈتا ہے کس کے پھول
 تیری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھ دے دوزخس کے پھول
 ایک دن ہو جاؤں گاتیری گلی کا صحرار میں
 سو گھنے کو مت لبیا کر ماتھ میں جس تن کے پھول

۱۔ خوشی کے گلشن بچا رکھی اس اطلاع کو نظر انداز کیا ہے کہ ہنگام قیام جہاں آباد تبار تین پانزدہم و بہت دہم ہر راہ
 محفل شاعرہ منقذی ساز و زمین ہائے سنگ ملاح طرح می کند۔

بس ہے صفِ مژگاہ کا نثری وار و دوستی
ابر و کی لگا دل پہ نہ تلوار و دوستی

محرابِ عبادت نرے ابر و کی سمجھ کر
مانگے ہے دعایہ دل بہار و دوستی

چمن میں قامتِ موزوں جو سر و ناز تو کہینچے
تر قمری تا قیامت نالہ حق سرہ کہینچے

شب دیکھ کہکشاں کو جی میں خیال آیا
کیا کاسۂ فلک میں انوس بال آیا

پشت لب پر ہے ترے یہ خطِ ریحان ایسا
منہ تو دیکھو رکھے یا قوتِ رستم خال ایسا
گب

عکسِ مژگاہ سے ہے یوں دیدہ تر میں تنکا
کہ نکلتا نہیں جوں آ کے سمجھور میں تنکا
سایہ زلف کے جو بوجھ سے بچکے یارد
اس کے کیا باندھے مضمونِ کمر میں تنکا
غوشہ چشم میں دُنیا نہ سرمہ کا بنا
یوں ہی کرتے کسی عاشق کے جگر میں تنکا

خاک بھی ہو کے یہ بیکار اٹھے اور بیٹھے
 نگ کے دامن سے ترے یار اٹھے اور بیٹھے
 بوسہ لب میں ترے ہے اثر یا قوتی
 تو اگر دے تو یہ بیمار اٹھے اور بیٹھے
 مرغ دل کیا ہے عجب اڑ کے جس صورت کے (ن)
 دیکھ کر خال رخ یار اٹھے اور بیٹھے
 جب سے سزا کسی صیدی کا کبوتر نہ پر
 لاگ سے دانہ کی سو بار اٹھے اور بیٹھے
 پڑھ نصیر اور غزل جس سے کہ ثابت ہوئے
 ساتھ تشبیہ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے
 ہم بھی یوں ہو کے سبک سارا اٹھے اور بیٹھے
 جوں حساب اب میں بیکار اٹھے اور بیٹھے
 جب کہ تو عالم مستی میں بعد کیفیت (ق)
 لے کے شیشہ بت مے خوار اٹھے اور بیٹھے
 اب تو آ رہ گستاں میں نہ کس صورت سے
 متیری تعظیم کو ہر بار اٹھے اور بیٹھے
 نزد خوبی تو سرا عالم یک رنگی سے
 یعنی چپک باندھ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے
 اور دورنگی سے زمانے کی صدا فوس بہاں
 تو میرے ساتھ نہ زنبار اٹھے اور بیٹھے

(قطعہ)
 اختیار آدم خاکی کو ہے گپ خاک نصیر
 آپ سے جو یہ گنہ گار اُسٹے اور نیٹے
 اس کی کل یوں یہ قدرت میں ہے جیسے پستلی
 سبب خبش ہر بار اُسٹے اور نیٹے

برقع میں نہیں ہے اس کے جانی ملک دیدہ غور سے تو مہبان کو
 کھینچے ہے وہ شوح خبتری میں تار رگ جان عاشقاں کو

چند اس زلف سے قطرے جو جھڑے پانی کے
 پڑ گئے سیکڑوں سبیل پہ گھڑے پانی کے

یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہے
 کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

نظیر شیخ دلی محمد

نظیر تخلص شیخ دلی محمد موسوم اکبر آباد وطنے است۔ مرو سخن سنخ و خانہ درجوار
 روضہ تاج گنج دارد نظیر در حلم و خلق و انکسار بے نظیر روزگار است۔ در بازار سخنوری
 جنس گراں بہائے شاعری او از رانت و در چار سو سخن پایہ برتری او ہر مرہ مہنر
 و رانت اشعار بسیار ہر زبان اہل شوق جاری و ہر کس و نا کس بدوق ممتام
 قاری گویند مذہب امامیہ داشت۔ حق آنت کہ مذہب زندانہ و مشرب
 عاشقانہ داشت۔ دیر است کہ آل برگزیدہ روزگار ازین دارنا پائیدار پابدار است

سیاحنا کبر باد معلوم شد کہ مژدش بجلد کمی ماند گردید اور است - فرد :-
 تنہی عرب میں تیس کے دیوانہ پن کی ایک دکان
 یا خدا کے فضل سے اب سبھی کئی بازار ہیں

پردہ اٹھا کر رخ سے عیاں اس شوخ نے بن ہر کام کیا
 ہم تو رہے مشغول ادھر یاں عشق نے اپنا کام کیا
 سخت نخل ہیں اور شرمندہ رہ رہ کر پھپھتاتے ہیں
 خواب میں ان سے راست لڑے ہم کیا ہی خیال خام کیا
 چھوڑ دیا جب ہم نے صنم کے کوچے میں آنے جانے کو
 پھر تو ادھر اس شوخ نے ہم سے شکوہ بھرا پیغام کیا
 اور ادھر سے چاہت تھی یوں بن کر بونے واہ واہ جی
 اٹھئے چلے بارے ملیئے اب تو بہت آرام کیا
 یار کی سیگوں چشم نے اپنی ایک نگہ میں ہم کو نظیر
 مست کیا، ادبائش بنا یا، رند کیا بدنام کیا

ساتی ظہور صبح تر شرح ہے نور کا دے مجھے کہ وقت ہے نور و ظہور کا
 مے پی کہ عاشقی خرابات میں نظیر نے ڈر ہے محنت کا نہ صد الصد کا

نظر بہٹ جا کہیں سرک جا بدلے صورت چھپا لے منہ کو
 جو دیکھ لیتا ہے وہ ستمگر تو مارے پھر ہے ابھی حشر کا

سبوں کو مے ہمیں خواب دل پلانا تھا
فلک ہمیں پہ تجھے کیا یہ زہر کھانا تھا

نظام۔ نواب عماد الملک غازی الدین خان

نظام تخلص، نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر زیب و سادہ
وزارت مریج نشیں سند صدارت۔ عالیشان بلند مکان دوا لچر و الاحسان بیان
حضرت شان برہنہ پیر عمیال و قصیدہ کہ مرزا رفیع در مدح ایشان گفت
مشہور و پیش ہر کہ دمہ مالوز قدرت نطق بہر زبان حاصل بود کہ از میدان
بلاغت گئے فصاحت رلود میر شمس الدین فقیر و والدہ اعنتانی ندیم قدیم ادب و
از نتایج طبع اوست :-

زلف کا کھولنا بہانا تھا مدعا ہم سے منہ چھپانا تھا

چھپایا مانگ میں اب اس نے منہ میں ڈھونڈ لکھ رہا
کہ آدمی رات ادھر ہے اور آدمی رات ادھر

نعیم۔ نعیم اللہ خاں

نعیم تخلص، نعیم اللہ خاں از جہاں آباد است مرد نعیم است بدلیلیم و سلیم سخن
اد قلم خردہ جانم است از دست۔ شعر :-

کوچہ یار سے دل ہم سے اٹھایا نہ گیا
میں گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

آفت کی نشانی ہی رہے ہم تو زمیں پر
جوسنگ جفا چرخ سے ٹوٹا سو میں پر

نعمت - شاہ عبدالحق

نعمت تخلص شاہ عبدالحق است مشہور حکیم عبدالحق از برہنہ بیچگان سکندریاباد
است نام دے ہر سہائے بود چوں ذلہ فیضان از بطون خدمت مولانا شاہ عبدعزیز
رحمۃ اللہ علیہ در بود نام خود بیدل نمود۔ مردی باطن و صاحب علم طاہر و بہر فن یکتا و ماہر
بود اکثر صحبت در توجہ سجدہ مست شاہ فارغ رحمۃ اللہ علیہ داشتے زکلمات اخلاص
بلو صہ دل خود نگاشتے چہ راست کہ ازین جہاں درگزشت و بجا رحمت حق پیوست
تدس سرہ ادر است۔ شعر:-

تڑپے ہے پڑا یہ دل مگین نعل میں اب آکھیں اے بلوٹ لکین نعل میں

زلفوں کا اب تصور آٹھوں پہ چڑھے ہے
سودا کہیں نہ ہووے یہ مجھ کو ڈر ہے ہے
ہر چند ضبط گریہ ہم نے کیا ہے تو بھی
یہ آستین و دامن ہر وقت تر رہے ہے

نکمت - نیاز علی بیگ

نکمت تخلص نیاز علی بیگ گوید شعرش از نظر شاہ نصیری گزشت۔
سکندریاباد بہ زبان ریختہ از زبان و خامہ اور نیچتہ از دست۔ شعر:-
آج اک پردہ نشین کو ہے مرے گھر آنا
آئیو اے ملک الموت تو کہہ کر آنا

نوا۔ ظہور اللہ خاں

نوا تخلص شخصے است کہ ابتدائے ظہورش از بدایوں است صاحب سخن و

موجد قانونِ این فن است نامِ سَایِ ظهورِ اللہ خاں است از ارشدِ تلامذہ بقادر اللہ خاں
 بقا۔ بارہا بہ کھنوش تافتہ و باجراتِ مہاجاتِ گفتہ علوئے طبع وے از فصاحت
 کلامِ طاہر و غلوئے بلاغتش از معنی پرکار بارہر چند بار بایرانِ شتافتہ و از والی آں دلا
 علمہ و انعامِ گراں بہا یافتہ چہ جائے کہ کلامش معنی نداشتہ باشد بلکہ حسود
 تہمتِ محضِ بزرگداشتہ کبرش عینِ معنی بود قصدِ حق و عوایش از نوایش پیدا باید
 شنید و شاید فہمید۔ شعر:-

تیر پتیر ناز کا دل پہ میسے گزارتھا
 رختہ زخم ہر خد رنگ دیدہ اتھا رتھا

اس ادج تک توسیل مرثک اپنا جا پھرا
 جس میں کہ ابر جوں کف دریا بہا پھرا

تیرے دم بدم آنے جانے تے مارا مجھے ہر گھڑی کے بہانے نے مارا
 شب میل میٹھے بٹھائے یکا یک تیرے بے سبب دھکے جانے تے مارا
 گزرتے ہیں دل پر صندروں تویم تو آج اس کے نہ آنے نے مارا

نوازشِ نوازشِ حسین خاں

نوازشِ تخلص، مرزا خانی است، کہ نامِ نامش نوازشِ حسین خاں بود از بشارت
 نواب ناصر خاں از تلامذہ میر سوزا است۔ و از خدمتِ ادبہرہ اندوزِ شب و روزِ دل

سبحن مایل الحاصل صاحب دیوان است۔ این از انتخاب آنت۔ شعر۔

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آب داری پر گب
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر
مجھے رزنا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آدے
نوازش برقی بھی سنہتی ہے میری بے ستاری پر گب

یہ سانس ہے، پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر میں

اس تند خو سے میں نے بوسے بعد سماجست
جب سوچا اس مانگے تب تین چار ہٹے

نیا ز۔ حضرت مولانا نیا ز احمد

نیا ز تخلص حضرت مولانا نیا ز احمد بریلویت امام الشیوخ قدوة الاولیاء بود۔
کلام باریاب باطن می گفت آری در می سفت چه کلاش مرا سر نو جید است۔
کہ سالک با ہادی بتفرید رحمۃ اللہ علیہ از کلام معجز نظام ادرست۔ غزل۔

سزد آنکہ دم زد دم من بہ کمال کبریائی
کہ سوائے حق نہ بینم بوجود فی منائی

ہمہ این صفات دائم کہ لبالم شہد است
بخدا کہ درست پیدا بلباس ماسوائی

نظرے بصورت تم کن بخیال دیدہ دلے
کہ نہایت سراپا ہمہ جلوتہ خدائی

ہمسہ دلبری و نازا است کہ بصورت نیاز است
کہ نیاز شان خاص است بشیون دلبرانی

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب منہ سے اٹھادیا
وہیں محو حیرت بے خودی نے مجھے آئینہ سنا بدایا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سکوشش نے دامن یار کی اسے بھی زمیں سے مٹا دیا
مجھے مین خواب عدم میں تھانہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں سچا دیا

نادر مرزا کلب حسین خاں

نادر تخلص مرزا کلب حسین خاں ابن کلب علی خاں گودکھ پوری کہ مردی اخلاص
کریمہ صاحب اشتاق عمیرہ ذوالاقتدار است۔ یعنی دریں ایام لبہ رہ نظامت
ملک کہ بعرف انگلینڈ ڈچی کلکٹری نامند در ضلع اٹارڈا از طرف سرکار انگریزی مقرر
است۔ طبع زکی دارد و بہر دستاں طلاقت ارد گویند کہ نسبت تلذذ خود بمبرزا
حیدر علی آتش منسوب می سازد۔ الحق خوش فکر بلیغ طبع است۔ چنان چہ درالہ آباد

۱۔ شاگرد نسخہ آتش سخن شہر اس سلسلہ میں قاضی عبدلہ و در خواشی تذکرہ شعرا مصنف ابن طغان
میں لکھتے ہیں: ناصر محسن نے نادر کو ناسخ کاش گزہ دکھا ہے صغیر بلگرامی نے تلامذہ ناسخ کے ذیل میں ان کا حال
لکھنے کے بعد گردان آتش کی فصل میں بھی انہیں داخل کیا ہے نسخہ ان کو آتش و ناسخ دونوں کاش اگر
لکھتے ہیں مگر انہوں نے دیوان غریب میں ناسخ کاش اگر دکھا ہے۔ ص ۶۷

غزلبائے ادشنیہ شہرِ حالادوسرے مطلع آنغریزی کی نگارمِ شہر
 دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے
 ہم سر نہیں رکھنے کوئی سودا نہیں رکھتے
 ادرول کو حبلہ دیتے ہو اے رشکِ میجا
 میسار کو کیوں اپنے تم اچھا نہیں رکھتے

ارادہ ہے یہ اے قاتلِ ہمارے جسم قاتل کا
 کرے گا استخوان کو اپنے دستہ تیرے خنجر سے

ایک دن باقی رہا جب قید میں میعاد کا
 باغ میں تھنہ ہوا جب دوسرے صیاد کا

مرغِ حبال کو قفسِ تن سے رہائی ہوتی
 لیکن اس جانِ ہمال سے نہ جدائی ہوتی
 شر مکیں آنکھوں کا ہوتا جو نظرِ احاصل
 نیل کی دیدہ حاصل میں سلائی ہوتی
 بچی نظروں سے کیا سارا زمانہ پامال
 کیا غضب ہوتا اگر آنکھ اٹھائی ہوتی
 صفحہ دل ہی پہ سٹھا کینچنا لازمِ سرِ باد
 سنگ پر صورتِ شیریں نہ بنائی ہوتی

ناخن پڑنے کو تم آتے تو ہیر پا بوس
 لاش بھی تب سے باہر نکل آتی ہوتی

نور شاہ اللہ نور

نور تخلص، قدوة العارفين امام الداشقین عالم نکات وحدت وجود واقف
 رمز عالم شہود آشنائے دریائے نیزگی غواص بحر نیزگی جام کش میکہ سرور
 سرور بہ نشہ حضور صاحب درغ و صفا اہل المجاہدہ والزمہ والتقی اُجاب فیض
 تاب شاہ اللہ نور است عمم اللہ فیضانہ وما یرح احسانہ کہ بالفعل برائے ہدایت خلق اللہ
 تشریف تشریف بڑ نک می دارد۔ ومولد تشریفش بلا سپور است۔ کہ بنواح رام پور
 افغانہ واقع۔ لہنغوان جوانی روزگار پیشہ بود۔ آخر چوں بحر محبت مجرب حقیقی جوش
 بدل زد دست ارادت بدامن حضرت نتاج شاہ قادر قلندری جے پوری رحمۃ
 اللہ علیہ درآدینخت و سخرتہ دکاہ مشرف شدہ در فارسی دہندی دستگاہے
 یلیغ دارد۔ صوفی مشرب صاف طینتش از کلام معجز زطاش واضح۔ مثنوی سوز و گداز
 خویک گفتہ است و صاحب دیوان ہندی است انیت چیزے ازال ہزرگ ہنود۔

اب تو ہوتا ہے ستم یار ترے کوچے میں

روز مرہ رہتے ہیں دوچار ترے کوچے میں

وہی انجن وہی ساز ہے وہی آپ ساز نواد ہے

وہی راز داں وہی راز ہے جو خودی کا پردہ اٹھادیا

خیابانے واو

واقف۔

واقف تخلص دردینے فیض آبادی است۔ واقف ہر موز سخن دہرہ اندوز
 این فن در اہل نظم بود بہر حالش زیادہ ازیں ناواقف ہستم۔ از دست۔ شعر۔

عشق میں کیا فضل و سزا ہے
آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیے گب

دلہ

صبح پر وصل یار کی بھری
ہاتھ پہر انتظاری کی بھری

والہ۔

دلہ تخلص ہندوئے نوش گوئے ارست۔ والہ حسن شکلہ روئے راز دست شہزاد۔

اعجاز لب اس کا دم عیسیٰ سے نہیں کم
وہ پنجہ ریمیں یہ بیضا سے نہیں کم گب
مردم کو ثابت کوئی کیونکر کرے والہ
مضمون کم مار کا عنقا سے نہیں کم

والہ۔ رحمت خان

والہ تخلص رحمت خان اصلش از کثیر فاما بدلی سکونت پذیر ارست۔
داروغہ اخبار کھنوبہ بد قدرت اوبود فارسی ہم فکری نمود از دست شعزاد۔
گئے جو بٹروں میں اپنے تو ایک بار مجھے
تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے گب

ہے عیاں جلوہ ترا انسان کی تصویر سے

صورت معنی ہونا ہر نقطہ تحریر سے

ملا از ہندوان فیض آباد است بدلی ہم آردہ گلش بچار۔ بد رحمت خاں گلش بچار صورت معنی ہے ظہر
گلش بچار

دُعا - سید میر علی

دُعا تخلص سید میر علی نام۔ از سادات ذی احترام بارہ متوطن قصبہ چوہہ
از نبار سید جمال علی خاں فرخ سیری چندے بصری شد کہ در سرکار صاحبان
والا شان گزرا ندہ ہفتند دہ سال در محال کول لہبہدہ و کالت معزز ماندہ۔
سالہا است کہ از گنگا پرشاد رند رسم دُعا، دُفاق بالا اتفاق مرعی است۔
و ہم صحبت شان طبیعت بر سخن بابل و بہرہ این فن حاصل مرد سنجیدہ و صحبت
دیدہ بہر پر است و بطبع جوان از یاد گاران زبہ زبان است۔ شعر:-

بہ مدت لگے گلے اس کے جو ہم نے عید کی
والدی اشکوں نے اکے مالاسی مروارید کی

شمشیر کھینچ کر جو دھم پر سنبھل گئے
گہی کے چپراغ دشمنوں کے گھر میں جل گئے

آخر تو چلے ہو پہ ادھر دیکھتے جاؤ
اے ماہ مبارک ہو سندر دیکھتے جاؤ

کیا پہلی ہی منزل میں جہان سے ہوا حال
اس دل کے لگانے کا اثر دیکھتے جاؤ

شبہم نے کیا دامن گلشن جو یہاں تر
نرگس سے شکتے ہیں گہر دیکھتے جاؤ

جا کسی کو چے میں اس دل کو رگایا چاہیے
جاہتا ہے جس کو جی اس کو دکھایا چاہیے

وصل کی دولت تو ہاتھ آئے جو اس کے منہ لگے
اس خوشی میں اے دفنِ نوبت بجایا چاہیے

سرد قد کا میری گریبند قبا و امروئے زنگِ برگلِ حینِ مخونا شاہِ ہر وے
جگرِ کشتی ہے کاٹوں ہوں یہی نریت میں دیکھتے حق میں مہرِ تاجِ بحرِ کیا ہوتے
زلف کے پاس نہ جادو گر ہے برچہ ناگ بانہو رکھے دہجے سانپ کھلانا ہوتے

اس کے لکھڑے پہ جوہلِ زلفِ مخبر کھلے
خود بخود سلسلہ دل دھماں کھو کر کھائے
کیوں نہ اس اٹک سے ہو لوح کے طوفان کو رشک
رات دن جس کے فلکِ سامنے چکر کھائے
سہرے کے لیلیٰ کا سنم کر دیا ہر بیت کو دلیر
رگِ سودہ زدہ مجنوں تری نشتر کھائے

وحشت - غلام علی خاں

وحشتِ تخلص، غلام علی خاں داماد مولانا محمد رشید الدین خاں دہلوی است
نزدکِ مراد آباد فاما لشردنما یافتہ شاہِ جہاں آباد شہیدہ ام کہ در سرکارِ انگریزی
دریں ایام در بلند شہر بلند است و پیش از باب سخن جہاں آبادیان ارجمند است۔
در نزد محبت مومن خاں می باز و ہم از دستفادہ می ساز و از دست - غزل :-

ساتھ صاحب کے جو غیروں کے پرے پھرتے ہیں
اس لئے آپ سے ہم آپ پرے پھرتے ہیں
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہیں ہم ہی دوانے آخر
شیخ صاحب کو جو دیکھا تو مرے پھرتے ہیں

عزم فرقت سے عجب حال ہے کچھ وحشت کا
اے خدا ہووے نہ اپنے کوئی منظور سے دور
زار ہیا سراسیمہ دحیران دخراب
اپنے بیگانے اسے کہتے ہیں سب دور سے دور

والقی۔ شیخ حیدر علی

والقی تخلص، شیخ حیدر علی نام۔ از مسکنش اطلاع ندادم جزایں کما ز جوار
ام ثانی مکتوب باشد۔ شنیدہ ام کہ مثنوی خوش می گوید بالفعل در مدح شاہ ادوہ
جلدے مثنوی بنظم آورده الحق کہ خوشا گفتہ است کترک درین زمانہ می بینیم
کہ بہ جنبش گوید۔

منہ فی مدح السلطان

ز روئے ترحم بر احوال شان	رحیم است ایندو چو بربند گان
کہ از بہر آسائش روزگار	دود بود و پنجاہ سہ ہزار
.....	بر این گنجنت شاہ عدالت پسند
محیط کرم تبتہ راستان	محمد علی شاہ گیتی ستان
فزیاحشم شاہ گردوں دقار	شجاع زماں سرور نامدار

حیابانے ہائے ہونہ

ہادی - میر محمد جواد علی خاں

ہادی تخلص، میر محمد جواد علی خاں نام، از جام کشان خم خانہ، فاقہ عمار الملک
بودہ بطریق تجردی پیمود، ایس ابیات از وثبت نمود - شعر :-

اندیشہ کچھ نہ کر مری نسر یاد آہ کا
نسر یاد رس ہے کون ترے داد خواہ کا گب

صدقے ترے ہو کے مر گئے ہم کرنا تھا یہی جو کر گئے ہم
خندان خنداں جاہر سہرا وہ گریاں گریاں دہر گئے ہم

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی یاد کو اب تلک خبر ہی نہیں

ہدایت - ہدایت خاں

ہدایت تخلص، ہدایت خاں عم شنائہ خاں فراق مرید و شاکر رشید خواجہ
میر درد گردید - بر موزن نظم قادر و مخصوص آں ماہر چندے گزشت کہ ازیں جہاں
در گزشت از دست - شعر :-

دیکھ اس کی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان دو ہی پیالوں میں چھک گیا گب

۱۔ آخر الامر منزوی در ۱۲۱۵ بگور آرمیرد - دیوانے از ویادگار است - گلشن بہار

۲۔ در ۱۲۱۵ از جہان نانی بہ عشرت گہ جواد زانی قتل کرد -

جس دم زباں پہ یار نرا نام آگیا کچھ دل کو چین جان کو آدم آگیا گ۔

سینے کے تیرے کھلتے ہی اے میری جان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند

شب حبراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے
استخوان شمع صفت بہہ گئے روتے روتے

ہمت۔ اخوند بہت

ہمت تخلص، اخوند بہت از رام پور است۔ صاحب علم و مال سخن ذی
شعور بیتے از دستور۔ بیت :-

عجب گردش میں اپنی ان دنوں اوقات کتنی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کتنی ہے گ۔

ہوش۔ غلام مرتضیٰ

ہوش تخلص، غلام مرتضیٰ از اہالی دہلی است۔ مرد ذی ہوش بودہ زیادہ
بریں حالش بگوش نرسیدہ اور است۔ شعر :-

زاہد کادل بخاطر مے خوار توڑیے سوار تو بہ کیجئے سوار توڑیے گ۔

ہوس۔ مرزا تقی خاں

ہوس تخلص، مرزا محمد تقی خاں نام، لکھنؤ مقام است۔ معرک مکارم مجودہ

مصدر لغت معودہ و در اہل سخن برگزیدہ ہوس شعر بسیار دارد و گفتار
پر کار و بار آغالتی کہ از امرائے نامدار عالی نہاد فیض آباد بود بوقع و بقار و نگار
گزارندے و شاد کام بانیں و مرام ماندے از چکیدہ طبع ادب اشعار برجیدہ
و کیکہ بند کمرہ خویش ہوش نوشتہ شاید بے ہوش بودہ و ہوس خام نختہ
بیت :-

ہم نے دور کے ترے ہجر میں دل شاد کیا
چپکی آئی تو یہ سمجھے کہ ہم ہیں یاد کیا گب

(غزل)

یہی کہتی تھی یسلی پردہ نیش نہیں کھاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا نہیں اور بے غم اُسی کشتہ ناز و ادا کی قسم
رُوکا پایا جو یسلی نے مجنوں کا جی کہا کیوں ہو خفا سے سروہی
نہیں میں نے کسی سے تو بات بھی کی مجھے اپنی ہی شرم دہیا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالوں سے جا کوناقہ یہاں سے کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی تباہے صبا بچے یسلی کی زلف دوتا کی قسم
کبھی ساغر و سمل نہ میں نے پایا کبھی زخم جگر کو نہ میں نے سبھا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جو روحِ جفا کی قسم
میری آنکھوں سے ٹپکے بے قطرہ خوں میرے رونے سے جاٹے بے دہر و سکون
نہ تو کھایا تو قمری زار و زبوں میری سرو کی فندوق پا کی قسم

مشیتہ نے ہوس ہی کہا ہے ۔ مے آئی چپکی تو کہا اس نے میں یاد کیا گلشنِ نجار

نہ تو آئی ہو بس کبھی سچو لوں کی بوجھو بیٹھا نہ جا کے میں بر لبِ جو
 بری بے کلی دل کی گئی نہ کبھو مجھے باغِ جنّات کی فضا کی قسم

ہدایت - ہدایت علی

ہدایت تخلص، ہدایت علی نام، از ررسانے مراد آباد است۔ زین پیش
 بعدہ نظارتِ فوجداری آں جامتاز بودہ۔ چندا است کہ قطع سلسلہ
 روزگار شد۔ مردِ فہیم دزکی الطبع فکر کا دارد و مضامین عالیہ در الفاظ متناہ
 می آرد۔ راتم آثم را بان حبیب لبیب صحبت ہا است۔ حق توائے آفرین را خوش
 دخورم دارد خوبک شخصے است۔ آنچہ از کلامش یاد دارم می نگارم از دست۔
 شعر:-

کیوں کریں مسم غمِ حجبِ ال کو تلفِ شوخ سے مل
 سالہا سال کے سرمایہ کو بر باد کریں
 بے دفا سے نہ ملیں جبر میں رو رو مر جائیں
 مشربِ عشق میں کچھ ہم بھی تو اسبابِ د کریں

خیابانِ یائے تحماتی

یاس - خیر الدین

یاس تخلص، خیر الدین دہلوی طبعِ شگفتہ و کلامِ شستہ و رفتہ دارد بیاس
 خاطر یارانِ حق شناس بفکرِ شغری پرداخت نہر دلمزدِ بخدمتِ مومن خالی باخت
 گویند دریں ایامِ بین الانام ترکِ سخن کردہ بحجبِ طب نام بر آرد وہ اندوشتِ شجرا۔

۱۔ اکثر بفکرِ شغری پردازد۔۔۔ دریں ہنگام طبعش بحجبِ طب مصروف است کہ بیاہیں سبب ترکِ سخن بودہ است۔
 تھن بے خار

رابطہ غیسر دل سے بڑھا مجھ سے دنا چاہتے ہو
 دل میں سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
 عشوہ و ناز قادیان سے کہتے ہیں سب کچھ
 ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سہم کھانے دو
 کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجھانے دو

یقین۔ انعام اللہ خاں

یقین تخلص، انعام اللہ خاں مرہند لیت و طغش درہند جہاں آباد است
 بامزما منظر سب مربوط درسم دنا بال یار با صفا مضبوط جوانے خوش رونیک۔
 خلود بترتیب دلیان مایہ گراں خسرچ کردہ ہیں ابیات از دیوان اودرج۔
 ابیات۔

انتا کبھو جہاں میں کوئی بے دنا نہ تھا
 ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ تھا
 جو کچھ کہیں یہ تھکوا یقین ہے سزا تری
 بندہ جو تو بتوں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوا نہ ہوتا
 آج اس طرح کا دیکھا ہے پر نیراد کہ بس

انتا کوئی جہاں میں کبھو بے دنا نہ تھا۔ کلشن بے خلد

بکرنگ - مصطفیٰ خاں

بکرنگ تخلص مصطفیٰ خاں مائدہ اشعار اولذیذ۔ مرزا مظہر رحمتہ اللہ علیہ را
 "تمنید۔ نثر ادا و از شاہ جہاں آباد است۔ دولش بحسب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم آباد چہ اسم را با مسمیٰ نسبتے انتاد چون لفظ را با معنی از دست۔ شعرا۔
 کیوں ہوئے ہو تم کہو دشمن ہمارے اس قدر
 دوست کا دشمن کوئی ہوتا ہے پیارے اس قدر گب

رو ٹھٹھ ہوں اس سبب ہر باہی تا گلے تیرے نگوں اے یار میں "

جدائی سے تری اے مندی رنگ مجھے یہ زندگانی درد سر ہے "

یوسف - میر یوسف علی خاں

یوسف تخلص میر یوسف علی در اقلیم سخنوری ثانی ندارد و بانی مسبانی
 سخن دانی است۔ در ہمہ فن نہیم و از شاگردان سلیم حکیم عزت اللہ خاں عشق
 است۔ اور است۔ شعرا۔

نہیں ہے غیر کے قصے کی کچھ ہم کو خبر یوسف
 زباں پر رات دن اس یار کا افسانہ رکھتے ہیں گب

محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان کتاب تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار است۔ واللہم صلی علی محمد النبی
 المکرم والہ واصحابہ المعروفین بالخلق العظیم دیباچہ تصانیف اولی الابصار

نازم برین موجب غفلتی و سر فرازم بای نعمت کبریٰ که در اوان حیدر و ساعت سعیدہ
 تذکرہ گلشن ہمیشہ ہمار کہ از لطافت مضامینش در چشم حاسدان خارا ست نے نے گلستانے
 است کہ در گل اشجار سطورش عنادل خوشنوا چہ چہ زن آں زبے زبے بوستانے است
 کہ از تلاؤ خیابان عبارتش ہر صغیر و کبیر خندان بر چکیہ طبع انباتے زمین از مؤلفات
 قد وہ علامتے زمان جناب مولوی محمد نصر اللہ خان سلمہ الرحمن مادام القرآن بطبعان تاریخ
 بست ۹ دوم (۱۲۲۰) رجب المرجب ۱۲۴۰ ہجری با تہمام احقر افراد الانسان عثمان خان
 خوشبگلی نور جوی مطبع فتح الاخبار کول حلیہ انطباع پوشید و منظور نظر مقبولان گردیدہ
 فقط

